

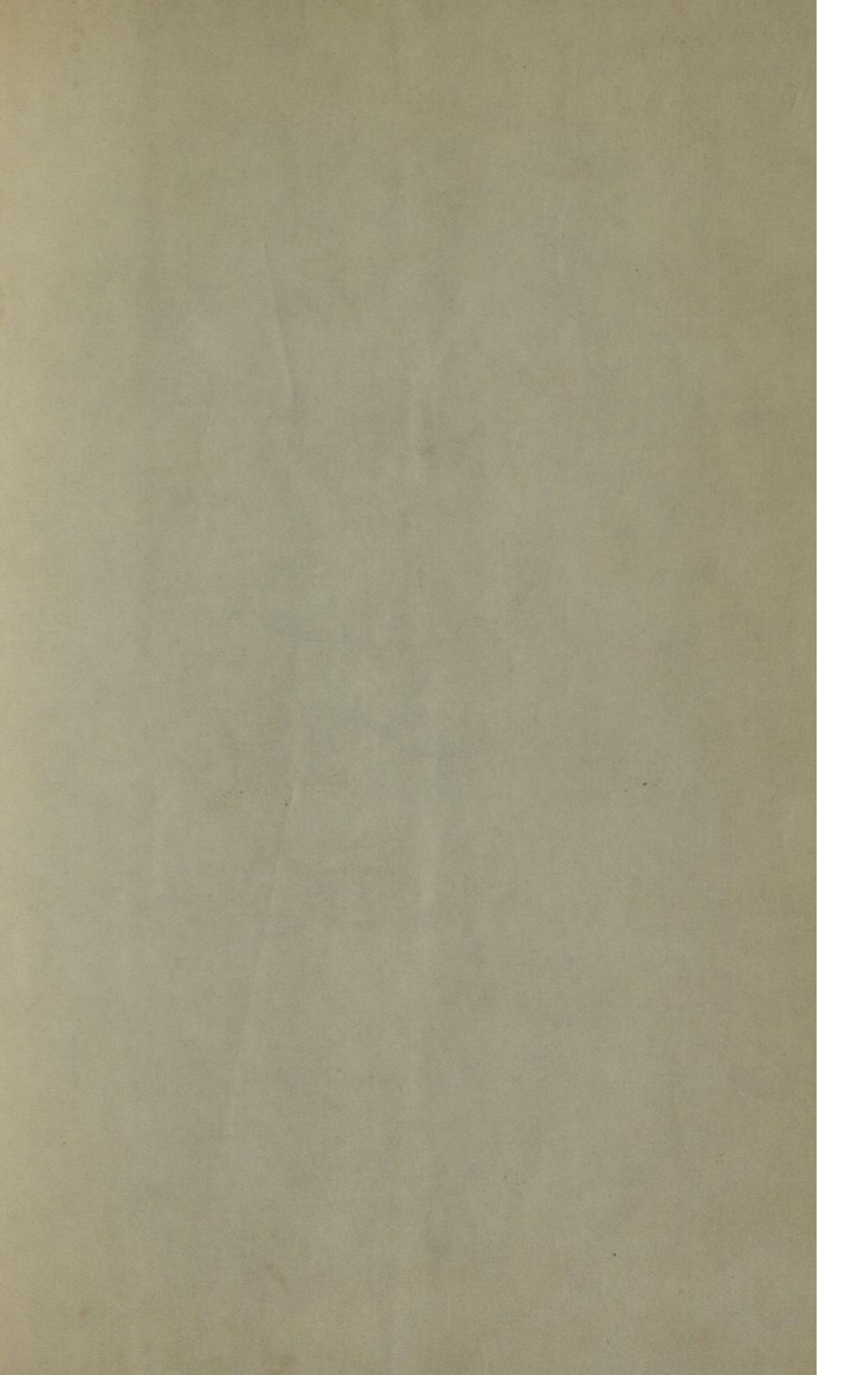
امامیہ پبلیکیشنز کی فخریہ پیشکش

ارشاد القلوب

ترجمہ:

مولانا سید صفدر حسین نجفی

امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان
گیت روڈ لاہور



یا علیؑ ادرکنی

ملت جعفریہ کی مرکزی دینی درس گاہ جامعہ المنتظر کی عظیم پیشکش

ارشاد القلوب

دانائی اور نصیحتوں کی باتیں

مؤلف

علامہ شہیر شیخ ابو محمد حسن ابن ابوالحسن محمد ولی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

جناب ثقفی الاسلام علامہ الحاج السید صفدر حسین صاحب قبلہ نجفی

امامیہ پبلیکیشنز، ۱۷ نور چیمبرز گنپت روڈ لاہور ۲

فون : ۳۲۵۱۵۳



جملہ حقوق محفوظ ہیں

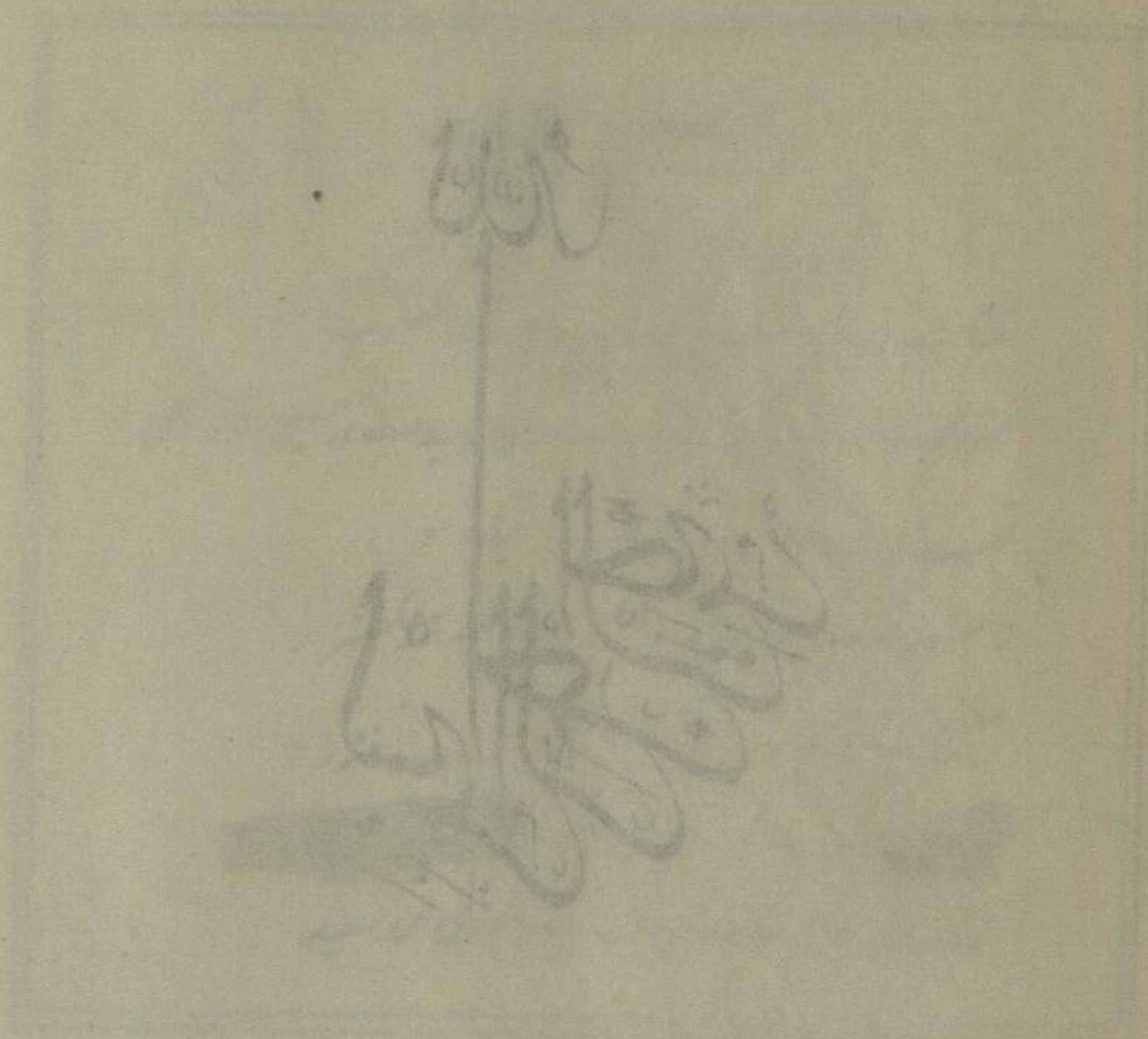
کتاب _____ ارشاد القلوب
مترجم _____ مولانا سید صفدر حسین قبلہ نجفی
تعداد _____ گیارہ سو
ناشر _____ امامیہ پبلیکیشنز
مطبع _____ شفاف پرنٹرز
_____ _____
کتابت _____ مولوی محمد سعید



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ





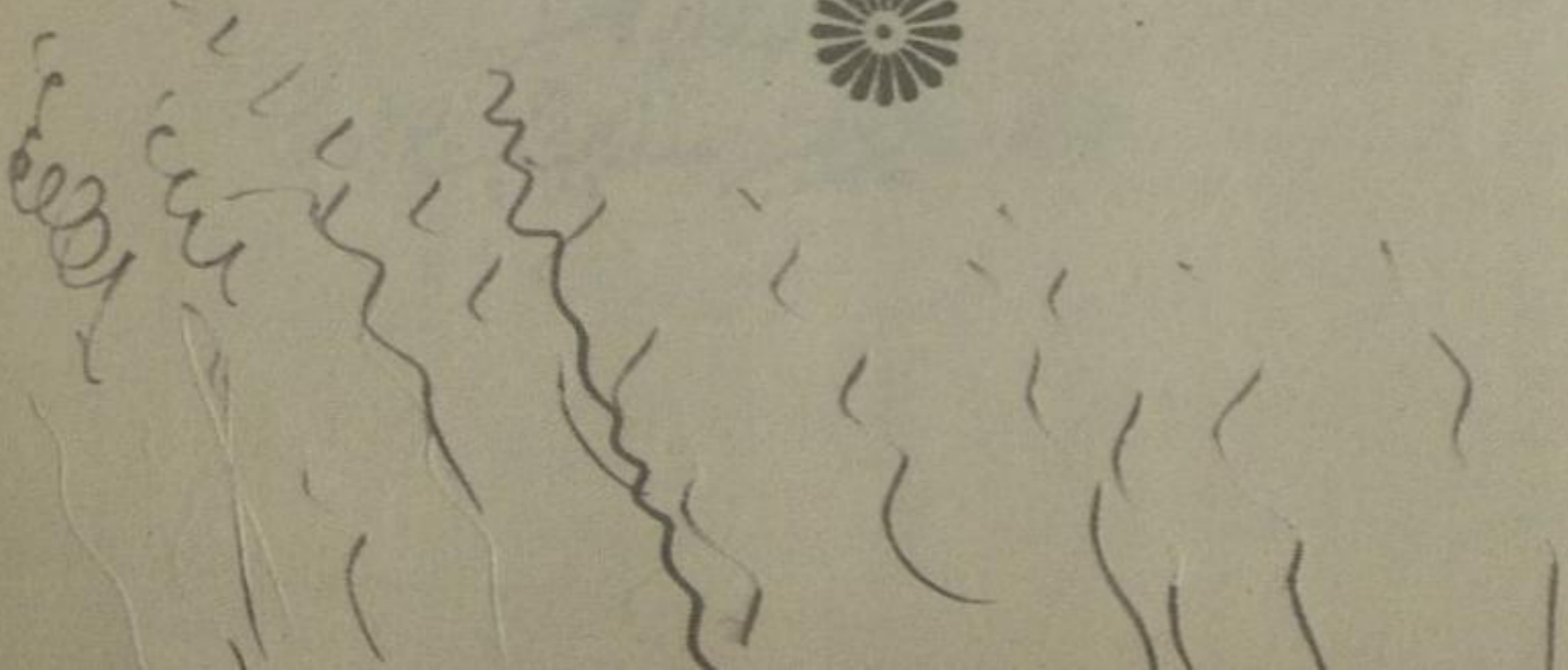


فہرست مضامین اردو ترجمہ کتاب ارشاد القلوب

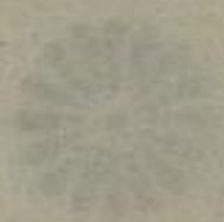
باب نمبر	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۰
	ارشاد القلوب تالیف ولیمی علیہ الرحمۃ	۰
۱	وعظ و نصیحت کرنے کا ثواب	۱
۲	دنیا میں زہد و پرہیزگاری اختیار کرنا چاہیے	۲
۱۵	دنیا کی مذمت	۱۵
۱۷	ترک دنیا	۱۷
۲۵	تخلیف و ترہیب (ڈراتا و صمکاتام)	۲۵
۳۶	دنیا کے عقاب سے ڈراتا	۳۶
۳۷	امید کو کوتاہ کرتا	۳۷
۳۹	عمر کی کمی اور اس کا جلدی ختم ہو جانا اور عمر کے دھوکے میں نہ آنا	۳۹
۴۱	بیماری اور اس کی مصلحت	۴۱
۴۳	عیادت مریض کا ثواب	۴۳
۴۷	توبہ اور اس کے شرائط	۴۷
۵۳	موت اور اس کے مواعظ	۵۳
۵۵	عمل میں ایک دوسرے سے سبقت کرتا	۵۵
۷۵	موت کے وقت مومن کی حالت	۷۵
۸۱	مصنف قدس سرہ کی وعظ میں گفتگو	۸۱
۸۳	قیامت کے علامات و احوال	۸۳
۹۱	زنا اور سود کا عذاب	۹۱
۹۳	جناب تقمان کا اپنے بیٹے کو علوم و حکمت بالغہ کی وصیت کرنا	۹۳

صفحہ	عنوان	باب نمبر
۱۰۳	قرآن مجید کی تلاوت	ایسواں باب
۱۰۶	سورہ قاف پر ایک بلیغ خطبہ	بیسواں باب
۱۱۰	ذکر اور اس کی نگہداشت	اکیسواں باب
۱۱۵	ناز شب (تہجد) کی فضیلت	یائیسواں باب ✓
۱۲۹	خوف خدا سے گریہ کرنا	تیسواں باب
۱۳۳	راہِ خدا میں جہاد کرنا	چوبیسواں باب ✓
۱۳۵	گوشہ نشینی اور گمناہی کی مدح	پچیسواں باب
۱۳۹	درع اور اس کی طرف رغبت دلانا	چھبیسواں باب
۱۴۲	سکوت اور خاموشی	ستائیسواں باب
۱۴۷	خوف خدا	اٹھائیسواں باب
۱۵۱	اللہ سے امید رکھنا	انیسواں باب
۱۵۸	خدا سے شرم و حیا کرنا	تیسواں باب ✓
۱۶۰	حزن و ملال اور اس کی قفیلست	اکیسواں باب
۱۶۵	خدا کے سامنے خشوع اور اطہار عاجزی کرنا	بیسواں باب
۱۶۹	غیبت اور خلیجوری کی مذمت اور غصہ پی جانے کی اچھائی	تیسواں باب ✓
	اور غیبت وغیرہ کا عقاب	
۱۷۵	قتاعت اور اس کی مصلحت	چوبیسواں باب
۱۷۹	اللہ پر توکل کرنا	پچیسواں باب ✓
۱۸۵	اللہ کا شکر ادا کرنا	چھتیسواں باب ✓
۱۸۹	یقین کا بیان	ستیسواں باب
۱۹۲	صبر کا بیان	اٹھتیسواں باب
۱۹۶	خدا کے لیے مراقبہ کرنا	اننایسواں باب

باب نمبر	عنوان	صفحہ
✓ چالیسواں باب	حسد کی مذمت	۱۹۹
اکتالیسواں باب	نورِ خدا کی وجہ سے فراست	۲۰۳
بیالیسواں باب	حسنِ خلق اور اس کا ثواب	۲۰۷
تینتالیسواں باب	اللہ کے لیے جو دردِ سخاوت کرتا	۲۱۳
چوبیسواں باب	الودر کا سوال کرنا	۲۱۹
پننیاالیسواں باب	اللہ کی ولایت کا بیان	۲۲۵
چھیالیسواں باب	امیر المؤمنین اور ائمہ طاہرین کے مواعظ	۲۲۹
✓ ستتالیسواں باب	دعا اس کی برکت اور فضیلت	☆ ۲۳۷
اڑتالیسواں باب	فقر و فاقہ کی فضیلت اور اس کا اچھا انجام	۲۴۹
انچاسواں باب	خدا کے ساتھ آداب	۲۵۷
پچاسواں باب	توحیدِ خدا	۲۶۸
اکیادواں باب	نبی اکرمؐ اور ائمہ اطہار کے ارشادات	۲۷۹
بادواں باب	مجموعہ درام سے منتخب شدہ احادیث	۲۹۹
ترہپتواں باب	عقل کا بیان اور یہ کہ عقل کی بناء پر نجات سے	۳۱۵
پتوتواں باب	اُن چیزوں کا بیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں اپنے پروردگار سے پوچھی تھیں -	۳۱۹



رقم	موضوع	باب
۳۵۱	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۲	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۳	باب المثال	باب این المیزان
۳۵۴	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۵	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۶	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۷	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۸	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۵۹	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۰	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۱	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۲	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۳	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۴	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۵	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۶	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۷	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۸	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۶۹	تتمتع راحة	باب این المیزان
۳۷۰	تتمتع راحة	باب این المیزان



عرضِ ناشر

اہلِ علم و اہلِ ذوق کی علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے امامیہ پبلیکیشنز کا پانچواں جامِ دوسری بار دستِ بوسی کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

ارشادِ القلوب و دلوں کو ہدایت کرنے والی، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اس دور میں کہ جب ہمارے نوجوان اسلام کی راہوں کو ترک کر کے مغرب کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ قرآن و احادیث اور ارشاداتِ معصومین علیہم السلام کی روشنی میں احسن طریقہ سے غلط و نصیحت کی گئی ہے کہ وہ قاری کے قلبِ ثقیل کو متاثر کرتی اور اس کے نفس کو جھنجھوڑتی ہوئی رُوح کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔

ارشادِ القلوب کا ہر گھر میں موجود ہونا نہایت مفید ہے اور قوم کے ہر نوجوان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ دین کی صحیح رُوح کو سمجھ کر اپنی دنیاوی و اخروی حیات کو حیاتِ جاودا بناسکے۔

ادارہ حجتہ الاسلام و المسلمین جناب مولانا سید صفدر حسین نجفی صاحب کا مشکور و ممنون ہے کہ انہوں نے اس بیش بہا قیمتی سرطے کو اردو کے قالب میں ڈھال کر ہمیں نشانِ منزل دکھایا۔ ہم ان تمام حضرات کے بھی ممنون احسان ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ادارے کی پُر خلوص اعانت فرمائی۔

آپ کی تجاویز کا منتظر

سیکرٹری: امامیہ پبلیکیشنز، انور چیمبر گنپت روڈ لاہور



پیش لفظ از مترجم

اگرچہ میں نے حقوق اور اسلام سب سے پہلے تالیف کی اور سعادت ابدیہ عرصہ معراج العبادۃ اور علامہ کراچی کی علم اخلاق کی کتاب معدن الجواہر کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن ابھی تک دل پیا ہوتا تھا۔ کہ مواعظ و اخلاق کی کوئی مفصل کتاب اردو زبان میں ہونی چاہئے۔ کیونکہ علم اخلاق اور وعظ و نصیحت کے سلسلہ میں تحریر اور تقریر ہندوستان میں معاملہ صفر کے برابر ہے۔ گرمی کی تفصیلات میں پہلے تو سی مجلس منظری ترجمہ عرفان المجالس جلد ۱ کے طور پر کیا اور پھر زیر نظر کتاب (تالیف علامہ دینی) جو کہ علم و فضل کے ماہ تاباں اور علامہ علیؒ یا شہید اول کے ہم عصر تھے۔ انھوں نے یہ کتاب دو جلدوں میں لکھی ہے۔ دوسری جلد میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل مناقب معجزات اور حالات درج کئے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ چند سال قبل سرگودھا میں مولانا مفتی سید عنایت علی شاہ صاحب قیلہ کے قلم سے ہوا چکا ہے) اس کو میں نے دیکھا تو شوق پیدا ہوا کہ اس کا ترجمہ کیا جائے۔ لیکن چھٹیاں ختم ہونے کو تھیں۔ اور مصروفیات تعمیر مدرسہ عالیہ جامعہ المنتظر کی وجہ سے زیادہ تھیں۔ لہذا ترجمہ شروع کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ استخارہ دیکھا تو واجب آیا۔ اور ترجمہ شروع کر دیا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اُس نے اپنی توفیق شامل حال فرمائی اور ترجمہ ہو گیا۔ البتہ یہ یاد رہے۔ کہ ابتداء کتاب میں مؤلف نے فرمایا ہے۔ کہ اس میں ۵۵ باب ہیں۔ لیکن موجودہ ۵۴ ابواب ہیں کیونکہ باب ۵۴ کی ابتداء میں فرمایا ہے۔ یہ خاتمہ کتاب ہے۔ میرے پاس جو کتاب کا نسخہ ہے۔ اس کے چند صفحات آخر سے گم ہو گئے ہیں۔ لہذا روایت معراجیہ کا تتمہ علامہ مجلسی مرحوم کی کتاب بحار الانوار کی سترھویں جلد سے مکمل کیا



ارشاد القلوب تالیف دینی علیہ الرحمۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ
 عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ آمَنَّا بَعْدَ حُبِّ شَهَوَاتٍ وَغَضَبِ
 کابا و شاہ اولاد آدم پر حاوی ہو گیا اور ہر شخص کا اپنے نفس کے ساتھ محبت کرنا اور آخرت و قبر کو چھوڑ
 بیٹھنا حاوی و غالب ہو گیا تو میں نے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام ارشاد القلوب رکھا۔ یعنی دلوں کو
 درست کاموں کی ہدایت کرتے والی۔ اور جو اس پر عمل کرے اُس کو دردناک عذاب سے نجات
 دلا دیتے والی ہے خاتم پر رحم کرے یہ بات جان لو کہ خداوند عالم نے اس جہان کو عبث اور
 فضول پیدا نہیں کیا تاکہ اسے بیکار چھوڑ دے بلکہ اہل عالم کو عقل دی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ نہیں
 اپنی معرفت کی طرف رہبری کی ہے اور عقل ہی کے ذریعہ اپنی قدرت کے گواہ، اپنی وحدانیت
 کی دلیلیں واضح کی ہیں اور انھیں ایسی قوتیں بخشی ہیں کہ جن کے سبب وہ اس کی اطاعت کی قدرت
 رکھتے اور اس کی نافرمانی سے بچ سکتے ہیں۔ تاکہ ان کی طرف سے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے
 پس اُس نے ان کی طرف انبیاء بھیجے ہیں اور ان انبیاء کو ختم کیا ہے۔ سید المرسلین محمد بن عبد اللہ
 صادق امین صلوات اللہ وسلام علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین کے ساتھ اور ان انبیاء پر وعدہ وعید کرنے
 اور ڈراتے والی کتابیں نازل فرمائیں ہیں۔ اور اُس نے اپنی مخالفت سے ڈرایا دھمکایا اور اپنا
 عذر مکمل کر دیا ہے۔ پس اس کا ارشاد ہے۔ ایسے رسول بھیجے ہیں۔ جو بشارت دینے والے
 اور ڈراتے والے ہیں۔ تاکہ لوگوں کی اللہ پر رسولوں کے آجانے کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے
 مزید فرماتا ہے۔ اور اگر ہم انھیں پہلے ہی عذاب سے ہلاک کر دیتے۔ تو یہ کہتے کہ اے ہمارے
 پالنے والے تو نے ہماری طرف کیوں نہیں رسول بھیجا۔ تاکہ ہم تیری آیات کا اتباع کرتے۔
 قبل اس کے کہ ہم فریال و خواہ ہوتے۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ اور ہم عذاب نہیں کرتے۔

جب تک رسول نہ بھیجیں۔ اور فرماتا ہے لوگو! تمہاری طرف یقیناً تمہارے رب کا موعظہ اور سینوں میں جو کچھ ہے۔ اس کی شفاء اور ہدایت اور مومنین کے لیے رحمت آچکی ہے۔ فرمایا اور خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈرانے لے۔ فرمایا اور تمہیں معلوم رہے کہ بے شک خدا جانتا ہے۔ ان باتوں کو جو تمہارے نفسوں میں ہیں۔ پس اس سے ڈرو اور فرمایا اور اللہ سے ڈرو بے شک تم اس کی ملاقات کرنے والے ہو۔ فرمایا۔ اور مجھ سے ڈرو۔ اے صاحبان عقل فرمایا، اور ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی طرف پلٹ جاؤ گے۔ پھر لوپر ابد لائے گا ہر نفس اس چیز کا جو کرتا رہا ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ فرمایا اور ڈرو اس دن سے کہ جس میں کوئی نفس دوسرے نفس کا بدلہ نہیں دے سکے گا اور قبول نہیں کیا جائیگا۔ اس سے عوض اور نہ اسے شفاعت نفع دے گی۔ فرمایا اے لوگو! اپنے پانے والے سے ڈرو، اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن باپ بیٹے کا عوض نہیں دے سکے گا۔ اور نہ بیٹا باپ کے بدلے کوئی چیز دے گا۔ بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ پس تمہیں زندگانی دنیا دھوکا نہ دے۔ اور نہ اللہ کے متعلق غرور تمہیں دھوکا دے فرمایا اے لوگو! اپنے پانے والے سے ڈرو۔ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ فرمایا اے لوگو! ڈرو اپنے اُس رب سے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اُس کی زوجہ قرار دی۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں۔ فرمایا۔ اے میرے بندو مجھ سے ہی ڈرو۔ فرمایا، اور اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ فرمایا۔ لوگوں کے لیے اُن کا حساب و کتاب نزدیک آگیا حالانکہ وہ غفلت میں پڑ کے اعراض کرتے ہیں۔ ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی ہے۔ مگر یہ کہ وہ اُسے سُنتے ہیں۔ درانحالیکہ کھیل رہے ہوتے ہیں فرمایا اے ایمان والوں! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اس آگ پر تندہی و سخت ملائکہ موکل ہیں۔ جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اُسے گزر دیتے ہیں۔ فرمایا اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور ہر نفس دیکھے کہ وہ موت کے لیے کیا کچھ بھیج چکا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ خدا باخبر ہے اس چیز سے جو تم کرتے ہو۔ فرمایا اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ خدا شدید عقاب والا ہے۔ اور فرمایا اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے کریم رب سے مغرور کر رکھا ہے۔ فرمایا۔ کیا ایمان لانے والوں کے لیے وہ

وقت نہیں آیا کہ وہ اللہ کے ذکر اور جوتی نازل ہو چکا ہے۔ اس کے سامنے ٹھکیں فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے۔ اور تمہاری بازگشت ہماری طرف نہیں ہے۔ فرمایا کیا انسان یہ گمان کرتا ہے۔ کہ اسے بے کار چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیا وہ ٹپکنے والی مٹی کا ایک قطرہ نہیں۔ فرمایا کیا بستیوں میں رہنے والے مامون ہیں کہ ان کے سوتے ہوئے ہمارا عذاب رات کے وقت آجائے کیا بستیوں والے امن میں ہیں۔ کہ ہمارا عذاب دن کو آجائے۔ جب کہ وہ کھیل کود میں مشغول ہوں فرمایا اور جو شخص طغیان و سرکشی کرے اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دے تو بے شک جہنم ہی اس کی جائے پناہ ہے۔ اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اور نفس کو خواہشات سے روکے تو جنت اس کے رہتے کی جگہ ہے۔ فرمایا کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا تذکرہ (عیرت و نصیحت) حاصل کر سکتا ہے۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا ہے۔ فرمایا اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لو۔ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے ورنہ تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ فرمایا اور تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اے مومنین تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ فرمایا اے ایمان لاتے والو اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔ فرمایا کیا یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا غفور و رحیم۔ پھر خدا نے انہیں حالات قیامت اس کے زلزلوں اور عظیم خطرات سے ڈرایا ہے۔ اور اس کے بڑے بڑے ناموں اور بڑے امتحان اور طویل سختی و شدت کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ تاکہ اس سے ڈریں اور بڑے سے بڑا زاد راہ اس کے لیے تیار کریں اور بہترین طریقہ پر زیادہ تیاری کریں۔ اس کا نام واقعہ واقع ہوتے والی (راہفہ دُھلاتے والی) طامہ (مصیبت) صافہ (کانوں کے پردے پھاڑنے والی) حاقہ (برقی ہونے والی) صاعہ (گھڑی) قبروں سے نکلنے والا دن۔ حسرت کا دن۔ مذامت کا دن۔ سوال کا دن۔ پشیمانی کا دن فیصلہ کا دن حق کا دن حساب کا دن۔ ایک دوسرے کے حساب کا دن۔ ملاقات وہ دن جس میں مال و اولاد قائمہ نہیں دیں گے۔ مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ آیا۔ فرمایا اور وہ دن جب صحر چھوٹکا جائے گا پس آسمانوں اور زمین میں رہنے والے گھبرا اٹھیں گے۔ مگر جس کے متعلق خدا چاہے گا اور سب آئیں گے۔ ذلت کے ساتھ اور پہاڑوں کو تم جا مد سمجھو گے۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح

گزر رہے ہوں گے۔ یہ اللہ کی کارگیری ہے جس نے ہر چیز کو پختہ بنایا ہے۔ بے شک وہ باخبر ہے
اُن چیزوں سے جو تم کرتے ہو۔ فرمایا جب دیکھیں گے اُس چیز کو جس کا اُن سے وعدہ ہو چکا ہے۔ تو
گو یا وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے۔ مگر دن کا ایک لمحہ تو کیا۔ فاسق گروہ کے علاوہ کوئی ہلاک ہو گا۔
فرمایا اور کان لگا کے سنو جس دن متادی قریب کے مکان سے ندا کرے گا۔ جب حق کی پکار کو وہ سنیں
گے یہ ہے نکلنے کا دن۔ فرمایا جس دن حرکت کریں گے۔ آسمان حرکت کرنا اور چلیں گے پہاڑ چلنا تو
ہلاکت ہے۔ اُس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے۔ فرمایا جس دن معاملہ واضح ہو جائے گا۔ اور
انہیں سجدہ کی طرف بلایا جائے گا۔ پس اُن میں کسی قسم کی طاقت نہیں رہے گی۔ اُن کی آنکھیں ٹھکی
ہوں گی۔ اور ولایت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی۔ فرمایا جس دن آسمان پگھلے ہوئے تابنے کی طرح ہو
جائے گا۔ اور پہاڑ دھنکی ہوئی۔ اُن کی مانند ہو جائیں گے۔ اور آنکھوں دیکھتے کوئی دوست
کسی دوست کی بات نہیں پوچھے گا اور گنہگار یہ آرزو کرے گا۔ کہ وہ اس دن کے عذاب سے بچنے
کے لیے اگر ہو سکے۔ تو اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے کنبے کو جنہیں وہ اپنے
ساتھ رکھتا تھا اور زمین بھر میں جو چیزیں ہیں۔ ان سب کو بطور فدیہ دے دے۔ پھر وہ سب
فدیہ اُسے عذاب سے محفوظ کر دے۔ فرمایا اور وہ دن کہ جب زمین اور پہاڑ لرز تے لگیں گے۔ اور
پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے۔ فرمایا تم کس طرح بچ سکو گے۔ اگر اُس دن انکار کرو جو دن
لڑکوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ آسمان اُس پر پھٹ جائے گا اور اُس کا وعدہ پورا ہو کے رہے گا۔
فرمایا تیرے رب کی طرف جانے کا وہی دن ہے۔ فرمایا۔ اُس دن تیرے رب کی طرف جائے استقرار
ہے۔ وہ انسان کو خبر دے گا۔ اس چیز کی جو آگے بھیج چکا تھا۔ اور اُس کی جو پیچھے چھوڑ چکا ہے۔
فرمایا اس دن وہ بول نہیں سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ہوگی تاکہ وہ عذر پیش کریں۔ فرمایا
اور یہ فیصلہ کا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور اذلیل کو جمع کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی مکر و فریب کر سکتے
ہو تو کرو۔ فرمایا فیصلہ کا دن اور وقت معین ہے۔ جس دن صُور پھونکا جائے گا۔ پس تم فوج فوج ہو
کے آؤ گے۔ اور آسمان کھل کے دروازے ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ چلنے لگیں گے۔ پس وہ مراب
ہو جائیں گے۔ بے شک جہنم گھات کی جگہ ہے۔ سرکشوں کے لوٹنے کی جگہ ہے۔ جس دن کئی
مخفیہ (اسی سال کا ایک حقیق ہوتا ہے) رہیں گے اس میں نہیں چکھیں گے۔ ٹھنڈی چیز اور

نہ بیٹے کی چیز۔ مگر گرم پانی اور پیپ جس دن روح اور ملائکہ صفت بستہ ہوں گے نہیں کلام کریں
 گے۔ مگر جنہیں خدا نے رحمت اجازت دے گا۔ اور وہ درست بات کہے گا۔ یہ دن حق ہے۔ پس
 جو چاہے اپنے رب کے ہاں ٹھکانا بنالے۔ بے شک ہم نے تمہیں قریب والے عذاب سے ڈرایا
 جس دن دیکھے گا۔ انسان اُس چیز کو جیسے اُلٹے آگے آگے بھیجا ہے۔ اور کافر کہے گا۔ اے کاش میں
 مٹی ہوتا۔ فرمایا جس دن (نفلح صور کی) دہلانے والی بڑی آواز آئے گی۔ اس کے بعد اسی قسم
 کی ایک دوسری آواز آئے گی۔ دل اُس دن سخت خوف زدہ ہوں گے۔ آنکھیں ان دلوں کی
 جھکی ہوئی ہوں گی۔ فرمایا جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا۔ اور ہر دیکھنے والے کے لیے
 جہنم نمایاں کر دی جائے گی۔ فرمایا وہ دن جس دن آدمی پھیلے ہوئے پتنگوں کی مانند ہوں گے
 اور پھیلے پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح۔ پس جس کے اعمال نیک کی تول بھاری اترے گی۔ وہ
 تو خاطر خواہ عیش میں ہو گا۔ اور جس کے اعمال نیک کی تول کم اترے گی تو اُس کا ٹھکانا ہاویہ ہو گا
 اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے۔ دیکھتی ہوئی آگ ہے۔ فرمایا اور جس دن ہم جہنم سے کہیں گے۔ کیا تو
 پر ہو گئی ہے۔ اور وہ کہے گی۔ کیا کچھ مزید ہے۔ فرمایا اور جس دن کتاب رکھ دی جائے گی پس تم
 دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں ہے۔ اس سے مجرم ڈر رہے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ ہائے افسوس کیا
 ہو گیا ہے۔ اس کتاب کو یہ چھوٹے بڑے گناہ کو نہیں چھوڑتی مگر یہ کہ اسے شمار کر رکھا ہے۔ اور
 خداوندِ عالم نے قیامت کے دن کا ذکر کئی ایک مقام پر کیا ہے۔ کوئی ایسا سورہ نہیں جس میں
 اس کا تذکرہ نہ ہو تاکہ چیز لوگوں کے ڈرانے میں زیادہ بلیغ ہو اور ان پر حجت کے ثابت ہونے
 میں زیادہ تاکید ہو۔ اور ان کے لیے تبصرہ اور ان پر شفقت اور انہیں ڈرانے اور عذر پورا کرتے
 کا سبب اور ان کے لیے موعظہ ہو پس وہ اس میں تدبیر کریں اور اپنے دلوں کو اس کے لیے
 فارغ رکھیں اور غافل نہ رہیں۔ کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے۔ کیا وہ قرآن میں تدبیر نہیں کرتے
 یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ پس تم بیدار ہو جاؤ۔ تدبیر تفکر یا بصیرت اور عبرت حاصل
 کر کے۔ سرکارِ رسالت نے فرمایا۔ تمہارے پاس فتنے رات کے تاریک ٹکڑوں کی طرح
 آ رہے ہیں۔ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسول! پس تجاوت کا ذریعہ کیا ہے۔ فرمایا تم پر
 لازم ہے۔ کہ قرآن کو تھام لو۔ کیونکہ جو اسے اپنا رہبر بنائے۔ وہ اسے جنت کی طرف کھینچے کے

لے جائے گا۔ اور جو اسے پس پشت ڈال دے۔ تو اُسے جہنم کی طرف چلا کے لے جائے گا۔
 اور یہ قرآن واضح ترین دلیل ہے۔ بہترین راستہ کی طرف اور جو اس کے ساتھ حکم کرے وہ
 انصاف کرے گا۔ اور جو اُس کو پکڑ لے وہ اجیر پائے گا۔ اور جو اس پر عمل کرے وہ موفق ہوگا۔
 اور حضرت امیر نے اس مومن کی تعریف کرتے ہوئے جو قرآن پر عمل کرے۔ فرمایا اُس نے اپنے آگے
 کی ہمار کتاب کو تھما دی ہے۔ پس وہ کتاب ہی اُس کا قائد و رہبر ہے وہ اُترتا ہے۔ جہاں قرآن
 اپنا بوجھ اتار دے اور وہاں منزل کرتا ہے۔ جہاں قرآن کی منزل ہوتی ہے۔ اچھائی کی کسی انتہا کو اس
 کا قصد کیے بغیر نہیں چھوڑتا اور نہ اس کی منزل کا ارادہ کئے بغیر کرتا ہے۔ اور فرمایا قرآن کا ظاہر عمدہ
 اور باطن گہرا ہے۔ اس کے عجائبات فنا نہیں ہوتے اور نہ اس کے غرائب ختم ہوتے ہیں۔ نہ
 تاریکیاں اس کے بغیر چھٹتیں۔ پس فکر کرو، اور خدا کے اس قول کے ذریعہ اپنے آپ کو منزل
 جو کرو، اور ڈراؤ انھیں قریب آنے والے دن سے جب دل حجروں کے نزدیک غصے کو یہ
 ہوئے ہوں گے۔ ظلم کرتے والوں کا کوئی دوست اور شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ کہ جس کی
 اطاعت کی جائے اور فرمایا ڈراؤ انھیں حسرت والے دن سے جب فیصلہ ہو جائے گا
 اور وہ غفلت میں ہوں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور فرمایا قریب ہونے والی قریب
 آگئی۔ اُسے اللہ کے علاوہ کوئی دُور کرنے والا نہیں اور فرمایا ڈراؤ لوگوں کو اُس دن سے
 جب عذاب آئے گا۔ پس ظلم کرنے والے کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں نزدیک کی
 مدت تک مہلت دے دے۔ ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے۔ اور رسولوں کا اتباع
 کریں گے۔ پس خدا انھیں جواب دے گا۔ کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے۔ کہ ہمیں تو زوال
 ہی نہیں حالانکہ تم رہتے تھے۔ ان کے گھروں میں جو اپنے نفسوں پر ظلم کر چکے تھے۔ اور تم پر واضح
 ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور تمہارے لیے مثالیں قائم کر دی تھیں۔ اور فرمایا
 کیا انھیں گمان نہیں کہ وہ ایک عظیم دن کے لیے اُٹھائے جائیں گے۔ جس دن لوگ اٹھیں
 گے۔ تمام جہانوں کے پالنے والے کے لیے، اور فرمایا جس دن ہر نفس حاضر پائے گا۔ جس عمل
 خیر کو کر چکا ہے۔ اور جو عمل بد کر چکا ہے۔ تو دوست رکھے گا۔ کہ اس عمل اور اس کے درمیان
 طویل فاصلہ ہوتا، اور خدا تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ اور خدا اپنے بندوں پر مہربان

ہے۔ اور فرمایا۔ اور جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی قافل ہو جائے گی۔ اس سے
جسے وہ دودھ پلاتی تھی اور ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا۔ مستی کی حالت
میں حالانکہ وہ مست نہیں ہوں گے۔ لیکن عذابِ خدا بہت سخت ہے۔ فرمایا اور وہ دن جو بچوں
کو بوڑھا بنا دے گا بڑے مست ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ جھک جائیں گے۔ فرمایا اور جس دن
چہرے سفید ہوں گے۔ آسمان اس پر پھٹ پڑے گا۔ اس کا وعدہ پورا ہو کے رہے گا۔ پس ڈرو
اے اللہ کے بندوں اُس دن سے کہ جس دن بچوں کے سر سفید ہو جائیں گے۔ اور کچھ (چہرے سیاہ
ہوں گے۔ فرمایا اور جس دن لوگ گروہ گروہ ہو کے نکلیں گے۔ تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں۔ پس
ہو ذرہ برابر کوئی کارِ خیر کرے گا۔ اُسے دیکھے گا۔ اور ہو ذرہ برابر کارِ بد کرے گا۔ اسے دیکھے گا۔
اور فرمایا جس دن دوست دوست کو بے پرواہ نہیں کر سکے گا۔ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔
فرمایا اور جس دن مرد اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بے پرواہ ہو گا اُس دن ہر
شخص کی اپنی حالت اُسے (ہر ایک سے) بے پرواہ کئے ہو گی۔ فرمایا جس دن ہر شخص اپنے نفس
سے جھگڑتے ہوئے آئے گا۔ اور ہر نفس نے جو کچھ کیا ہے۔ اُسے وہ پورا پورا دیا جائے گا۔ اور ان پر
ظلم نہیں ہو گا۔ فرمایا جس دن ہر شخص دیکھے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور کافر کے گا۔ اے کاش
میں مٹی ہوتا۔ فرمایا جس دن ظالموں کو ان کی معذرت نفع نہیں دے گی۔ اور ان کے لیے لعنت ہو گی
اور ان کے لیے بُرا گھر ہو گا فرمایا اور جس دن جہنم کو لایا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا
اور کہاں ہو گا۔ اس کے لیے نصیحت حاصل کرنا۔ کہے گا۔ کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے آگے کچھ بھیجا
ہوتا۔ پس اُس دن کسی کا عذاب خدا جیسا نہیں ہو گا۔ اور نہ کسی کا جھگڑنا اس جیسا ہو گا اور فرمایا جس دن
زمین اور آسمانوں کو بدل دیا جائے گا۔ اور اللہ واحد قہار کی بارگاہ میں نکل کر آئیں گے
فرمایا اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلا دیں گے۔ اور تم دیکھو گے زمین کو ظاہر ہونے والی اور ہم
انہیں اٹھائیں گے۔ پس ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور وہ صفتِ بسترِ رب
کے سامنے پیش ہوں گے۔ البتہ تم ہمارے سامنے ایسے آؤ گے۔ جیسے ہم نے تمہیں پہلی دفعہ خلق
کیا تھا۔ بلکہ تم تو گمان کرتے تھے۔ کہ ہم کبھی تمہاری وعدہ گاہ نہیں قرار دیں گے اور تم نے اسے
پس پشتِ ڈال دیا تھا۔ جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی

نہیں دیکھ رہے ہیں۔ جن کے متعلق تمہارا خیال تھا۔ کہ وہ تم میں شریک کار ہیں۔ البتہ تمہیں ایک دوسرے
 سے منقطع کر دیا ہے۔ اور گم ہو گیا ہے۔ تم سے وہ جس کا تم گمان کرتے تھے۔ فرمایا جس دن
 ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے۔ جیسے جلد کتاب کو لپیٹ دیتی ہے۔ فرمایا جس دن ان کے خلاف
 اُن کی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے۔ اُس چیز کی جو وہ کرتے رہے ہیں اور
 فرمایا وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر و عذاب پھیلا ہوا ہو گا۔ اور ہم قیامت کے دن عدل و
 انصاف کے ترازو رکھ دیں گے۔ پس کسی نفس پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہو گا۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر
 عمل ہو گا۔ تو ہم وہ بھی اُسے دیں گے اور کافی ہیں ہم حساب کرنے والے۔ فرمایا اسے بیٹایے شک
 وہ (عمل) اگر رائی کے دانہ کے برابر ہو۔ پس وہ کسی پتھر میں ہو یا آسمان میں یا زمین میں تو خدا اُسے لائے
 گا۔ بے شک اللہ صاحب کھفت و کرم جاننے والا ہے۔ اور خدا نے اس کی تاکید کی ہے۔ اپنی
 ذات کی قسم کھا کے فرمایا۔ پس تیرے رب کی قسم البتہ ہم ان سب سے سوال کریں گے۔ اُن کاموں
 کے متعلق جو وہ کرتے رہے ہیں۔ فرمایا پس ہم ضرور اُن لوگوں سے سوال کریں گے۔ جن کی طرف
 بھیجا گیا اور ضروری سوال کریں گے۔ رسولوں سے پس ہم علم کے ساتھ ان کے سامنے واقعات بیان
 کریں گے۔ اور ہم غائب نہیں تھے۔ فرمایا اور ہم لکھتے ہیں جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں۔ اور اُن
 کے آثار اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے۔ امام مبین میں فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے
 گا۔ پس انہیں خیر دے گا۔ اُن چیزوں کی جو وہ کرتے رہے ہیں۔ خدا نے ان کا احصاء و شمار کیا ہوا
 ہے۔ اور وہ بھول چکے ہیں۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ فرمایا اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ
 کاٹے گا۔ کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ پھر خداوندِ عالم نے اس
 شخص کو جس نے اپنے نفس سے بُرائی کی ہے۔ اور اس پر ظلم کیا ہے۔ اپنی رحمت سے بالوں
 نہیں کیا۔ بلکہ اس سے توبہ کے قبول ہونے اور اس سے محبت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جب
 وہ توبہ کرے اور پلٹ آئے۔ پس ارشاد ہوا۔ اور جو شخص بُرا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے
 پھر اللہ سے استغفار کرے۔ تو خدا کو غفور و رحیم پائے گا۔ اور فرمایا تمہارے رب نے اپنی
 ذات پر رحمت لکھ دی ہے۔ یہ کہ جہالت کی وجہ سے جو شخص تم میں سے بُرا کام کرے۔ پھر
 اس کے بعد توبہ کرے اور اچھا ہو جائے۔ توبے شک وہ غفور و رحیم ہے۔ فرمایا اور وہ لوگ

جو کوئی بُرا کام کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ تو وہ اللہ کو یاد کریں۔ پھر اپنے گناہوں سے
 استغفار کریں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو بخشا ہے۔ اور وہ اپنے کئے ہوئے پر اصرار نہ کریں۔
 جب کہ وہ جانتے ہیں۔ فرمایا اگر وہ لوگ جب اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آئیں۔
 پس اللہ سے طلب بخشش کریں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرتے
 والا رحیم پائیں گے۔ اور خدا تے اپنے لطیف ترین باؤمید اور ان کے دلوں کو زیادہ قریب کرنے
 والے کلام کے ساتھ پکارا ہے۔ اپنے لطف رحمت اور توبہ کی طرف رغبت دینے کی بناء
 پر پس فرمایا کہہ دو، اے رسول اے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی
 کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔
 بے شک وہی غفور و رحیم ہے۔ فرمایا بے شک اللہ ہمیں بخشا اس بات کو کہ اس کے ساتھ
 کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے۔ معاف کر دیتا ہے فرمایا جلدی
 کرو۔ اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف فرمایا مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا کو قبول
 کرتا ہوں۔ پس اُن سے دعا قبول کرتے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ان کی اطاعت کے ساتھ
 عمل کرنے والے خیرات کی طرف جلدی کرتے والے الفاظ کے ساتھ مدح کی ہے۔
 تاکہ اپنے بندوں کو ان باتوں پر عمل کرتے کی ترغیب دے جیسا کہ بڑے اعمال سے ڈرایا
 ہے۔ تاکہ لوگ ان سے رُک جائیں فرمایا اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے
 لیے نکلنے کا راستہ قرار دیتا ہے۔ اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان
 نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرے پس وہ اس کے لیے کافی ہے۔ خدا اپنے حکم کو مقصد
 تک پہنچانے والا ہے اور خدا تے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ فرمایا اور
 جو شخص خدا سے ڈرے تو وہ اپنے حکم سے اُس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا
 اور جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ دلوادیتا ہے۔ اور اس کے لیے اجر
 عظیم قرار دیتا ہے۔ فرمایا اور جو لوگ ایمان لے آئے اور وہ تقویٰ اختیار کئے ہیں ان کے
 کے لیے زندگانی دُنیا اور آخرت میں خوش خبری ہے۔ اور اللہ کے کلمات کے لیے
 تبدیلی نہیں۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ فرمایا کہہ دو کہ اللہ کے فضل و رحمت پر ہی

خوش رہو۔ وہ تمہارے جمع شدہ مال سے کہیں بہتر ہے۔ فرمایا آج کے دن تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم محض دن ہو گئے۔ اسے وہ بندوں جو ہماری آیات پر ایمان لائے ہو۔ اور وہ سر تسلیم خم کرتے رہے ہو۔ جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیویاں ماتم خوش کئے جاؤ گے۔ فرمایا اور متقی لوگوں کے جنت قریب کر دی گئی اور دور نہیں ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہر واپس لوٹنے والے حفاظت کرنے والے کے لیے جو شخص رحمن سے ڈرتا تھا۔ غیب میں اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ آیا۔ پس خدا نے کسی کو بھی اپنے فضل اور رحمت سے ناامید نہیں کیا۔ اور غفور رحمت کو بھیلادیا اور وعدہ دیا اور دھمکایا تاکہ بندہ خوف ورجا کے درمیان درمیان رہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔ کہ اگر بندے کے خوف و امید کا وزن کیا جائے تو کوئی ایک دوسرے پر بھاری نہیں ہوگا۔ اور جب خوف زیادہ ہو تو وہ سلامتی کی طرف زیادہ بلاتا ہے۔ کیونکہ روایت ہے۔ کہ خداوند عالم نے بعض کتب میں نازل فرمایا کہ مجھے میرے عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میں اپنے بندے کے لیے دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے خائف رہے۔ تو آخرت میں اُسے مامون قرار دوں گا۔ اور اگر دنیا میں مامون رہا تو قیامت کے دن اُسے خوف میں مبتلا کر دوں گا۔ اور قرآن مجید میں اس کی بھست سی اولہ ہیں۔ ارشاد قدرت ہے۔ جو شخص میرے مقام اور میری دھمکی سے ڈرے اور فرمایا۔ اور جو شخص میرے مقام و منزلت سے ڈرے اس کے لیے دو جنت ہیں۔ فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں اور فرمایا بعض بعض سے آگے بڑھ کر سوال کریں گے بعض سلامتی کے متعلق کہیں گے۔ ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل میں ڈر رہے تھے۔ پس ہم پر اللہ نے احسان کیا۔ اور ہمیں زہریلے عذاب سے بچالیا۔ فرمایا کہا دو ایسے مردوں نے جو خوف رکھتے تھے۔ اللہ نے اُن پر انعام کیا کہ ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ جب اس سے داخل ہو گے۔ تو تم غالب ہو۔ یعنی خدا نے اُن کی اس بات میں مدح کی ہے۔ فرمایا اور وہ ہمیں رغبت کرتے اور ہوتے ہوئے پکارتے ہیں۔ خدا نے ہابیلؑ کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے یہ شک میں تو عالمین کے مالک اللہ سے ڈرتا ہوں فرمایا

اور مجھ سے ڈرو اے صاحبان عقل۔ اور آیات اس سلسلہ میں کثرت سے ہیں ان سے عبرت اور ان میں فکر وہ شخص کرتا ہے۔ جسے خدا نے نصیحت حاصل کرنے کی سعادت بخشی ہے اور تبصرہ کے ذریعہ سے اُسے بیدار کیا ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے اُمیدوں اور باتوں میں نہیں رہنے دیا۔ کیونکہ ایک قوم ایسی ہے جنہیں مغفرت اور عفو کی اُمیدوں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ دنیا سے ایسے راہِ راہ اور نفع بخش عمل کے بغیر چلے گئے جو انہیں مقصد تک پہنچاتا، پس ان کی تجارت نقصان میں رہی۔ اور ان کا کاروبار برباد ہو گیا اور اللہ کی طرف سے ایسا معاملہ ان کے لیے ظاہر ہوا۔ جس کا گمان نہیں کرتے تھے۔ پس ہم اللہ سے توفیق اور درستی کا سوال کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمیں غفلت سے نکلنے کی توفیق دے اور رشد کے راستہ کی طرف ہمیں ہدایت کرے۔

وہ بندہ جو اپنے رب کی رحمت و رضوان کا محتاج ہے ابو محمد حسن بن ابوالحسن بن محمد دلیلی ان آیات کا قرآن مجید سے جمع کرتے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے موعظ کی ابتداء کتاب خدا سے کی ہے۔ کیونکہ وہ بہترین ذکر اور بلیغ ترین موعظ ہے۔ اور انشاء اللہ اس کے پیچھے سیدنا و مولانا رسول اللہ ص و حی کے ساتھ مویدا اور عصمت کے ذریعہ درستی کو پانے والے تھے کہ کلام کو لے آتا ہوں جو اختصار و بلاغت کا ایسا جامع کلام ہے کہ پوری دنیا کے لوگ جس کی حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس آپؐ نے فرمایا بے شک مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں اور یہ شک اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا، کیونکہ جب انسان فکر کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ لذات کو ختم کرتے والی کو یاد کرو تو وہ جان لے گا کہ حقارت نے اس جملہ میں تمام موعظ جمع کر دیئے ہیں اور نصیحت کی انتہا کر دی ہے اس پر دلالت کرتا ہے خدا کا ارشاد، جہاں اس نے ابراہیمؑ اور ان کی ذریت پر اپنا احسان جتلایا ہے۔ ہم نے ان کی عاقبت کی یاد کے واسطے خالص کر لیا تھا اور آپ کے اس ارشاد میں اور بچو اس چیز سے کہ جس کا عذر کرنا پڑے اس جملہ میں آپؐ نے دنیا کے پورے آداب جمع کر دیئے ہیں۔ اور اس ارشاد میں کہ چھوڑ دے وہ چیز جو شک میں ڈالے (اور جام اس کی طرف جو شک میں داخل نہ کرے

تمام شبہات سے روک دیا ہے اور آپ کا ارشاد کہ امور تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ معاملہ ہے جس کی ہدایت درشد واضح ہے۔ پس اس کا اتباع کرو۔ اور ایک وہ معاملہ ہے کہ جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کرو۔ اور ایک وہ امر ہے جو تم پر مشتبہ ہے۔ پس اس کو اللہ کی طرف پلٹا دو اور آپ کے اس ارشاد میں کہ بچو ایسی چیز سے جس میں سُوءِ ادب ہو۔ اس میں ہر مکر وہ و مذموم فعل کو سمو دیا ہے۔ آپ کی احادیث میں ایسے مواظب اور تواجد ہیں۔ جو ہر مخلوق کے کلام سے زیادہ بلیغ ہیں اور میں ان میں سے انشاء اللہ جتنا ممکن ہو اذکر کروں گا۔ حذف اسناد کے ساتھ کیونکہ وہ اسانید کی کتب میں شہرت رکھتی ہیں اور آپ کے ارشادات کے بعد آپ کے اہل بیت اور ان صالحین کے کلام کو لاؤں گا جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے۔ انس بن مالک کہتے ہیں۔ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میں قناتِ قلبی (دل سخت ہونا) کی آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا قبروں پر جایا کرو، اور قبروں سے اُٹھنے والے دن سے غیرت حاصل کرو۔ فرمایا بیماروں کی عیادت کرو جنہوں کے ساتھ چلو۔ یہ بات تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی۔ اور خداوندِ عالم نے وعظ و نصیحت پر ابھارا ہے۔ اور رسول کو وعظ کرنے کی طرف بلایا ہے۔ ارشاد ہے کہ بُلَا تو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور موغظِ حسنہ کے ساتھ۔ فرمایا اور انہیں وعظ کرو اور انہیں ان کے متعلق قول بلیغ کہو۔ فرمایا اور یاد دہانی کرو۔ کیونکہ یاد دہانی مومنین کے لیے نفع بخش ہے فرمایا انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دہانی کراؤ۔ یعنی قیامت کے دن، موت کے دن، سوالِ قبر کے دن اور قبر سے باہر آنے کے دن اور اس کے مسائل کی اور انہیں دنوں کی سلامتی کا۔ عیسیٰ نے خدا سے سوال کیا ہے۔ اس قول کے ساتھ اور سلامتی ہے میرے لیے جس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس دن میں مروں گا، اور جس دن میں زندہ ہوؤں گا اُٹھوں گا اور اس میں جو یہ قول ہے کہ جس دن میں پیدا ہوا، تو اس سے مختلف قسم کے شکر کا سوال کیا ہے کہ وہ اس دن صحیح سالم تھا جو کہ سخت مشقت پر دلالت کرتا ہے اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ میں نے اس کتاب کو پچپن ابواب پر مرتب کیا ہے۔



پہلا باب

وعظ و نصیحت کرنے کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پاس حکمت و دانائی کی بات سے بہتر ہدیہ نہیں پیش کرتا۔ کہ جس سے اُس کی ہدایت میں زیادتی ہو، یا اُسے ہلاکت سے روک دے۔ فرمایا بہترین عطیہ اور بہترین ہدیہ وعظ ہے، اور خداوند عالم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اچھائی کی تعلیم حاصل کرو، اور اُس کی اُسے تعلیم دو جو نہیں جانتا کیونکہ میں عالم و متعلم کی قبور کو روشن کر دیتا ہوں تاکہ انھیں اپنی جگہ میں وحشت محسوس نہ ہو۔ روایت ہے کہ سرکار رسالتؐ کے سامنے دو شخصاض کا ذکر ہوا۔ ایک وہ جو صرف واجب نماز پڑھتا ہے اور بیٹھ کے لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور دوسرا دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ پہلے شخص کو دوسرے پر اتنی فضیلت ہے۔ جتنی مجھے تمام لوگوں پر ہے۔ اور خداوند کریم نے اسماعیلؑ کی تعریف کی ہے کہ وہ وعدہ کا سچا تھا۔ اور رسول و نبی تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔ فرمایا مومن کا کوئی صدقہ اللہ کے نزدیک اس وعظ سے زیادہ محبوب نہیں جو وہ کسی قوم کو کرے جو ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہوں۔ اور اس سے انھیں فائدہ پہنچے اور وہ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے پس اے عقل مندو وعظ و نصیحت کو کان لگا کر سناؤ اور نصیحت سے اعراض نہ کرو اور اپنی خواہش پر غالب آجاؤ اور اپنے نفس سے جہاد کرو۔ اور اپنے دل کو فارغ کرو کیونکہ خداوند عالم نے تمہیں سُنتے کی قوت اس لیے دی ہے تاکہ تم آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوق ہے اُسے دیکھ کر غیرت حاصل کرو

اور زبان اس لیے دی ہے تاکہ اس کے ذریعہ اس کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو۔ اس کا قدیمی ذکر کرو
 اس کی حمد اور اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اور دل اس لیے دیا ہے۔ کہ اس سے فکر کرو۔ پس
 اپنے آپ کو آخرت میں مشغول رکھو جس کی طرف پلٹ کے جانا ہے اور اپنی ہمت کو اس میں صرف
 کرو۔ کیونکہ دنیا کا ہوتا تھا راحصہ ہے۔ وہ تو بغیر فکر و حرکت کے تمہیں مل کے رہے گا۔ حضرت امیر
 المؤمنینؑ فرماتے ہیں۔ تحقیق جنت عدن کی طرف کچھ لوگ بڑھیں گے جو تمام لوگوں سے زیادہ نمازیں
 پڑھتے روزے رکھتے تھے۔ جب دروازے پر پہنچیں گے تو انہیں واپس پلٹا دیا جائے گا اور داخل
 نہ ہونے دیں گے۔ کہا جائے گا، انہیں واپس کیا جا رہا ہے۔ کیا انہوں نے دنیا میں نمازیں روزے
 اور حج نہیں کئے تھے۔ اچانک شہنشاہ اعلیٰ جل وعلیٰ کی طرف سے ندا آئیگی بے شک ان کے روزے
 نماز حج اور عمرہ وغیرہ زیادہ تھے لیکن یہ اللہ کے مواعظ سے غافل تھے۔ سالم نے اپنے باپ
 سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ کے نزدیک مومنین
 میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اپنے نبی کی امت کو نصیحت کرے اور اپنے عیوب میں غور
 و فکر کرے اور ان کی اصلاح کرے اور علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اور لوگوں کو اس کی
 تعلیم دے۔ انس کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے زیادہ
 سخی کی خبر نہ دوں۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ فرمایا سب سے زیادہ
 جو ادوستی اللہ ہے اور میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ان سے
 وہ شخص ہے جو میرے بعد علم حاصل کرے، پھر اُسے پھیلائے وہ قیامت کے دن تنہا
 امت ہو کے اُٹھے گا اور وہ شخص جو اپنے نفس کی سخاوت کرے اللہ کی راہ میں اور یہاں
 تک کہ قتل ہو جائے۔ آپؐ سے روایت ہے کہ جو شخص علم کی تعلیم دے تو قیامت تک
 جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اتنا اس کو اجر ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں سے صدقہ جاریہ، وہ
 علم کہ جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ اور نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے۔ جناب عیسیٰ
 نے فرمایا، جو شخص علم حاصل کرے اور اُس پر عمل کرے تو ملکوت میں عظیم شمار ہوگا۔ روایت
 ہے کہ ایک شخص کو لایا جائے گا پس اس کا عمل ترازیں رکھ دیا جائے گا۔ پھر یاد دل کی

مانند ایک چیز لائی جائے گی اور وہ اس میں رکھ دی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا۔ تمہیں معلوم
 ہے کہ یہ کیا ہے وہ کہے گا کہ نہیں۔ پس ارشاد ہو گا یہ وہ علم ہے جو تو نے لوگوں کو سکھلایا تھا۔ اور
 انہوں نے تیرے بعد اس پر عمل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے
 وہ ملعون ہے سوائے عالم طالب علم اور ذکر خدا کرنے والے کے۔ خدا کے اس قول کے متعلق روایت
 ہے کہ ابراہیمؑ ایک اُمت تھا۔ اللہ کی خالص عبادت کرنے والا تھا اور وہ مشرک نہیں تھا۔ یعنی
 وہ اچھائی کی تعلیم دیتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ وعظ و نصیحت خطا و غلطی کے زنگ کے لیے حرزِ افریت
 کے لیے امان اور دلوں کے زنگ کے لیے جلا ہے۔ حضرت امیر فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں زاہد وہ لوگ
 ہیں جو وعظ کریں۔ پس خود اس سے وعظ حاصل کریں۔ پس اس پر عمل کریں۔ اگر ان کو کچھ میسر آجائے
 تو شکر کریں اور اگر تنگی لاحق ہو۔ تو صبر کریں۔ عرض کیا گیا۔ اے رسول اللہ کے جانشین کیا ہم نیکی کا
 اس وقت تک حکم نہ کریں۔ جب تک ہم پوری نیکیوں پر عمل نہ کر لیں اور برے کاموں سے نہ
 روکیں جب تک ان سب سے خود نہ رکھیں۔ فرمایا نہیں بلکہ اچھی چیزوں کا حکم کرو چاہے ان
 سب پر تم عمل نہ کرتے ہو۔ بری چیزوں سے منع کرو چاہے ان سب سے نہ رکتے ہو۔ آپؐ نے
 فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا ہو گا جس نے علم حاصل کیا ہو۔ لیکن
 اس سے فائدہ حاصل نہ کیا ہو اور فرمایا جتنا چاہو۔ علم حاصل کرو لیکن تم کبھی اس سے نفع حاصل نہیں کر
 سکتے۔ جب تک اس پر عمل نہ کرو اور بے شک علماء کا انتہام رعایتِ علم میں ہے اور یہ قوفوں کی
 ہمتِ روایت کرنے میں ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوندِ عالم نے کسی نبی کو
 ایک وحی میں ارشاد فرمایا اُن سے کہہ دو جو دین کے لیے فقیہ نہیں بنتے اور عمل کے لیے علم
 حاصل نہیں کرتے اور عملِ آخرت سے دنیا طلب کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے لیے بھیڑ کا لباس
 پہنتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے دل بھیڑیوں جیسے ہیں۔ اور ان کی زبانیں شہد سے زیادہ بیٹھی ہوئی اور
 اُن کے اعمال ایسے سے زیادہ کڑوے ہیں۔ وہ مجھے ہی دھوکا دیتے ہیں، اور مجھے ہی
 فریب دیتے ہیں اور میرے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کے لیے یہ مصیبت اچھی نہیں
 جو تم میں سے ایک دانا کو حیران کر دیتی ہے۔ فرمایا اس کی مثال جو عالم تو تم میں سے ہے اور
 عامل نہیں۔ اُس چراغ جیسی ہے جو دوسروں کے لیے روشنی دیتا ہے اور خود کو جلاتا ہے

اور عالم تو وہ ہے جو کہ دنیا سے بھاگتا ہو، نہ وہ جو دنیا کی طرف رغبت کرے۔ کیونکہ اس کا علم تو اس کی رہبری کرتا ہے کہ دنیا زہر قاتل ہے۔ لہذا وہ اُسے اُکساتا ہے کہ وہ ہلاکت سے بھاگے پس جب وہ زہر کو کھانے لگ جائے تو لوگ سمجھیں گے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اس میں جھوٹا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی مخلوق میں سے کچھ مخصوص بندے ہیں کہ جنہیں وہ اپنی جنت کے رفیع و اعلیٰ مقام میں سکونت دے گا۔ کیونکہ وہ اہل دنیا میں سے سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ کس طرح اہل دنیا سے زیادہ عاقل ہیں۔ فرمایا ان کی ہمت و مقصد اپنے رب کی طرف جلدی کرتا تھا۔ ان چیزوں میں جو اُسے راضی کرتی ہیں۔ پس دنیا ان کے نزدیک حقیر ہو گئی ہے اور وہ دنیا کی فضول چیزوں میں رغبت نہیں کرتے۔ انہوں نے تھوڑا سا صبر کیا پس طویل راحت حاصل کی۔ فرمایا ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارف لوگوں کے دل ہیں فرمایا قیامت کے دن کسی بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔ جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ ہوا (۱) عمر کے متعلق کہ اُسے کہاں فنا کیا اور (۲) جوانی کے متعلق اُسے کہاں بوسیدہ کیا (۳) مال کے متعلق وہ کہاں سے کسب کیا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) اور علم کے متعلق کہ اس میں سے کتنے پر عمل کیا۔ امیر المومنین فرماتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ لوگ اس لیے طلب علم پر تہمیز کرتے ہیں۔ چونکہ دیکھتے ہیں جو عمل کے بغیر علم حاصل کرے وہ اس سے بہت کم فائدہ لیتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس علم سے نفع نہ حاصل کیا جائے وہ اس خزانہ کی مانند ہے کہ جس سے خرچ نہ کیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا علم دو قسم کے ہیں۔ ایک زبانی علم ہے جو کہ اپنے جاننے والے کے خلاف حجت ہے اور ایک قلبی (دلی) علم ہے اور وہ نفع مند ہے اس کے لیے جو اس پر عمل کرے اور ایمان صرف آرزو کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ہے جو دل میں نقش ہو اور اعضا و درجہ اس کے مطابق عمل کریں۔ امام حسین بن علیؑ کی انگوٹھی پر نقش تھا کہ تو نے علم حاصل کیا ہے۔ تو اس پر عمل کر۔ بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ ابتدائے علم خاموشی ہے۔ پھر کان دھرنے کے سننا پھر اُسے یاد کرنا پھر اس پر عمل کرنا اور پھر اُسے دوسرے لوگوں میں پھیلانا خداوند عالم کے اس ارشاد کی تفسیر میں کہا گیا ہے پس اُنھوں نے اُسے پس پشت ڈال دیا یعنی اُس پر عمل کرنے اور اُسے نشر کرنے کو ترک کر

دیا۔ فرمایا جس ہدایت اور رحمت کو لے کر میں مبعوث ہوا ہوں اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین
 پر پڑے، بعض زمینیں تو ایسی ہیں کہ جن پر گھاس پھوس اُگتا ہے اور بعض جگہ گڑھے ہوتے ہیں جن میں
 پانی محفوظ ہو جاتا ہے جس سے لوگ نفع اُٹھاتے ہیں۔ لوگ خود پیتے ہیں اور اپنی زراعت کو سیراب
 کرتے ہیں اور ایک شوردار زمین ہوتی ہے نہ وہ پانی کو رد کر سکتی ہے اور نہ زراعت اس سے
 اُگتی ہے۔ اسی طرح اُن علماء کے جو عمل نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص
 اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک لوگ اس کے ہاتھ اور زبان سے سالم نہ رہیں اور
 مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا بھائی اُس کی اذیتوں سے اور پڑوسی اس کی جلد یا تالیوں سے
 مامون نہ ہو۔ اور کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ جب تک عمل نہ کرے اس علم پر جسے وہ جانتا ہے اور عاید
 نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس میں ورع نہ ہو اور صاحب ورع نہیں ہو سکتا۔ جب تک زہد نہ
 اختیار کرے ان چیزوں سے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اسے بھائی طویل خاموشی اختیار کر، اکثر
 غور و فکر کر، وعظ و نصیحت پر عمل کر اور تھوڑا ہتساکر اور اپنی غلطی پر پشیمان ہو۔ تب اللہ کے
 نزدیک وجہ قبول ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں نے سراج کی رات ایک قوم کو دیکھا
 جن کے ہونٹ آگ کی مقراضوں سے کاٹے جاتے تھے۔ پھر انہیں پھینک دیا جاتا
 تھا۔ پس میں نے جبریلؑ سے کہا اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ آپ کی امت
 کے خطیب ہیں جو لوگوں کو اچھی چیزوں کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔
 اور وہ کتاب کی تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اسے سمجھتے نہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ عالم
 امت کا طبیب و حکیم ہے اور دنیا بیماری ہے پس جب دیکھو کہ طبیب بیماری کو اپنی
 طرف کھینچ رہا ہے تو اُسے اس کے علم میں متہم کرو اور جان لو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے
 اس پر اُسے وثوق و اطمینان نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس لیے نہ
 حاصل کرو کہ اس کے ذریعہ علماء کے ساتھ فخر و مباہات کرو۔ اور نہ اس لیے کہ
 اس کی وجہ سے بیوقوف لوگوں سے جھگڑو اور نزاع کرو اور نہ اس لیے کہ
 مجالس میں اپنی نمائش کرو اور نہ اس لیے کہ رئیس و بڑا بننے کے لیے لوگوں
 کے رُخ اپنی طرف موڑو۔ پس ہوا یا کرے گا۔ جہنم کی آگ میں ہو گا۔

اور اس کا علم قیامت کے دن اس کے خلافت حجت ہوگا۔ بلکہ علم کو حاصل
کر کے دوسروں کو سکھاؤ۔

دوسرا باب

دُنیا میں زہد و پرہیزگاری اختیار کرنا

اُن آیات کا ذکر جو زہد کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ ارشادِ قدرت ہے۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، اور اس دن سے خوف کرو جہاں یا پ بٹے کا بدلہ نہیں دے گا اور نہ تو باپ کے بدلے کوئی چیز دیگا بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ پس تمہیں دُنیا کی زندگی مغرور نہ کر دے اور غرور ہی تمہیں خدا سے دھوکہ دے فرمایا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو دیکھتا چاہئے کہ وہ کل کے لیے کیا بھیج چکا ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ باخبر ہے اُن چیزوں سے جو تم کرتے ہو اور فرمایا وہ دُنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے۔ حالانکہ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں سوائے متاعِ مردار کے کچھ نہیں۔ فرمایا بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں اور جو لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں ان کی جائے پناہ جہنم کی آگ ہے بسبب اُن چیزوں کے جو اُنہوں نے کی ہیں۔ فرمایا زندگانی دنیا کی مثال اُس پانی جیسی ہے۔ جسے ہم نے بلندی سے نازل کیا ہے پس اُس سے زمین کی انگوری مل گئی ہے جسے لوگ اور چھوٹے پائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ حبِ زمین اپنی زینت لے چکی اور مزین ہو گئی اور اہل ایمان نے گمان کیا کہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں تو ہمارا حکم رات کو یا دن کو اس پر آگیا۔ پس اُسے کٹا ہوا قرار دیا کیونکہ وہ کل بے پرواہ نہ کر سکی۔ اس طرح ہم آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں فکر کرتے والے لوگوں کے لیے فرمایا جو عاقلہ و دنیا کو چاہتا ہے تو ہم جلدی کرتے ہیں۔ اس میں جتنا ہم چاہتے ہیں پھر ہم اس کے لیے جہنم قرار دیتے ہیں جس میں مذموم بدھور (دھتکارا ہوا) ہو کے وہ داخل ہو گا، اور جو آخرت کو چاہتا ہے اور اس کے لیے اُس جیسی کوشش کرتا ہے اور وہ صاحبِ ایمان

ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مشکور ہے فرمایا جو شخص زندگانی دنیا کو اور اس کی زینیت کو چاہتا ہے تو ہم ان کے اعمال اسی میں پورا کر دیتے ہیں اور وہ اس میں گھاٹے میں نہیں رہتے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا آخرت میں اگ کے علاوہ کوئی حصہ نہیں اور حبط ہو جائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس میں اور باطل ہو جائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔ فرمایا جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس میں سے اُسے دیتے ہیں حالانکہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور خداوند عالم اس قوم کی ندمت کرتے ہوئے فرماتا ہے ہرگز نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑے ہوئے ہو، فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور انہوں نے سخت دن کو پس پشت ڈال دیا ہے فرمایا اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ زندگانی دنیا کا مال و متاع اور اس کی زینیت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اور فرمایا یہ دنیاوی زندگی لہو و لعب کے علاوہ کچھ نہیں۔ بے شک آخرت کا گھر ہی زندگی کا گھر ہے اگر تم جان لو۔ فرمایا اور جان لو کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ زندگی دنیا لہب و لہو و زینیت تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ ہونا ہے یہ مثل اس بارش کے ہے جس کی انگوری کفار کو بھلی معلوم ہوئی، پھر اس میں ہیجان آیا۔ پس تو نے اس کو زبردیا کیا۔ پھر وہ خشک گھاس بن گئی اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت و رضوان ہے اور دنیاوی زندگی غرور کے مال و متاع کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا تمہیں کفار کا شہروں میں گھومنا پھرنا دھوکہ نہ دے، یہ تھوڑا سا نفع ہے پھر ان کی بازگشت جہنم ہے اور وہ بُری رہنے کی جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرے اُن کے لیے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے فرمایا اور آنکھیں اٹھا کے نہ دیکھو ان چیزوں کی طرف جو ہم نے نفع کے طور پر دے رکھی ہیں اُن کی بیویاں جو ان میں سے ہیں زندگی دنیا کی زینیت ہیں تاکہ ہم ان کے ذریعے ان کا امتحان کریں اور تیرے رب کا رزق تو بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ فرمایا اور کہہ دو کہ دنیا کا مال و متاع تھوڑا ہے۔ اور آخرت بہتر ہے۔ اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے اور تم پر

ایک ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اور نبی اکرمؐ نے ابو ذرؓ سے فرمایا تو دنیا میں ایسا ہو کر رہ گویا تو اس میں
 مسافر ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔ جب تم صبح کرو تو اپنے آپ سے شام کی بات نہ
 کرو۔ اور جب شام ہو تو اپنے نفس سے صبح کی گفتگو نہ کرو اور اپنی صحت کے زمانے سے اپنے
 بیماری کے وقت کے لیے لو، اور اپنی جوانی سے اپنے بڑھاپے کے لیے کچھ لے لو اور اپنی زندگی
 میں سے موت کے لیے لے لو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا اور فرمایا لذتوں کو ختم
 کرنے والی کا زیادہ ذکر کیا کرو۔ کیونکہ اگر تم تنگی میں ہوئے تو یہ اُسے تم پر وسیع کر دے گا
 پس تم اس پر راضی ہو جاؤ گے۔ پھر تم ثابت قدم ہو جاؤ گے اور اگر تم تونگری میں ہوئے
 تو اُسے تمہاری طرف متغرض بنا دے گا۔ پس تم اس کی سخاوت کرنے لگ جاؤ گے پس تمہیں
 اس کا اجر ملے گا پس تم میں سے جو شخص مر جاتا ہے اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے جو کچھ
 خیر و شر میں سے ہے اس کے لیے اس کو دیکھتا ہے، بے شک راتیں مدتوں کو قطع کرتے والی
 ہیں اور دن اچلے کو قریب کرتے والا ہے اور انسان اپنی روح کے خارج ہونے
 کے وقت اپنی قبر میں اترنے کے وقت جو کچھ آگے بھیج چکا ہے، اس کی جزا اور جو کچھ پیچھے
 پھوڑ چکا ہے اس کی قلت استغناء کو دیکھ لیتا ہے اور شاید باطل سے اس نے جمع کیا
 ہو یا حق سے روک رکھا ہو۔ سعدؓ نے سلمانؓ سے ان کی بیماری کے زمانے میں کہا۔ آپ اپنے
 نفس کو کیا پاتے ہیں تو سلمانؓ رونے لگے۔ سعدؓ نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ فرمایا خدا کی قسم میں
 دنیا کے غم و حزن میں نہیں روتا۔ بلکہ میں تو اس لیے روتا ہوں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ دنیا
 میں تمہاری ضرورت کی چیزیں مسافر گھوڑے سوار کے زاد راہ بنتی ہوں۔ پس مجھے خوف
 ہے کہ میں نے اس سے کہیں تجاوز نہ کیا ہو۔ حالانکہ اُن کے گھر میں اُن کے گرد سوائے ایک
 بوٹے اٹا گوندھنے کے بدتن اور ایک کاسہ کے کچھ نہیں تھا۔ ثوبانؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت
 میں عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ دنیا میں سے میرے لیے کتنا کافی ہے فرمایا جو تیری بھوک
 کو روک سکے اور تیری شرمگاہ کو چھپا سکے اور اگر تیرا گھر بھی ہو تو کیا کہنا اور اس کے علاوہ جو
 ہو تجھ سے اس کا سوال ہوگا اور فرمایا جتنا ہو سکے دنیا کے ہم و غم سے اپنے آپ کو فارغ
 رکھو کیونکہ جس کا مقصد دنیا ہو اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کا ضرور فاقہ اس کی دونوں

آنکھوں کے درمیان ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں سے اس کے معین حصہ سے زیادہ اُسے کچھ نہیں ملتا اور جس کا مقصد آخرت ہو۔ تو خدا اس کے معاملہ کو درست کرتا ہے اور اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ جناب موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا۔ دنیا کو حقیر سمجھو کیونکہ یہ جتنا تمہارے سامنے ذلیل و حقیر ہوگی، اتنی ہی تمہارے لیے خوشگوار ہوگی۔ کیونکہ کسی قوم نے دنیا کو حقیر نہیں سمجھا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کی زندگی کو خوش گوار بنایا ہے اور کسی قوم نے اس کو عزیز نہیں سمجھا۔ مگر یہ کہ وہ ذلیل ہوئی اور اپنے آپ کو مشقت و زحمت میں ڈالا اور ان کا انجام پیشانی ہوا۔ اور ابو ذرؓ سے فرمایا۔ اے ابو ذرؓ یہ شک دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قبر امن کی جگہ ہے۔ اور جنت اس کا بلحاظ وادائی ہے۔ اور یہ شک دنیا کافر کی جنت اور قبر اس کے لیے عذاب اور جہنم اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ فرمایا جو دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا دل اور بدن راحت و آرام میں ہے۔ فرمایا مومن زاد راہ تیار کرتا ہے اور کافر نفع اٹھاتا ہے۔ اے فرزند آدمؑ خدا کی حرام شدہ چیزوں سے بچو تو عاید بنو گے اور جو کچھ خدا نے تقسیم کیا ہے اُس پر راضی رہو تو غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کرو تو مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو جیسا چاہتے ہو کہ وہ تم سے میل جول رکھیں تو تم منصف ہو گے کیونکہ تم سے پہلے کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے بہت سا مال جمع کیا اور بچہ مکان بنائے اور لمبی چوڑی امیدیں رکھیں۔ پس اُن کا جمع شدہ مال تباہ ہو گیا اور اُن کے گھر قبریں بن گئے اے فرزند آدمؑ تم اپنے عمل کے گرد ہو، اپنے مالک کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کی سخاوت کرو اور اپنے قدموں کے نیچے والی زمین کو روند کر ہموار کرو۔ کیونکہ یہی عن قریب تمہارا مسکن ہے۔ تم جیب سے اپنی مال کے شکم سے باہر زمین پر آئے ہو اپنی عمر کو ختم کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہو فرمایا جو اللہ سے تو نگرہی چاہے خدا، لوگوں کو اس کا محتاج بنا دیتا ہے امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دنیا اندھے کی بنیائی کی انتہا ہے وہ اس کے پیچھے کوئی چیز نہیں دیکھتا اور بنیائی آنکھیں دنیا سے گند کر آگے دیکھتی ہیں اور وہ جانتا ہے کہ حقیقی گھر اس کے آگے ہے۔ پس بنیائی اس سے دیکھتا ہے اور اندھا اُس کی طرف دیکھتا ہے اور بنیائی اُس سے زاد راہ لیتا ہے، اور اندھا اس کے لیے زاد راہ بتاتا ہے۔ فرمایا زہد نامہ ہے امید کو کوتاہ کرنے، نعمتوں پر شکریہ ادا کرنے اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے کا۔ اور اگر یہ بات تم سے

مفقود ہو جائے تو پھر حرام تمہارے صبر پر غالب نہ ہونے پائے اور نعمتوں کے وقت شکر کو نہ بھول جاؤ
 کیونکہ خداوند عالم نے تم پر ظاہر اور پختہ دلیلوں اور کتب کے ذریعہ اپنا عذر پورا کر دیا ہے۔ فرمایا
 اے لوگو! دنیا گزر گاہ اور آخرت رہنے کی جگہ ہے پس اپنی گزر گاہ سے اپنے رہنے کی جگہ کے لیے
 سامان حاصل کرو اور دنیا سے اپنے دل نکال لو، قبل اس کے کہ تمہارے بدن اس سے نکالے جائیں
 پس آخرت کے لیے تم پیدا کئے گئے ہو اور دنیا میں روک دیئے گئے ہو۔ اور انسان جیب مرتا ہے
 تو ملائکہ کہتے ہیں کہ آگے کیا بھیج چکا ہے، اور لوگ کہتے ہیں کہ پیچھے کیا چھوڑ گیا ہے۔ پس اللہ کی طرف
 تمہاری بازگشت ہے تو وہ آگے بھیجو جو تمہارے لیے نفع بخش ہو۔ نہ وہ جو تمہارے لیے مضر ہو،
 سوائے اس کے نہیں کہ دنیا کی مثال زہر جیسی ہے، اُسے وہ کھا لیتا ہے جو جانتا نہیں۔ فرمایا دنیا میں تیک
 بخت وہ ہیں جو آج اس سے بھاگیں۔ فرمایا مال و اولاد کو وہ شخص کیا کرے گا۔ جو یہاں سے
 باہر جاتے والا ہے اور جس سے اس کا حساب لیا جائے گا دنیا میں تم ننگے بدن آئے تھے۔ اور ننگے
 بدن ہی جاؤ گے۔ اور یہ تو ایک پُل ہے پس اس سے عبور کرو، اور منتظر رہو۔ اور آپ نے اپنی
 دعائیں کہا خدا یا مجھے فقیر کر کے مارتا۔ اور غنی بنا کے موت نہ دینا اور مجھے مساکین کے گروہ میں مختار
 کرنا فرمایا بد بختوں میں سے زیادہ بد بخت وہ ہے جس میں دنیا کا فقر اور آخرت کا عذاب
 جمع ہو جائیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا، اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس میں رغبت کرنا آرام و راحت
 کا سبب ہے اور دنیا میں رغبت کرنا ہم و غم و حزن کا ذریعہ ہے اور فرمایا اولیاء خدا کی ایک صفہ
 یہ ہے کہ ہر چیز میں وہ خدا پر بھروسہ کرتے اور اس کے سبب ہر چیز سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں
 اور ہر چیز میں اُسی کے محتاج رہتے ہیں اور فرمایا جتنا ترادِ راہ

تمہارے پاس ہو اس سے دنیا کو دفع کرو۔ اور اسی سے اپنے
 مقصد تک پہنچو۔ اور آپؐ یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور دفع کرو دنیا کو جیسے بھی وہ دفع ہو اور
 دنیا کو عبور کرو جیسے بھی ہو۔ انسان تو نگری کو فضول طلب کرتا ہے اور تو نگری تو نفس میں ہے
 اگر وہ قناعت کرے۔ اور آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اپنے کرتے کو اتنے پیوند
 لگائے کہ اب مجھے پیوند لگانے والے سے حیا آنے لگی۔ اور مجھ سے کہنے والے نے کہا
 کیوں اسے پھینک نہیں دیتے۔ تو میں نے کہا دُور ہو جیسا۔ صبح کے وقت قوم رات کو چلتے

رہنے کی مدد کرتی ہے۔ فرمایا جو دنیا سے زہد پرہیز کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔ اور جو دنیا سے پرہیز نہ کرے اور اس میں رغبت کرے تو وہ دنیا و آخرت کا فقیر ہے۔ اور جو دنیا سے زہد اختیار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور جو اس میں رغبت کرے یہ اسکی مالک ہو جاتی ہے۔

نوف سکالی کہتا ہے میں ایک رات حضرت امیر کے ساتھ تھا۔ آپ اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ستاروں کی طرف دیکھا پھر آپ نے آل عمران کی یہ آیات پڑھیں ان فی خلق السموات والارض الخ پھر فرمایا اے نوف سو رہے ہو یا جاگتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین میں جاگ رہا ہوں۔ فرمایا اے نوف خوش خبری ہے اُن لوگوں کے لیے جو دنیا سے پرہیز اور آخرت میں رغبت کریں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش اور اس کی مٹی کو اپنا بستر اس کے پانی کی خوشبو قرآن کو شعار (اندرونی لباس) اور دعا کو دثار (بیرونی لباس) بنایا ہے انہوں نے کاٹا ہے دنیا کو کاٹنا عیسیٰ مسیح کے طریقہ پر۔ اے نوف خداوند عالم نے مسیح کی طرف وحی کی بنی اسرائیل سے کہو کہ میرے گھر میں داخل نہ ہوں۔ مگر پاکیزہ دلوں اور پاک صاف کپڑوں اور سچ بولنے والی زبانوں کے ساتھ اور انہیں بتادو کہ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کی وعا قبول نہیں کروں گا کہ جس نے میری مخلوق میں سے کسی پر ظلم کیا ہو۔ اے نوف رسول اکرم اسی قسم کے وقت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس وقت کسی کی دُعا رد نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ ظالم بادشاہ کا معاون و مددگار چونگی وصول کرنے والا۔

کتوال یا شاعر اور بڑا یا چھوٹا، طبل بجانے والا ہو۔ فرمایا اور جو شخص تیرے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کرے تو اس کی سزا اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ تو اس کے معاملہ میں وہاں اللہ کی اطاعت کرے اور اپنے بھائی کے معاملہ کو احسن وجہ پر حمل کر اور جو بات اس کی زبان سے نکلی ہے اس کے متعلق برا گمان نہ کر جب کہ اس کی اچھی تاویل تجھے مل سکتی ہو۔ اور جو شخص اپنے راز کو چھپا سکتا ہے وہ اپنے معاملہ کا خود مالک ہے اور خیر اس کے ہاتھ میں ہے اور جو اپنے نفس کو تنہمت کے لیے پیش کر دے تو وہ اپنے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے اور جو اس کے متعلق برا گمان کرے اس کو ملامت و سرزنش نہ کرے۔ اور تم پر لازم ہے کہ سچے بھائی بناؤ اور اُن کے اطراف میں زندگی بسر کرو اور قسم کو آسان نہ سمجھو، ورنہ خدا تمہیں حقیر و ذلیل کر دے گا۔ اور جو بہترین تمہارے مقصد کی نہیں ان سے عرض نہ لکھو اور تم پر لازم ہے کہ سچ بولو پس وہ نجات

کی جگہ ہے اور جن و انس میں سے اپنے دشمن سے ڈرو اور فاسق و فاجر لوگوں کو اپنا ساتھی نہ بناؤ اور
 دیندار اور نصیحت کرنے والوں سے مشورہ کرو تو ہدایت پاؤ گے ان لوگوں سے بھائی چارہ رکھو
 جو اللہ کے لیے بھائی بنیں اور ایسی چیز کا کسی کو عیب نہ لگاؤ جیسی تم خود کرتے ہو۔ سوید بن عقلہ کہتا
 ہے میں امیر المومنینؑ کے دولت کدہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا، پس مجھے گھر میں کوئی چیز نظر نہ آئی
 تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ گھر کا سامان کہاں ہے۔ فرمایا اے ابن عقلہ ہم ایسا خاندان
 ہیں کہ دنیا میں سامان نہیں بناتے۔ ہم نے تو اپنا بہترین مال و متاع آخرت کی طرف منتقل کر دیا
 ہے۔ ہماری مثال دنیا میں اس مسافر جیسی ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہو۔ پھر
 اسے چھوڑ کر چل دے اور رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے جس چیز کا زیادہ شدید خوف ہے تم پر وہ
 خواہشات کی پیروی اور طویل امید رکھنا ہے کیونکہ خواہشات کی پیروی حق سے روک دیتی ہے
 اور طویل امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ خدا دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جس سے
 محبت کرے یا بغض رکھے لیکن آخرت صرف اُسے دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے
 اور بے شک کچھ دنیا کے بیٹے ہیں اور کچھ آخرت کے تم آخرت کے بیٹے بنو، اور دنیا کے
 بیٹے نہ بننا۔ کیونکہ ہر بیٹا اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے اور یقیناً دنیا پشت پھیر کے کوچ کر
 رہی ہے اور آخرت اپنے آپ کو سنوار کے آگے بڑھ رہی ہے اور تم عمل کے دن میں ہو
 جس میں حساب نہیں اور وقت قریب ہے کہ تم حساب کے دن میں ہو گے۔ جس میں عمل نہیں
 اور فرمایا اے لوگو! دھوکہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ خدا اگر کسی چیز کو مہلت دیتا تو مکئی، رائی اور نچھر کو دیتا
 ابن مسعودؓ نے کہا اس میں شک نہیں کہ تم دنیا میں ہو۔ مدین ناقص ہیں عمل محض تو ہیں اور موت
 اچانک آجائے گی۔ پس جو شخص خیر کی زراعت کرے تو وہ اپنی زراعت رضا و رغبت سے
 کاٹے گا۔ اور جو کوئی شر کا بیج بوائے وہ ڈرتے ہوئے اپنی زراعت کاٹے گا۔ جسے خیر
 عطا ہو تو اللہ نے عطا فرمائی ہے اور جو بدی سے بچ جائے، تو اللہ نے بچایا ہے۔ یسعی سردار
 ہیں فقہا و قائد ہیں اور ان کے پاس بیٹھنا زیادتی (علم) کا باعث ہے اگر ہم میں اور کوئی عیب
 نہ ہوتا۔ سوائے اس کے کہ ہم اس چیز سے نجات کرتے ہیں جس سے خدا کو بغض ہے اور وہ دنیا
 ہے تو یہی ہمارا گناہ کافی ہے اور نبی اکرمؐ نے فرمایا محبت دنیا ہر گناہ کا سر ہے اور برائی کی چابی

ہے، اور ہر نیکی کے جبرط و ختم ہونے کا سبب ہے۔ اور تعجب ہے خدا تو کہتا ہے کہ مال اور اولاد
 فتنہ ہیں اور لوگ انہیں جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے
 کہ وہ ان سے جدا ہو جائیں گے، اور اس پر اُن سے حساب لیا جائے گا اور کتنا بہترین شعر کہا ہے
 کسی شاعر نے یہ دیا اس میں رہنے والوں سے کہتی ہے۔ میرے حملہ سے پنج پنج کے رہنا۔ میرا
 حسن تبسم تمہیں معزور نہ کرے کیونکہ میری بات تو ہنسنا دیتی ہے اور میرا کام اُڑلانے والا ہے۔



تیسرا باب

دنیا کی مذمت

روایت ہے کہ ایک شہر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اے فرزند آدم! فرصت کو غنیمت سمجھ اس کے امکان کے وقت اور تمام معاملات اس کے مدبر کے ہاتھ میں ہیں اور اپنے اوپر اس دن کا بوجھ نہ ڈال جو تجھ پر نہیں آیا۔ کیونکہ اگر وہ تیری عمر میں داخل ہے تو خدا اس میں تجھے تیرا رزق دے گا تم مال پر مال جمع کرنے میں دیکھنے والوں کے لیے عبرت نہ بنو اور مغرور ہونے والوں کے لیے نمونہ نہ قرار پاؤ۔ پس کتنے اشخاص ہیں۔ جنہوں نے اپنی بیوی کے شوہر کے لیے مال جمع کیا ہے اور انسان کا خود تنگی سے وقت گزارنا غیر کے خزانہ میں زیادتی کا سبب ہے۔ اور خلیل کہتے ہیں کہ انسان تین اشخاص میں سے کسی ایک کے لیے مال جمع کرتا ہے اور وہ تینوں اس کے دشمن ہیں یا اپنی بیوی کے دوسرے شوہر کے لیے یا اپنے بیٹے کی بیوی کے لیے یا اپنی بیٹی کے شوہر کے لیے تو انسان کا مال ان لوگوں کے لیے ہوتا ہے اگر وہ اُسے چھو جائے۔ لہذا عقل مند شخص جو اپنے آپ کے لیے مخلص ہے وہ اپنا زادِ راہ آخرت کے لیے حاصل کرتا ہے اور وہ ان کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ خدا کے معاملہ میں اس کی مخالفت نہ کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیسے اے اللہ کے رسول! فرمایا تم اس گھر کی تعمیر کی کوشش کرتے ہو۔ جس کے خراب کرنے کا خدا فیصلہ کر چکا ہے امام زین العابدینؑ اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ جو دنیا کو اپنا ساتھی بنائے وہ مثل اس شخص کے ہے جو پانی کو اپنی مٹھی میں لینے کی کوشش کرے کہ انگلیوں کے درمیان کی درزیں اس سے خیانت کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند عالم نے دنیا کو دارِ امتحان قرار دیا ہے۔ اور آخرت کو آخری گھر بنایا ہے پس دنیا کے امتحان کو آخرت کے ثواب کا سبب بنایا ہے اور آخرت کے ثواب کو دنیا کے امتحان کا عوض قرار دیا ہے پس وہ لیتا ہے تاکہ عطا کرے اور وہ مبتلا کرتا ہے تاکہ جزا دے اور یہ دنیا جلدی زائل ہوتے

والی ہے۔ اس کا انتقال قریب ہے پس اس کے دودھ کی مٹھاس سے بچو۔ کیونکہ اس کی دودھ
 بڑھائی کر دی ہے اس کی فوری لذت چھوڑ دو۔ اس کے بعد والی تکلیف کی وجہ سے اور اس سے
 وصال نہ کرو۔ جب کہ خدائے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کو آباد کرنے کی کوشش
 نہ کرو۔ جب کہ اللہ نے اس کے خراب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ورنہ تم اس کی تاراضگی کا نشانہ
 اور اس کے عقاب کے مستحق ہو جاؤ گے۔



چوتھا باب

ترکِ دُنیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ لوگ دنیا میں مہمان ہیں اور دنیا ان کے ہاتھ میں عاریتہ ہے اور مہمان کو چہ کرنے والا اور عاریتہ والے جانے والی ہے۔ یاد رکھو دنیا پیش کی ہوئی حاضر چیز ہے کہ جس سے نیک و بد کھاتا ہے اور آخرت سچا وعدہ ہے جس میں شہنشاہِ عادل و قاہر حکم لگائے۔ پس خدا رحم کرے اس شخص پر جو اپنی ذات کے لیے غور و فکر کرے اور اپنی قبر کے لیے زمین ہموار کرے اور اس کی رستی اس کے کندھے پر پڑی ہے قبل اس کے کہ اس کی حیات ختم ہو اور اس کی امید منقطع ہو۔ اور پشیمانی فائدہ نہ دے گی امامِ حسن کا ارشاد ہے جو دُنیا سے محبت رکھتا ہے آخرت کا خوف اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور جو دُنیا پر زیادہ حرص ہو وہ اس سے زیادہ ہی دُور ہوتا چلا جائے گا اور وہ اللہ کا زیادہ متغوض ہوگا اور کوشش کرتے والا قناعت کرتے والا زاہد دونوں اپنا کھانا پورا لیتے ہیں۔ اس کے رزق میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوتی تو پھر یہ آگ پر لگتا گرنا کس لئے ہے۔ یہ ساری خیر صبر کی ایک گھڑی میں ہے جو طویل راحت اور کثیر سعادت کا سبب ہے۔ لوگ دو قسم کے طلب گار ہیں ایک دنیا کو طلب کرتا ہے جب اُسے پالیتا ہے تو مر جاتا ہے، دوسرا آخرت کو طلب کرتا ہے جب اُسے پالیتا ہے تو وہ نجات حاصل کر لیتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے اور جان لے اے شخص جو دنیا تجھ سے فوت ہو گئی ہے اور جو اس کے شدائد اور سختیاں تجھے پہنچیں ہیں وہ تیرے لیے مضر نہیں جب کہ تو آخرت پر کامیابی حاصل کر لے اور جو دُنیا تجھے حاصل ہو گئی ہے تو وہ تیرے لیے نفع مند نہیں۔ اگر تو آخرت سے محروم ہو گیا۔ عمر بن عبد العزیز نے حسن بصری کی طرف لکھا کہ مجھے وعظ کرو، تو اس نے اس کی طرف لکھا جو چیز تیری اصلاح کر سکتی ہے اس کا سر زہد فی الدنیا ہے (دُنیا کو چھوڑ دینا) اور زہد بقیۃ

سے ہے اور یقین فکر سے ہے اور فکر عبرت حاصل کرنے کا نام ہے پس جب تم دنیا میں فکر کرو تو اس کو اس لائق نہیں پاو گے کہ وہ ساری کی ساری تیرے لیے قائم ہو متد ہو تو اس کا بعض حصہ کس طرح ہو سکتا ہے اور تو اپنے نفس کو اس لائق پائے گا کہ دنیا کو حقیر سمجھ کر اس کا اکرام و تعظیم و توقیر کرو اور خدا کے اس قول کو یاد رکھو اور ہر انسان کے نامہ اعمال کو اس کی گردن میں ڈال رکھا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے سامنے کتاب نکال کے رکھ دیں گے، جسے وہ کھلا ہوا پائے گا البتہ تیرے ساتھ انصاف کیا ہے اس ذات نے کہ جس نے تجھے اپنا حساب کرنے والا قرار دیا ہے اور خدا کے اس قول کی بنا، پڑھ لو اپنی کتاب کو آج کے دن تیرا نفس ہی تیرے حساب کرتے کے لیے کافی ہے۔ فرمایا اور دنیا میں ایسے لوگ رہے ہیں جو خدا کی قسم آنکھوں کی ٹھنڈک تھے اور ان کی گفتگو سینوں کی شفاء تھی اور خدا کی قسم وہ حلال سے زیادہ پرہیز کرتے تھے تمہارے حرام سے پرہیز کرنے سے اور تم اتنے فرائض کی حفاظت نہیں کرتے جتنی وہ نوافل کی کرتے تھے اور خدا کی قسم ان کے حسات و اعمال میں سے جب کوئی نیکی ان پر وارد ہوتی تو وہ اس سے زیادہ خوف ناک ہوتے جتنا تمہیں برے اعمال سے معذب ہونے کا خوف ناک ہوتا اور خدا کی قسم انہیں سخت خوف ہوتا ہے اپنی نیکیوں کے ظاہر ہونے کا جتنا تمہیں برائیوں کے مشہور ہونے کا نہیں ہوتا اور خدا کی قسم وہ اپنی نیکیوں کو چھپاتے پھرتے تھے جیسا کہ تم برائیوں کو چھپاتے ہو۔ وہ نیک کام کرتے تھے باوجود اس کے وہ روتے تھے اور تم برے کام کرتے ہوئے بھی ہنستے ہو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، مخفی باتیں ظاہر ہو گئیں علماء کم ہو گئے سنت مٹ گئی کتاب کو چھوڑ دیا گیا بدعت عام ہو گئی لوگوں نے منافقاتہ رویہ اختیار کر لیا ایک دوسرے کی فرضی تعریف کرتے ہیں لوگ چلے گئے، ان کا تلچھٹ رہ گیا اور قریب ہے کہ تم دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو۔ مشرک تمہارے خلاف یک مشت ہو کر ایک دوسرے کی مدد کریں، اور تمہاری فریاد رسی نہ ہو پس جواب تیار کر لو کیونکہ تم سے سوال کیا جائے گا۔ خدا کی قسم کاش کہ تم کھول کر دیکھتے ان چیزوں کو جنہیں دفن کر چکے ہو، پس اللہ سے ڈرو اور اپنی بچت اگے بھیجو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے۔ وہ دنیا سے قدر ضرورت لیتے تھے اور جلاس سے بچتا تھا اس میں اپنے مومن بھائیوں۔ مساکین، یتیموں اور یواؤں کو ترجیح دیتے تھے۔ پس اپنی نیند سے بیدار

ہو جاؤ۔ بے شک موت نے دنیا کو رُخسوا کر دیا ہے اور صاحب عقل کے لیے خوشی کا کوئی مقام نہیں
 چھوڑا اور جان لو جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کی اطاعت
 کرتا ہے اور جو شیطان کی دشمنی کو پہچان لے وہ اُس کی نافرمانی کرتا ہے اور جو دنیا کو پہچان لے اور
 اس کا اپنے اہل کے ساتھ دھوکا کرنا تو وہ اس سے پرہیز کرتا ہے اور مومن ہو کر لعب اور غفلت میں
 رہنے والا نہیں۔ بلکہ اس کی کوشش خور و فکر اور عبرت حاصل کرتا ہے اور اس کا شمار اٹھتے بیٹھتے اور
 ہر حالت میں ذکر کرتا ہے اس کا بولنا ذکر اس کی خاموشی ذکر اور اس کی نظر عبرت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ
 جانتا ہے کہ وہ اپنے صبح و شام تین خطرات میں گزار رہا ہے یا کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا کوئی
 نعمت چھین جاتی ہے یا فیصلہ شدہ موت آجاتی ہے اور بے شک موت کی یاد ہر عقل مند کی زندگی
 کو گدلا کر دیتی ہے۔ پس تعجب ہے اس قوم کے لیے جن میں کوپچ کرنے کی مٹادی کر دی گئی ہے
 اور وہ زادِ راہ ہیا کرتے سے غافل ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر سفر کے لیے زادِ راہ کی ضرورت
 ہے ان کے اول کو آخر سے روک دیا گیا ہے اور وہ لہو و لعب اور غفلت میں پڑے ہوئے
 ہیں خدا کے اس قول (کہ ہم نے یحییٰ کو پچنے میں حکم عنایت کیا) کے متعلق روایت ہے کہ یحییٰ کی سات
 سال کی عمر تھی کہ بچے ان سے کہنے لگے ہمارے ساتھ چل کے کھیلو، تو انہوں نے فرمایا ہم کھیلنے
 کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ اور امیر المومنین نے خدا کے اس قول (اور دنیا سے اپنے حصہ کو نہ بھول
 جاؤ) کے متعلق فرمایا کہ اپنی صحت، قوت، جوانی، لونگری اور نشاط و خوشی میں نہ بھول جاؤ۔ اس کو کہ آخرت
 کو طلب کرو، اور ایک عالم نے کہا ہے۔ اس حصہ سے مراد کفن ہے تمہاری پوری مملو کہ جائداد
 میں سے تمہارا یہی حصہ ہے۔ چاہے تم تمام دنیا ہی کے مالک ہو جاؤ امام زین العابدینؑ کا ارشاد
 ہے۔ سب سے عظیم قدر و منزلت کا مالک وہ شخص ہے کہ جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ دنیا کس کے
 ہاتھ میں ہے۔ جناب محمد بن حنفیہ نے کہا جس کے نزدیک اس کی ذات مکرم ہے۔ دنیا
 اُس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زمانہ میں زیادتی نہیں ہو
 گی مگر سختی و شدت کی عمر زندگی میں کمی کی۔ رزق میں قلت کی، علم میں چلے جاتے کی، خلق میں
 کمزوری کی دنیا میں پشت پھیرنے کی، لوگوں میں نخل کی۔ اور قیامت میں قریب ہوتے کی
 (لہذا) قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی فرمایا وہ خزانہ جو دیوار کے نیچے تھا (یہ تھا) تعجب

ہے اس پر جسے موت کا یقین ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے اور اس پر تعجب ہے۔ جسے رزق کا یقین ہے وہ کیسے محزون ہوتا ہے اور جسے آتش جہنم کا یقین ہے وہ کس طرح گناہ کرتا ہے اور جو دنیا کو اور اس کا اپنے رہنے والوں کے ساتھ لٹ پھیر دیکھتا ہے۔ وہ کیسے اس پر مطمئن ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب خدا کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اُسے مبتلا کر دیتا ہے اور جس سے انتہائی محبت رکھتا ہے اس کو امتحان میں ڈال دیتا ہے۔ عرض کیا گیا افتنان (امتحان) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا مال و اولاد ختم کر دیتا ہے اور خدا بندہ مومن کی اس کے مال و اولاد میں مبتلا رکھنے کی اس طرح دیکھ بھال کرتا ہے۔ جیسے ماں دودھ پلاتے میں بچے کی دیکھ بھال رکھتی ہے اور وہ اپنے بندہ مومن کو دنیا سے اس طرح پرہیز کراتا ہے جیسے حکیم بیمار کو کھانے میں پرہیز کراتا ہے اور حضرت امیر فرماتے تھے۔ خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دنیا سے الگ رہتے اور اس سے بغض رکھنے کا کیونکہ اس کی اچھی چیزیں پرہیز کے قابل اور بُری چیزیں سخت وزنی ہیں اس کا صاف ستھرا گدلا ہونے والا ہے اور اس کا نیا پرانا ہوا جاتا ہے اور جو اس میں ہاتھ سے نکل گیا پلٹ کے نہیں آئے گا اور جو اس میں حاصل ہو جائے وہ فتنہ ہے مگر جسے تو پہچالے اور تیری رحمت اس کے شامل حال ہو جائے مجھے اُن اشخاص میں نہ قرار دے جو اُسے پسند کرتے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں کیونکہ جو اس پر اطمینان کر لے یہ اس سے خیانت کرتی ہے اور جو اس پر وثوق کرے دھوکہ دیتی ہے۔

امام حسین اوس کے محل و قصر کے قریب سے گزرے تو پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اوس کا۔ فرمایا اوس چاہتا ہے۔ (کاش) آخرت میں اس کے بدلے اسے ایک روٹی مل جائے روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص عراق کا گورنر ہوا تو اس نے خرقہ بنت نعمان کو بلایا وہ اپنی کینروں کے بھر مٹ میں آئی تو سعد ان سے کہنے لگا تم میں سے خرقہ کونسی ہے۔ بتایا گیا کہ یہ ہے وہ کہنے لگی ہاں میں ہی ہوں۔ اے سعد تو نے خصوصی طور پر مجھ سے کیوں ابتداء کی ہے۔ خدا کی قسم سورج نے کسی چیز پر طلوع نہیں کیا اور کوئی چیز غورق (قصر نعمان) کے نیچے نہیں چلی مگر یہ کہ وہ ہمارے قبضہ میں تھی۔ پس ہمارا آفتاب ڈوب گیا اور ہم پر وہ تمام اشخاص رحم کھاتے لگے۔ جو ہم پر حد کرتے تھے اور کسی گھر میں حیرت داخل نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کا انجام عبرت

ہوتا ہے۔ پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے اس کے بعد کہنے لگی۔ یہ دنیا فنا و زوال کا گھر ہے۔ وہ ایک حالت میں تھیں رہتی۔ وہ دنیا والوں کو الٹ پھیر کرتی رہتی ہے اور ایک حالت کے بعد دوسری حالت لے آتی ہے اور ہم اس قصر کے مالک تھے۔ اس میں رہنے والے ہماری اطاعت کرتے تھے، اور یہاں کے خراج ہمارے پاس جمع ہوتے تھے۔ پس امارت نے پشت پھیری اور زمانہ بچھ اٹھا اور ہمارے عصا کو چیر دیا اور ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور اسی طرح زمانہ ہمیشہ کسی کے حق میں نہیں رہتا۔ پھر وہ رونے لگی اور سعد بھی رو پڑا اور اس نے کچھ عبرت ناک اشعار پڑھے۔ سعد نے کہا اپنی حاجت پیش کرو۔ وہ کہنے لگی بنی نعمان کے منافع ان کے لیے جاری کرو۔ وہ کہنے لگا اپنی ذاتی حاجت بیان کرو، اس نے کہا امیر کا ہاتھ عطا کرنے میں میری زبان کے سوال سے زیادہ کھلا ہوا ہے۔ سعد نے انھیں بھی انعامات دیئے اور اُسے بھی دیا اور کافی دیا تو اس نے کہا تیرا شکر یہ ادا کرتا ہے وہ جو تو نگر ہی کے بعد فقیر ہوا ہے اور اس ہاتھ کا تجھ پر قبضہ نہ ہو جو فقر کے بعد تو نگر بنے اور تیری نیکی مستحق تک پہنچے اور خدا تجھے کسی کینے کا محتاج نہ کرے۔ اور کسی شریف سے کوئی نعمت خدا سلب نہ کرے۔ مگر یہ کہ اس کے پلٹ آنے کا سبب تجھے قرار دے۔ سعد کہنے لگا یہ باتیں حکمت و دانائی کے دیوان میں لکھ دی جائیں۔ جب وہاں سے واپس آئی تو عورتوں نے اس سے سوال کیا۔ امیر نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے (کہنے لگی) میری ذمہ داری کی حفاظت کی ہے اور میری عزت کی ہے اور شریف ہی شریف کی عزت کرتا ہے۔ کسی بزدل کا قول ہے کہ اے انسان اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھ کیونکہ وہ بڑا اور عظیم نہیں ہو سکتا جو مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کی طرف پلٹ جائے گا، اور کس طرح تکبر کرتا ہے وہ جس کی ابتداء گندہ تطفہ سے اور انتہا بدو دار مردار ہے اور وہ اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان پائخانہ اٹھائے پھرتا ہے اور جان لو وہ بڑا نہیں ہو سکتا جس کو بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اور وہ اپنے تخت کی بلندی سے قبر کی تنگ جگہ میں جاگرتا ہے۔ بادشاہ تو وہ ہے جو ان عیوب سے منزہ اور پاک ہو۔ امام حسین نے فرمایا اے فرزند آدم فکر کرو اور کہو کہ کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ اور اس کے مالک جنھوں نے اس کے غیر آباد کو آباد کیا ہے اور اس میں نہیں کھودیں ہیں اور درخت بوئے ہیں اور شہر آباد کئے ہیں وہ اس سے اس وقت جدا ہوئے جب

اس کی جدائی کو پسند نہیں کرتے تھے، اور اس کے وارث دوسرے لوگ بن گئے اور ہم بھی عنقریب اُن سے جا ملیں گے۔ اے فرزندِ آدم اپنے بچھڑنے کی جگہ قبر میں لیٹنے کی منزل اور اللہ کے سامنے اپنے پیش ہونے کو یاد کر۔ تیرے خلاف تیرے اعضا و جوارح گواہی دیں گے جس دن کہ قدم پھیلیں گے اور دل منہ کو آجائیں گے اور (کچھ) چہرے سفید اور (کچھ) سیاہ ہوں گے اور بھید ظاہر ہوں گے اور عدل کا ترازو لگا دیا جائے گا۔ اے فرزندِ آدم اپنے باپ دادا اور اولاد کے بچھڑنے کو یاد کر۔ وہ کس طرح کے تھے اور کہاں جا کے اترے اور عنقریب تو بھی ان کی منزل میں پہنچ جائے گا اور عبرت حاصل کرنے والا تو دعیرت بنے گا۔ کسی نے دنیا کی عیب جوئی اس طرح نہیں کی۔ جس طرح ہنرت امیر المومنینؑ نے اس سے تنگ دعاء کو بیان کیا ہے اپنے اس قول کے ساتھ کہ وہ ایسا گھر ہے جو مصیبت سے گھرا ہوا ہے۔ جس کی دھوکہ بازی مشہور ہے اس کے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے اس میں اُترنے والے صحیح سالم نہیں رہتے اس کے حالات مختلف اور اس کے حملے بدلتے رہتے ہیں۔ اس کی زندگی مذموم اور اس میں امان معدوم ہے اور دنیا والے اس میں ایسے نشانے ہیں جنہیں تیرا رہے جاتے ہیں دنیا انہیں اپنے تیرا رہتی ہے اور موت کے ذریعے انہیں فنا کر دیتی ہے۔ اور جان لو اے اللہ کے بندوں تم اور وہ چیزیں جن میں تم رہتے ہو۔ اس دنیا میں سے ان لوگوں کے راستہ میں ہو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں جن کی عمریں تم سے طویل تھیں۔ جنہوں نے تم سے زیادہ گھر آباد کئے تھے ان کے آثار ایسے چوڑے تھے۔ اب ان کی آوازیں خاموش ہو چکی ہیں۔ ان کی ہوائیں رُک گئیں ہیں ان کے جسم پر اتے ہو گئے ہیں اُن کے گھر خالی پڑے ہیں ان کے آثار مسط چکے ہیں اور انہیں پختہ محلات اور پچھے ہوئے گاؤں ٹیکڑوں کے عوض سخت پتھر اور خرابی میں بنی ہوئی قبریں (کہ جو مٹی سے مضبوط کی گئیں ہیں) انہیں ملی ہیں۔ ان کے جائے رہائش تو قریب ہے۔ لیکن اصل محلہ کے درمیان اس میں رہنے والے مسافر ہیں۔ جو کہ وحشت میں ہیں۔ میں تو فارغ لیکن مشغول ہیں وہ وطنوں کے ساتھ مانوس نہیں پڑوس اور گھروں کے قریب کے باوجود وہ پڑوسیوں کی طرح ایک دوسرے سے میل جول نہیں رکھتے اور میل جول کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اپنے سینے کے ساتھ مصیبت نے انہیں پیس دیا ہے اور پتھر اور مٹی انہیں کھا رہے ہیں اور گویا کہ تم بھی وہاں پہنچ گئے ہو۔ جہاں وہ ہیں اور اس لیٹنے کی جگہ اور پھر وہاں

کے مکان نے تمہیں بھی اپنا گرو بنالیا ہے پس کیا حالت ہوگی تمہاری جب معاملات تمہیں انتہا کو پہنچا دیں گے اور قبریں پھٹیں گی اور وہاں ہر نفس کا امتحان ہوگا۔ اس کے متعلق جو وہ پہلے کر چکا ہے اور اپنے حقیقی آقاء مولا کی طرف پلٹ جائیں گے اور وہ اُن سے گم ہو جائیں گی وہ باتیں جو وہ بہتان تراشتے تھے۔ ابو بکر مامون کے گھر میں داخل ہوا تو کہنے لگا۔ تیرا یہ گھر تجھ سے پہلے بادشاہوں کی رہائش گاہ تھا۔ جن کے آثار مٹ چکے ہیں اور ان کی عمریں ختم ہو چکی ہیں۔ پس نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے وعظ حاصل کرے۔



پانچواں باب

تخلف و ترہیب (ڈرانا دھمکانا)

کتاب خدا کی بعض آیات میں ارشادِ قدرت ہے ہم انہیں ڈراتے ہیں پس اس سے سوائے سرکشی اور کفر کے کسی چیز کی زیادتی نہیں ہوتی فرمایا بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے اور وہ قیامت زیادہ مصیبت والی اور کڑوی چیز ہے۔ فرمایا ہم آیات صرف ڈراتے ہی کے لیے نازل کرتے ہیں فرمایا کیا بستیوں والے مامون ہیں کہ ہمارے عذاب ان پر رات کے وقت نازل ہوں جب کہ وہ سوئے ہوئے ہوں۔ کیا بستیوں والے امن میں ہیں کہ ہمارا عذاب دن کے وقت آئے جب وہ کھیل کود میں مشغول ہوں کیا وہ عذاب خدا سے مامون ہو گئے ہیں۔ حالانکہ کوئی

بھی عذاب خدا سے مامون نہیں رہتا۔ فرمایا ہر جھوٹے گناہگار کے لیے ہلاکت سے جو آیات خدا کو سنتا ہے۔ جن کی اس پر تلاوت ہوتی ہے۔ پھر وہ متکبر ہو جاتا ہے گویا اس نے کچھ سُنا ہی نہیں پس اُسے دردناک عذاب کی بشارت دے۔ فرمایا اگر خدا لوگوں کا ان کے ظلم کی وجہ سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا فرمایا خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو چکا ہے بسبب ان اعمال کے جو لوگوں نے کئے ہیں تاکہ ان کے بعض کرتوتوں کی سزا انہیں چکھائے شاید وہ پلٹ آئیں۔ فرمایا ان بستیوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ہلاک کیا۔ فرمایا یہودیوں کی وجہ سے ہم نے طیبات (حلال چیزوں) کو ان پر حرام کر دیا۔ جو ان کے لیے حلال تھیں۔ فرمایا اگر تیرے رب کی طرف سے بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان پر عذاب لازم ہوتا اور مدتِ معین ہوتی یعنی ہر گناہ پر انہیں عذاب کرتا پہلے سے جو بات خدا کہہ چکا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا لوگوں میں دو امانتیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار۔ ایک امان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئی ہے

اور ایک امان یعنی استغفار موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ کی نافرمانی سے بچو، کیونکہ خدا سخت عقاب والا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا خدا واپس لینے کے لیے نہیں دیتا۔ اگر خدا کسی قوم پر جو چاہے انعام کرے اور وہ دن رات رہتی دنیا تک اس کا شکر ادا کرتے رہیں تو خدا ان سے وہ نعمت نہیں چھینے گا۔ مگر وہ شکر کے بدلے کفر کرنے لگیں اور اطاعت چھوڑ کر معصیت اختیار کر لیں اور اسی پر خدا کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ خدا اس وقت تک قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے نفسوں کو نہ بدلیں۔

امیر المؤمنین

فرماتے ہیں خدا اپنے بندوں کو طویل برائیوں کے وقت پھلوں کے کم ہونے، برکتوں کے حُرک جانے خیرات کے خزانوں کے دروازے بند ہو جانے کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے اور گناہ سے باز آنے والا باز آجائے۔ نصیحت حاصل کرتے والا نصیحت حاصل کرے اور منہ جرحہ ہونے والا منہ جرحہ ہو (گناہ کرنے کے بعد اپنے اوپر گڑھنا) اور خدا نے استغفار کو اس کا اور رزق و مخلوق پر رحمت نازل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ پس فرماتا ہے اپنے رب سے استغفار کرو۔ بے شک وہ بخشنے والا ہے۔ تم پر موسلا دھار بارش برساتا ہے اور تمہیں مال و اولاد زیادہ دیتا ہے اور وہ تمہارے لیے باغات اور نہریں قرار دے گا۔ پس خدا رحم کرے اُس شخص پر جو اپنی توبہ کے آگے اور شہوت کو پیچھے کرے اور اپنی لغزش سے معافی طلب کرے کیونکہ اس کی امید اُسے دھوکہ دیتی ہے اور اس کی اہل اُس سے پوشیدہ ہے اور شیطان اس پر موکل ہے۔ وہ اُسے توبہ کی امید دلاتا ہے تاکہ وہ اُسے تاخیر میں ڈال دے اور گناہ کو اس کے سامنے بنا سنوار کر پیش کرتا ہے تاکہ وہ اس کا ارتکاب کرے یہاں تک کہ اس کو موت آجاتی ہے اور وہ اس سے انتہائی طور پر غافل ہوتا ہے پس ہائے حسرت صاحبِ عفت پر کہ اس کی عمر اس کے لیے حسرت ہوگی اور اس کے دن اُسے بدبختی کی طرف لے جائیں گے۔ پس ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ان افراد میں سے قرار دے کہ جنہیں نعمت ناشکر گزار نہ بنائے اور اللہ کی اطاعت میں آخر تک پہنچنے سے کوتاہی نہ کرے اور موت کے بعد اسے پشیمانی اور حزن و ملال نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جب

اُن سے نعمتیں نازل ہو جائیں۔ اور مصیبتیں اُن پر نازل ہوں گھبرا کے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں اپنے
 نفسوں کی گھیرا ہٹ، سچی نیتوں اور خالص باطنوں کے ساتھ توبہ وہ ہر بھاگی ہوئی نعمت انہیں واپس کر
 دے اور ان کا ہر بکڑا ہوا معاملہ سلجھا دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی طرف سے ایک
 فرشتہ مقرر ہے جو ہر رات اتر کر یہ آواز دیتا ہے۔ اے بیس سال والا بدو جہد کرو۔ اور اے
 تیس سال والا زندگی دنیا تمہیں دھوکا نہ دے، اور اے چالیس سال والا لو تم نے اپنے
 پروردگار کی ملاقات کے لیے تیار کیا ہے اور اے پچاس سال والے تمہارے پاس ڈرانے والا
 آچکا۔ اے ساٹھ سال والا یہ ایسی کھیتی ہے جس کے کاٹنے کا وقت آگیا اور اے ستر سال والا
 تمہیں پکارا گیا ہے پس تم بیک کہو اور اے اسی سال والا تمہارے پاس قیامت آگئی اور تم
 غافل پڑے ہو۔ پھر فرمایا اگر رکوع کرنے والے بندے خشوع و خضوع کرنے والے اشخاص
 دودھ پینے والے بچے اور جنگل میں چرنے والے جانور نہ ہوتے تو خدا پھینکتا تمہاری طرف
 عذاب کو پھینکتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضعیف و کمزور لوگوں کی عزت کرو کیونکہ
 تمہیں رزق اور نصرت ضعفاء کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اے بنی ہاشم اے
 اولاد عبد المطلب۔ اے اولاد عبد مناف اے اولاد قحطی اپنے نفوس اللہ سے خرید کرو
 اور جان لو کہ میں ڈراتے والا ہوں۔ موت تغیر لاتے والی ہے اور وعدہ گاہ قیامت ہے اور
 جب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریب ترین قبیلہ کو ڈراؤ، تو آپ صفائی پہاڑی
 پر کھڑے ہو گئے اور اپنے اعزاء و اقربا کو جمع کیا اور فرمایا اے فرزند ان عبد المطلب اے
 بنی ہاشم اے بنی عبد مناف۔ اے بنی قحطی اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ کیونکہ میں کسی چیز میں
 تمہیں خدا سے بے پردا نہیں کر سکتا۔ اے محمد کے چچا عباس اے محمد کی پھوپھی صفیہؓ اے
 محمد کی بیٹی فاطمہؓ۔ پھر آپ نے ہر مرد و عورت کو اس کے نام کے ساتھ پکارا قیامت کے دن
 لوگ اس طرح نہ آئیں کہ آخرت کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہوں اور آ کے یہ کہتے رہیں کہ محمد
 ہم میں سے ہیں اور یا محمد یا محمد کہے پکارتے پھریں۔ پس میں ادھر ادھر اور دائیں
 بائیں طرف منہ پھیر لوں گا پس خدا کی قسم میرے اولیاء و دوست سوائے متقیوں کے
 کوئی نہیں بے شک خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ ہیں جو اُس سے زیادہ

ڈرتے ہیں۔ روایت ہے۔ جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ سر پہ پی باندھے ہوئے
 امیر المؤمنین اور فضل بن عباس کے سہارے باہر تشریف لائے لوگ آپ کے پیچھے ہوئے۔ تو آپ
 نے فرمایا اے لوگو! میری رحلت قریب آگئی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں قبرستان بقیع والوں
 کے لیے استغفار کروں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں داخل ہوئے اور فرمایا السلام علیکم
 یا اہل التریب السلام علیکم یا اہل الغریبہ اے خاک میں مل جاتے فاضل مسافر و تمہیں خوش گوار ہو وہ حالت جس
 میں تم ہو اور باقی لوگ نہیں ہیں فتنے آگئے ہیں مثل تاریک رات کے ٹکڑوں کے جن کا اول آخر
 کے پیچھے ہے پھر آپ نے ان کے لیے استغفار کی اور کافی دیر تک استغفار کرتے رہے پھر
 واپس آگئے تو منبر پر تشریف لے گئے اور لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء
 کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! میرے جاتے کا وقت قریب آگیا ہے۔ کیونکہ جبریل ہر سال ایک مرتبہ
 قرآن میرے سامنے پیش کرتا تھا اور اس سال دو مرتبہ پیش کیا ہے اور میں یہ بات نہیں کہہ رہا مگر
 اس لیے کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ پس جس کا میرے ذمہ کوئی قرض ہو تو وہ اس کو
 بیان کرے تاکہ میں اسے ادا کروں اور جس کا میرے ہاں کوئی وعدہ ہو تو اس کو واضح کرے تاکہ
 اُسے عطا کیا جائے اے لوگوں کوئی تمنا کرنے والا متنا نہ کرے اور کوئی دعوے دار دعوی نہ کرے
 کیونکہ خدا کی قسم عمل اور خدا کی رحمت کے علاوہ کوئی چیز نجات دینے والی نہیں اور اگر میں بھی
 نافرمانی کروں تو ہلاک ہو جاؤں پھر آپ نے آنکھ اٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ خدایا
 میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور فرمایا کہ چھوٹے موٹے گناہوں سے بچو۔ کیونکہ خدا کی طرف سے
 ان کا بھی مطالبہ ہوتے والا ہے، اور یہ جب کسی شخص پر اکٹھے جمع ہو جاتے ہیں تو اُسے ہلاک
 کر دیتے ہیں۔ اور فرمایا اگر تمہیں معلوم ہو جائے وہ کچھ جو میں جانتا ہوں تم تھوڑا ہنسو، اور اپنے
 اوپر زیادہ گریہ کرو اور تم پہاڑوں کے اوپر جا کے اپنے اعمال پر گریہ کرو اور اگر جو پاؤں کو موت
 کے متعلق وہ کچھ معلوم ہو جائے جو تمہیں معلوم ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تمہیں کھانے کو نہ ملے فرمایا
 خدا کی قسم اگر تمہیں جو مجھے معلوم ہے تو تم اپنے اوپر گریہ کرو اور پہاڑوں پر چلے جاؤ اور اپنے
 اعمال پر پشیمان ہو اور تم اپنے اموال کو ان حالت پر چھوڑ جاؤ کہ ان کی نکالہ بانی کرتے والا
 کوئی نہ ہو اور نہ ان پر کسی کو خوف ہو۔ لیکن تم تو بھول چکے ہو اس چیز کو جو تمہیں یاد دلائی

گئی ہے اور تم مامون ہو گئے ہو اس سے جس سے تمہیں ڈرایا گیا ہے۔ پس تمہاری رائے تم سے
گم ہو جائے گی اور تمہارا معاملہ بگڑ جائے گا۔ خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا مجھے اُن
لوگوں سے ملحق کر دے جو میرے لیے تم سے ہتر ہیں۔ خدا کی قسم وہ قوم بابرکت رائے والی
ہے۔ حکمت و دانائی کی باتوں کو ترجیح دیتی اور سچ بولتی ہے وہ بغاوت کو چھوڑے ہوئے
ہے اور ان کے قدم سیدھے راستے پر چلے ہیں۔ انہوں نے واضح رستہ پر چلا کر اپنے نفسوں
کو تھکا دیا ہے وہ دائمی آخرت اور باقی رہنے والی کرامت کے حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گئے ہیں۔ یاد رہے تمہیں خدا کی قسم کہ تم پر نبی ثقیف کا ایک لونڈا غلیہ حاصل کرے گا جو تاز
و سخروں سے چلتے والا اور مڑ مڑ کے اپنے دامنوں کو دیکھے گا۔ تمہاری بھری کو کھا جائے گا اور
تمہاری چربی کو پگھلا دے گا کہ اے پھیلکی والے یعنی حجاج بن یوسف۔ اور فرمایا بے شک جو
لوگ دنیا میں زلہد ہیں ان کے دل روتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا حزن و ملال
شدید ہوتا ہے اگرچہ وہ خوش و خرم دکھائی دیں۔ اور وہ اپنے نفوس پر زیادہ ناراض رہتے
ہیں۔ اگرچہ جو کچھ ان کو رزق دیا گیا ہے اس پر ان پر رشک کیا جاتا ہے۔ ایک اور خطیبہ میں فرمایا
اما بعد بے شک دنیا پشت پھیر چکی ہے اور وداع کرنے کی اطلاع دے چکی ہے اور آخرت
آگے بڑھ رہی ہے اور بالکل قریب آچکی ہے۔ یاد رکھو آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ ہوگی
اور انعام میں جنت ملے گی اور انتہا جہنم ہے تو کیا کوئی شخص موت کے آجانے سے پہلے اپنے گناہ
سے توبہ کرنے والا نہیں کیا کوئی شخص فقر و فاقہ اور حسرت و یاس کے دن سے پہلے اپنے نفس کے
یہ عمل کرنے والا نہیں یاد رکھو کہ تم عمل کے دنوں میں ہوجن کے پیچھے اجل ہے۔ پس جو شخص عمل کے
زمانہ میں عمل کرے اجل کے آجانے سے پہلے تو اس کا عمل اُسے فائدہ دے گا اور موت اس
کے لیے مضر نہیں ہوگی اور جو عمل کے زمانہ میں کوتاہی کرے گا اس کا عمل خسارہ میں ہے اور
اجل اس کے لیے قرر رساں ہوگی۔ خبردار پس رغبت اور میلان میں اس طرح عمل کرو جیسے خوف
کے وقت کرتے ہو۔ یاد رکھو میں نے جنت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طلب گار
سو یا ہوا ہو اور نہ جہنم کے مانند کوئی چیز دیکھی ہے کہ جس سے بھاگنے والا سو یا ہو اور جس
کو حق فائدہ نہیں دیتا۔ باطل اُسے ضرور دے گا اور جس کو ہدایت سیدھا نہیں کر سکتی اسے

گمراہی ہلاک کر دے گی۔ یاد رکھو تمہیں کو بچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور زاہد راہ کی رہبری کر دی گئی ہے اور سب سے زیادہ خوف مجھے تم پر خواہشات کی پیروی کرتے اور طویل امید کا ہے دنیا میں رہ کر دنیا سے زاہد راہ ہٹا کر وہ جس سے اپنے نفسوں کو نجات دلا سکو اللہ کی رحمت و رضوان کا محتاج۔ بندہ حسن ابن محمد وہی کہتا ہے کہ آپ کا یہ کلام بہت بڑا وعظ جلیل القائدہ اور بلیغ مقالہ ہے اگر کوئی کلام وعظ و نصیحت میں گھر کر سکتا ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ امیدوں کے علائق کو دڑنے اور وعظ حاصل کرنے کے لیے یہ کافی ہے۔ خدا کی قسم اس میں فکر کرنے والوں کا گردنوں کو اور زہد میں بالہصیرت ہونے والوں کو یہ اپنی گرفت میں لیتا ہے اور انہیں آخرت کے عمل پر مجبور کر دیتا ہے۔ پس اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو اور ان کے معافی میں غور و فکر کرو اور بصیرت حاصل کرو۔ ایک اور خطیبہ میں جو اسی قسم کا ہے آپ نے فرمایا دنیا کی طرف ان زہدوں کی آنکھوں سے دیکھو جو اس سے منہ پھیر چکے ہیں۔ خدا کی قسم یہ دنیا عنقریب رُکے ہوئے ساکن کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گی اور تازو نعمت میں پلے ہوئے کو درد و تکلیف پہنچائے گی دنیا کی جو چیز پشت پھیر چکی وہ پلٹ کے نہیں آئے گی اور معلوم نہیں کہ کون سی چیز اس کی آنے والی ہے تاکہ اس کی انتظار کی جائے اس کی خوشی حزن سے ملی ہوئی ہے اور مردوں کی قوت و طاقت کمزوری اور مستی کی طرف جا رہی ہے پس تمہیں کثرت ان چیزوں کی جو تمہیں بھلی معلوم ہوتی ہیں دھوکہ نہ دے۔ کیونکہ بہت کم وقت وہ تمہارا ساتھ دیں گی اور خدا رحم کرے اس شخص پر جو غور و فکر کر کے عبرت حاصل کرے پس وہ بالہصیرت ہو جائے اور گویا جو کچھ دنیا میں ہے عنقریب وہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ آخرت میں سے ہونے والا ہے وہ کبھی زائل نہیں ہوگا اور ہر وہ چیز جو شمار کی جاسکتی ہے وہ ناقص ہونے والی ہے اور ہر وہ چیز جس کی توقع ہے وہ آگے رہے گی اور جو آنے والی ہے وہ بہت قریب ہے اور عالم وہ ہے جو اپنی قدر و منزلت کو پہچانتے اور انسان کی بہالت کے لیے بھی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ جانتا ہو اور اللہ کی طرف سب بندوں میں سے زیادہ مستغص وہ بندہ ہے جسے خدا اس کے اپنے نفس کے سپرد کر دے وہ میانہ راستہ سے ہٹا ہوا اور بغیر راہبر کے چلنے والا ہے اگر اُسے دنیا کی کھیتی کی طرف بلایا جائے تو وہ عمل کرتا ہے۔ اور ہے۔ اگر اُسے دنیا کی کھیتی کی طرف بلایا جائے تو وہ عمل کرتا

ہے اور اگر اُسے آخرت کی زراعت کے لیے بلائیں تو سستی کرتا ہے گویا جس کے لیے وہ عمل کر رہا ہے وہ اس پر ضروری اور واجب ہے اور جس میں وہ سستی کرتا ہے وہ اس سے ساقط ہے اور یہ ایسا زمانہ ہے کہ جس میں صحیح سالم نہیں رہ سکتا۔ مگر وہ مومن ہو گناہ ہے اگر وہ موجود ہو تو اُسے کوئی نہ پہچانتے اور اگر وہ غائب ہو تو اس کے متعلق کوئی پوچھ گچھ نہ کرے ایسے ہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راستہ کے نشان ہیں وہ برائی کو نہیں پھیلاتے اور نہ چغلی خوری کا بیج بولتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن پر خدا اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اپنے عذاب کی تکلیف ان سے دور رکھتا ہے۔ اے لوگو تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح اندیل دیا جائے گا۔ جس طرح برتن میں رکھی ہوئی چیز کو برتن سمیٹ اندیلا جاتا ہے اے لوگو! خدا نے تمہیں اس سے پناہ دی ہے کہ تمہارے خلاق کسی کی حمایت کرے لیکن اس سے نہیں بچایا کہ تمہارا امتحان کرے۔ کیونکہ اس کا ارشاد ہے اس میں نشانیاں ہیں اور ہم بتلا کریں گے۔ ایک اور خطبہ میں فرمایا ہے جو اسی قسم کا ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا ختم ہو چکی ہے اور وہ اپنے زوال کی خبر دے چکی ہے اور ختم ہوتے کی اطلاع

دی چکی ہے اور اس کے ختم ہونے سے اس کی نیکی بدی ہو چکی ہے اور وہ پورے طور پر پشت پھیر چکی ہے۔ وہ اپنے میں رہنے والوں کے فنا ہونے کی رہنمائی کر چکی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو موت کے ساتھ حدی ثباتی کر چکی ہے اور اس کا بیٹھا کڑوا ہو چکا ہے اور اس کا صاف پانی گندلا ہو چکا ہے پس اس میں سے باقی نہیں رہا۔ مگر تلچھٹ کو نہ کے تلچھٹ کی طرح یا ایک گھونٹ گھڑے کے گھونٹ جیسا اگر اس کو پیاسے کی خوش گواری کے لیے الگ نہ کیا جائے تو وہ نفع نہیں دیتا پس چختہ ارادہ کر لو اے اللہ کے بندو اس گھر سے کوچ کرتے کا کہ جس کے رہنے والوں کے لیے زوال مقدر ہو چکا ہے اور اس کی ہلکت تمہیں وھو کا نہ دے اور نہ تم پہ کیسی امید غلیہ کرے پس خدا کی قسم اگر تم متحیر کمزور شخص کی طرح آواز نکالو اور تم کو تر کی آواز میں دعا مانگو اور تم خدا رسیدہ راہب کی طرح گڑ گڑاؤ اور اللہ کی طرف اپنے مال و اولاد کو چھوڑ کے نکل کھڑے ہو اس کے تقرب کو چاہتے ہوئے تاکہ تمہارا درجہ اس کے ہاں بلند ہو یا تمہارا وہ گناہ معاف ہو جائے جسے اس کے منشیوں نے لکھ لیا ہے۔ اور

اس کے بھیجے ہوئے فرشتوں نے محفوظ کر لیا ہے تو یہ بات کم ہے اس چیز کے مقابلہ میں کا مجھے اس کے عقاب میں سے ڈر ہے اور جس کی اس کے ثواب میں سے مجھے امید ہے کہ خدا کی قسم اگر تمہارے دل پچھل جائیں۔ اور تمہاری آنکھیں اللہ کی رغبت کرتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے کی وجہ سے خون بہائیں پھر تم دنیا میں اس کی عبادت میں کھڑے ہو کر زندگی گزار دو تو تمہارے اعمال اس کی عظیم نعمتوں اور اس کا تمہیں ایمان کی طرف ہدایت کرتے کی جزا اور بدلہ نہیں ہو سکیں گے۔ اگرچہ تم اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھو اور رسول اللہ نے فرمایا عقوبت نفاق ظاہر ہوگا اور امانت اٹھ جائے گی اور رحمت عذاب سے بدل جائے گی۔ امین مہم ہوگا اور خائن امین سمجھا جائے گا فتنے تمہارے پاس تاریک رات کی مانند آئیں گے اور اس آیت کی تفسیر میں (اور جہنمی ندا دیں گے اے مالک جہنم تیرا رب ہمارا فیصلہ ہی کر دے) آیا ہے کہ وہ چالیس سال تک پکارتے رہیں گے تو انہیں کوئی جواب نہیں ملے گا۔ پھر مالک ان سے کہے گا تم یہیں رہو گے پس وہ کہیں گے اے ہمارے مالک ہمیں جہنم سے نکال لے۔ اگر ہم پھر رے اعمال کی طرف لوٹے تو بے شک ہم ظالم ہیں وہ چالیس سال تک یہ دُعا کرتے رہیں گے دوبارہ انہیں کہا جائے گا دفع ہو جاؤ اسی میں اب تم سے کوئی بات نہیں کی جائے گی تو وہ لوگ اس کے بعد مایوس ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جہنم کی آواز اور ان کی چیخ و پکار کے علاوہ کچھ باقی نہیں ہوگا (ان کی چیخ و پکار) گدھے کی آواز کی طرح ہوگی۔ فرمایا اہل جہنم کو سخت بھوک لگے گی باوجود اس عذاب کے جس میں وہ مبتلا ہوں گے، وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے پس انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا اور دردناک عذاب ہوگا اور کھوتا ہوا گرم پانی جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا تو وہ جہنم کے دربانوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے کہو کہ ایک دن کے لیے ہم سے تخفیف کر دے تو انہیں جواب ملے گا۔ کیا تمہارے پاس ہمارے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے بے شک تو پھر پکارتے رہو اور کافروں کی پکار گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں اور حسن نے فرمایا کہ خدا اہل جہنم کے گلے میں طوق نہیں ڈالے گا۔ کیونکہ وہ اس سے عاجز ہیں۔ بلکہ جب جہنم کے شعلے ان پر بجھائے گا۔ تو انہیں جہنم کی تہہ میں لٹکا دے گا پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی

جب آپ کو افاقر ہوا تو فرمایا اے فرزندِ آدم اپنے نفس پر رحم کر وہ تو صرف ایک ہی نفس ہے اگر اس نے نجات پائی تو تم نجات پا لو گے اور اگر یہ ہلاک ہو گیا تو دوسرے کسی کا نجات حاصل کرتا تمہارے لیے مفید نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہے اغنیاء کے لیے قیامت کے دن فقراء کہیں گے خدایا انھوں نے ہمارے ان حقوق میں ہم پر ظلم کیا جو تو نے ان کے اموال میں ان پر فرض کئے تھے۔ فرمایا بُرا زندہ وہ ہے جو بھول جائے اور لہو و لعب میں مشغول ہو کر غافل ہو جائے اور قبر و بلادِ مصائبِ قبر کو بھول بیٹھے اور وہ بندہ بُرا ہے جو سرکشی کرے بغاوت کرے اور ابتداء و انتہا کو بھول جائے اور بُرا ہے وہ بندہ جس کو طمع اپنی طرف کھینچے۔ تو نگری اسے سرکش بتائے اور خواہشات اس کو ہلاک کریں آخر حدیث تک جسے خلیفہ بن حسین نے روایت کیا ہے۔ قیس بن عاصم کہتا ہے نبی تمیم کے ایک وفد میں میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کر آؤ پس میں نے غسل کیا اور آپ کی خدمت میں پلٹ آیا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی ایسا وعظ و نصیحت کیجئے جس سے ہمیں فائدہ ہو۔ آپ نے فرمایا اے قیس یقیناً عزت کے ساتھ دولت ہے اور زندگی کے ساتھ موت ہے۔ اور دنیا کے ساتھ آخرت ہے اور ہر چیز کا ایک نگاہبان ہے ہر نیکی پر ثواب ہے اور برائی پر عذاب ہے اور اے قیس اس سے بچا رہ کر ہی نہیں کہ ایک ساتھی تیرے ساتھ دفن ہو گا جو کہ زندہ ہو گا جب کہ تو مر چکا ہو گا۔ اگر تو کریم و شریف ہو تو تیری عزت و اکرام کرے گا اگر وہ کینہ اور ذلیل ہو اتجھے (عذاب کے) پیرد کر دے گا اور تم اس کے بغیر دفن نہیں ہو گے اور وہ تمہارے بغیر دفن نہیں ہو گا پس نہ قرار دے اُسے مگر صالح اور نیک کیونکہ اگر وہ صالح اور نیک ہو تو وہی تیرا انیس ہو گا اور اگر بُرا ہو تو وہی تجھے وحشت میں ڈالے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کے تین دوست ہیں ان میں سے ایک تو اُسے کہتا ہے اگر تم مجھے آگے بھیج دو تو میں تیرا ہوں اور دوسرا اُس سے کہتا ہے۔ میں تو بادشاہ کے دروازے تک تیرے ساتھ ہوں پھر تجھے الوداع کہہ کر چلا آؤں گا اور تیسرا اُس سے کہتا ہے۔ کہ میں تو تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گا۔ پہلا ساتھی تو اس کا مال ہے اور دوسرا اس کے رشتہ

دار اور اولاد ہے اور تیسرا ساتھی اس کا عمل ہے تو اس وقت انسان کہے گا۔ خدا کی قسم تو میںوں میں سے میری نظر میں زیادہ حقیر تھا کاش کہ میں تیرے علاوہ کسی چیز سے مشغول نہ ہوتا۔ عرباض بن ساریہ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا وعظ کیا کہ جس سے آنسو بہنے لگے اور دل دھڑکنے لگے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ تو وداع کرنے والے کا وعظ ہے اب آپ ہمیں کس بات کی وصیت کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہیں ایک واضح رستے پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح ہے۔ اس کے بعد کوئی ٹیڑھا نہیں ہوگا۔ مگر ہلاک ہونے والا اور جہنم میں سے زندہ رہا۔ تو وہ بہت کچھ اختلاف دیکھے گا۔ لہذا تم پر لازم ہے۔ میرے بعد میری وہ سنت جسے تم پہچانتے ہو اور میرے اہل بیت میں سے خلفائے راشدین کی سنت پر ان کی طرح اپنی ڈاڑھوں کو کاٹو (یعنی ان کی اتباع پر ایڑی پوٹی کا زور لگا دو) اور حق کی اطاعت کرو چاہے حقدار ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مومن گھر کے پالتو اونٹ کی طرح ہے جدھر اس کو کھینچا جائے وہ چل پڑتا ہے۔ حضرت امیر المومنین نے خدا کے اس قول پر ضرورت سے نعیم کے متعلق اُس دن سوال ہو گا۔ م کے بارے میں فرمایا یہ صحت امن قوت اور عاقبت ہے بعض کا کہنا ہے کہ گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی مراد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی پیتے تو کہتے تھے کہ حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے کد لا نہیں کیا۔ اور اُسے اپنی نعمت و احسان کی بنا پر بیٹھا اور خوشگوار بنایا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا، اللہ کے بندوں میں کوئی ایسا بندہ نہیں جس کے خلاف خدا کی حجت قائم نہ ہوئی ہو پھر یا اُس نے اللہ کی اطاعت کو نہ مل چھوڑا ہو گا یا وہ اس کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہو گا یا اس کے شکر میں اُس نے کوتاہی کی ہو گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تو میرے ساتھ انصاف نہیں کرتا میں تو نعمتوں کے ذریعہ دوستی اور محبت کو بڑھاتا ہوں اور تو گناہ کر کے میرا مینوعض بنتا ہے میری خیر تجھ پر نازل ہوتی ہے اور تیرا شر و برائی میرے پاس اُپر آتے ہیں اور ہمیشہ اتار رہا اور ہر دن ایک کریم فرشتہ تیری طرف سے عمل قیچے لے کر اتار رہتا ہے۔ اے فرزند آدم اگر تو اپنی توصیف اپنے غیر سے سُنے جیب کہ تجھے معلوم نہ ہو کہ یہ موصوف کون ہے تو

تو فوراً اس پر ناراض ہو جائے فرمایا تمہیں تمہارے رب کا طویل عرصہ مہلت دینا اور اچھے تقاضے دھوکہ میں نہ ڈالیں کیونکہ اس کی گرفت دردناک ہے اور اس کا عذاب شدید ہے بے شک خدا کی نعمت میں ایک حق ہے اور وہ اس کا شکر ہے جو اس شکر کو ادا کرے گا وہ اس کو زیادہ دے گا اور جو اس میں کوتاہی کرے گا وہ اس سے چھین لے گا۔ پس خدا تمہیں اپنے عذاب کی وجہ سے اس طرح خوفناک دیکھنا چاہتا ہے۔ جس طرح تمہیں نعمت میں خوش دیکھتا ہے اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی تھی اور دُرّو اس دن سے جس میں تم اللہ کی بارگاہ میں پلٹ کے جاؤ گے۔ پھر ہر نفس کو پورا پورا دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتا ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میں کتاب خدا میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر تمام لوگ اس کو اپنالیں تو وہ سب کے لیے کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی آیت ہے فرمایا اور جو شخص اللہ سے دُرّے تو وہ اس کے لیے نکلنے کی راہ قرار دے گا، اور اُسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔



چھٹا باب

دنیا کے عقاب سے ڈرانا

ارشادِ قدرت ہے، پس ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے اسکی گرفت کی، پھر ان میں سے
 کچھ لوگوں پر ہم نے پتھر برسائے اور کچھ لوگوں کو آسمانی آواز نے آیا اور بعض لوگوں کے ساتھ
 زمین دھتس گئی اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن وہ خود ہی اپنے
 نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں زمین کا دھتسا
 اور پتھروں کا برسا ظاہر ہوگا۔ عرض کیا گیا یہ کب ہوگا۔ اے اللہ کے رسول! فرمایا جب آلات
 لہو بناؤ گے۔ سنگار کرتے والی عورتیں اور شراب پیتا ظاہر بظاہر ہوگا اس وقت میری امت
 کے کچھ لوگ رات گزاریں گے عیش و عشرت میں اور صبح کو وہ بتدریج خنزیر ہو کے اٹھیں گے
 کیونکہ انہوں نے حرام کو حلال سمجھ رکھا ہوگا اور انہوں نے نبی ستوری عورتوں اور شراب
 خوری کو اپنا رکھا ہوگا اور وہ سود کھائیں گے اور ریشم کا لباس پہنیں گے۔ فرمایا جب حاکم
 ظلم کرے تو بارش کم ہوتی ہے اور جب اہل ذمہ سے دھوکہ کریں گے تو ان پر ان کا دشمن
 غالب آجائے گا، اور جب برائیاں ظاہر ہوں گی تو زلزلے آئیں گے اور جب امر بالمعروف
 کم ہو جائے گا۔ تو حرام میباح سمجھا جائے گا سوائے اس کے نہیں کہ وہ تبدیلی ہے پھر تدبیر
 اور اس کے بعد ہلاکت ہے۔



ساتواں باب

امید کا کوتاہ ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، پس ان کو رہتے دو، وہ کھاتے رہیں اور نفع حاصل کرتے رہیں اور امید انھیں غافل رکھے رہے۔ پس عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امید سے پہلے موت آجاتی ہے ایک بزرگ نے کہا اگر تم اجل کو اور اس کے چلنے کو دیکھ لو تو امید و آرزو اور دھوکہ بازی کو میخوض رکھو۔ اور انس نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے پس آپ نے اپنا کپڑا اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور سو گئے تو سخت ہوا چلنے لگی۔ پس آپ گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر رستے دی ہم نے عرض کیا کیا بات ہے اے اللہ کے رسول فرمایا میں نے خیال کیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا ابن آدم! بول رہا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ حرص و طمع اور طویل امید امیر المؤمنینؑ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرو کتنے ایسی امید رکھنے والے ہیں جس تک وہ نہیں پہنچ سکتے اور ایسی چیز کو جمع کرتے ہیں جس کو کھا نہیں سکتے اور شاید اس نے اسے باطل طریقے سے جمع کیا ہو اور حق سے روک رکھا ہو۔ حاصل کیا ہو اسے حرام سے اور وارث ہو اسے عدواناً وہ اس کے بوجھ کو اٹھائے گا اور اس کا عذاب جھیلے گا اور اپنے رب کے ہاں خائب و خاسر افسوس و فریاد کرتے ہوئے جائے گا اور دنیا و آخرت کا خسارہ اسے ہو گا اور یہی واضح خسارہ ہے اسمعی کہتا ہے میں نے ایک عرب کو یہ کہتے ہوئے سنا امیدیں مردوں کی گردنیں توڑ دیتی ہیں مثل سراب کے جو اس کی امید رکھے وہ اس کی امید کے خلاف کرتا ہے اور جو اسے دیکھے اسے دھوکا دیتا ہے اور جس کی سواری رات دن ہوں تو اس کا سفر جلدی تمام ہو گا اور اسے منزل تک پہنچا دیں گے۔ امام حنین نے فرمایا اے فرزند آدم علیہ السلام گویا تو ہی آیام (دن) ہے۔ جیت تک ایک دن گزرتا ہے تو تیرا کچھ حصہ ختم ہو جاتا ہے کسی نے کسی شخص سے پوچھا کہ کس حالت میں تو نے

صبح کی ہے (یعنی تیرا کیا حال ہے) کہنے لگا خدا کی قسم میں نے موت سے غفلت کی حالت میں صبح کی ہے، یا وہ جو دایسے گناہوں کے جو مجھے گھیرے ہوئے ہیں اور ایسی اجل میں جو جلدی آنے والی ہے۔ میں ایک ہولناک منزل کی طرف جا رہا ہوں معلوم نہیں کہاں جا کے گھسوں گا۔ پس مجھ سے زیادہ بڑی حالت میں کون ہے اور زیادہ عظیم خطرہ کسے ہے۔ پھر وہ روتے لگا ابو عتہا ہیہ ابو نواس کے مرض الموت کے زمانہ میں اس کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ تو اپنے نفس کو کیسا پاتا ہے ابو نواس نے شعر میں جواب دیا اوپر اور نیچے کا حصہ فنا کی طرف جا رہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک ایک عضو مر رہا ہے میرا عمدہ وقت نفس کی اطاعت میں گزر رہا ہے پس اللہ کی اطاعت کو کمزور پاتا ہوں کوئی گھڑی میری تہیں گزری مگر یہ کہ وہ اپنے گزرنے کے ساتھ میرے ایک جز کو کم کر دیتی ہے میں نے سب کچھ بُرا ہی کیا ہے۔ پس اے خدا ہم سے درگزر کر اور معاف کر معاف کر۔



اٹھواں باب

عمر کی کمی اور اس کا جلدی ختم ہو جانا اور عمر کے دھوکا میں نہ آنا

نبی اکرم تے فرمایا میری امت کے لوگوں کی عمر ساٹھ سے ستر تک ہے اور بہت کم لوگ ہیں جو اس سے تجاوز کریں اس قول کی تفسیر میں (کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی اور اس سے نصیحت حاصل کرتا ہے؟) آیا ہے کہ یہ چالیس سال کی عمر والے شخص کو سرزنش ہے بعض کہتے ہیں اٹھارہ سال والے کو ہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا ہے یعنی بڑھاپا اور خدا کا یہ ارشاد کہ میں بڑھاپے میں حد سے بڑھ چکا ہوں یعنی ساٹھ سال سے تجاوز کیا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے ساٹھ سال والوں اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ اور بعض نے کہا ہے جو ساٹھ کے گھاٹ پر پہنچ گیا ہے وہ پانی میں وارد ہو جائے گا (یعنی مرجائے گا) اور خدا کا یہ ارشاد کہ ہم اُن کے لیے شمار کرتے ہیں شمار کرنے کے متعلق ہے کہ اس کے سانس خسارہ میں ہیں جو انہیں اطاعتِ خدا میں خرچ نہ کرے اور بعض نے کہا ہے کہ عمر کوتاہ ہے اور سفر طویل لانی ہے پس اپنے زندگی کے دنوں کی اصلاح میں مشغول ہو جا اور طویل سفر کے لیے زادِ راہ تیار کر اور جو کچھ جمع کیا ہے اس سے فائدہ اٹھالے پس اس کو اپنی گزرگاہ سے رہنے کی جگہ کے لیے بھیج دے۔ قبل اس کے کہ زبردستی تجھے اس سے الگ کر لیا جائے اور تجھ سے اس کا حساب لیا جائے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں پس کتنا کم ہے تیرا رہنا فنا کے گھر میں اور کتنا عظیم ہو گا تیرا ٹھہرنا بقل کے گھر میں اور اس ارشادِ ربانی کی تشریح میں کہ ہم تے انسان کو بہترین تقویم (ساپنے) میں پیدا کیا ہے (آیا ہے کہ اس سے مراد جوانی ہے پھر اُسے پست ترین درجہ کی طرف پلٹا دیا یعنی بڑھاپا اور بعض کا کہنا ہے کہ بالوں کا سفید ہونا موت کا جاسوس فنا کا ڈرانے والا موت کا قاصد امید کو ختم کرتے والا اور آخرت کا پہلا مرحلہ بڑھاپے کی تمہید منتقل ہونے کی خبر دینے والا آخرت سے ڈرانے

والا فصیح و بلیغ واعظ وہ جاہل کو ڈراتے والا اور عقل مند کو خوش خبری دینے والا وقار کی علامت
 اچھے لوگوں کا شعار موت کی سواری ہے اور جوانی خواب ہے ایک بوڑھے عابد سے کہا گیا
 کون سی چیز آپ کے لیے باقی ہے کہ جس کے لیے زندگی چاہتے ہیں تو اس نے کہا کہ گناہوں
 پر روتے کے لیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین جوان وہ ہے جو بوڑھوں
 کے لباس میں ہو۔ بڑا بوڑھا وہ ہے جو جوانوں کے طور طریقوں پر رہے اور حضورؐ نے ارشاد
 فرمایا ارشاد ربانی ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ مجھے اپنے اس بندے اور اس کنیز
 سے شرم آتی ہے کہ جو اسلام میں بوڑھے ہوئے ہیں کہ میں انہیں عذاب کروں پھر آپؐ روتے لگے
 عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ کیوں روتے ہیں فرمایا میں ان کی وجہ سے روتا ہوں کہ
 جہنم خدا تو عذاب کرنے سے حیا کرتا ہے اور وہ اس کی نافرمانی سے حیا نہیں کرتے اور
 بعض کا کہنا ہے کہ جس سے موت چوک جائے اسے بڑھاپے کی سی جکڑ لیتی ہے۔



نوال باب

بیماری اور اس کی مصلحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صحابہ سے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ وہ صحیح و سالم رہے بیمار نہ ہو، وہ کہنے لگے ہم سب یہی چاہتے ہیں فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ گمشدہ گدھوں کی مانند رہو کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ صاحب کفارہ بنو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ایک شخص کے لیے جنت میں ایک درجہ ہوتا ہے کہ جس تک وہ کسی عمل کی بنا پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ مصیبت پر صبر کرنے سے پہنچتا ہے اور عظیم جزا عظیم بلا و مصیبت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اب اگر وہ راضی رہا تو اس کے لیے رقا ہوگی اور اگر ناراض ہوا تو اس کے لیے ناراضگی ہے۔ فرمایا اگر بیماری کی حالت (ثواب) مومن کو معلوم ہو جائے تو وہ پسند کرے اس بات کو وہ بیماری سے کبھی الگ نہ رہے اور فرمایا کہ صحت و عاقبت میں رہنے والے

قیامت کے دن پسند

کریں گے کہ کاش اُن کے گوشت قینچوں سے کاٹے جاتے۔ جب وہ مصیبت زدہ لوگوں کے ثواب کو دیکھیں گے۔ جناب موسیٰ نے عرض کیا خدایا نہ تو بیماری مجھے بخیل بناتی ہے اور نہ صحت مجھے نیاں میں ڈالتی ہے۔ لیکن اس کے درمیان میں کبھی بیمار ہوتا ہوں تو تجھے یاد کرتا ہوں اور کبھی صحیح و سالم ہوتا ہوں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ روایت ہے کہ ابو درداء بیمار ہوئے تو لوگ اس کی عیادت کو گئے اور کہنے لگے تجھے کس چیز کی شکایت ہے کہنے لگا اپنے گناہوں کی۔ انھوں نے کہا تیرا دل کیا چاہتا ہے کہنے لگا خدا کی بخشش کہنے لگے کیا تیرے لیے کوئی طبیب نہ بلا کے لے آئیں کہنے لگا طبیب

تے ہی مجھے بیمار کیا ہے کہنے لگے پھر اس سے اس کا سبب پوچھو۔ کہنے لگائیں نے پوچھا ہے
 وہ کہتا ہے میں جو چاہوں وہ کرتا ہوں۔ ایک شخص بیمار ہوا تو اس سے کہا گیا تم علاج کیوں
 نہیں کراتے وہ کہنے لگا کہ عاؤ و ثمود اور اصحاب رس اور ان کے درمیان کتنی زیادہ صدیاں
 گزریں۔ اُن کے پاس طبیب بھی تھے اور دوائیں بھی۔ پس نہ نسخہ بتانے والا باقی رہا اور نہ
 وہ جسے بتایا تو اگر دوائیں ہی بیماری کو روک سکتیں تو نہ کوئی طبیب مرتانا بادشاہ۔



دسوال باب

عبادتِ مریض کا ثواب

حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ بخار موت کا جاسوس ہے اور زمین میں اللہ کا قید خانہ ہے اور اس کی گرمی جہنم کی آگ سے ہے اور یہی حصہ ہر مومن کا جہنم کی آگ سے ہے اور بہترین تکلیف بخار ہے۔ ہر عضو کو بلاؤں سے اس کا حصہ ملتا ہے۔ اور اس شخص کے لیے خیر نہیں جو مبتلا نہ ہو۔ جب مومن کو ایک وقعہ بخار آئے تو اس کے سب گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ پس اگر وہ اپنے فرش پر کراہتا ہے۔ تو اس کا کراہنا تسبیح اس کا چھیننا تہلیل اور اس کا پہلو بدلتا اس طرح ہے۔ جیسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں تلوار چلائے پس اگر وہ بیماری کی حالت میں اللہ کی عبادت کرے تو اسے بخش دیا جائے گا اور اس کے لیے خوشخبری ہے۔ اور ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے۔ کیونکہ اس کا اثر ایک سال تک جسم میں رہتا ہے لہذا یہ اپنے سے پہلی اور بعد کی مدت کا کفارہ ہے اور جو شخص ایک رات بیمار ہے اور وہ اسے قبول کرے اور اس کا شکر ادا کرے تو یہ اس کے ساٹھ سال کے لیے کفارہ ہوگا۔ اس کو قبول کرنے اور اس پر صبر کرنے کے صلہ میں اور بیماری مومن کے لیے تطہیر اور پاکیزگی اور رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب اور لعنت ہے۔ اور مومن بیمار رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اور ایک رات کا درد سر بڑے گناہوں کے علاوہ ہر معصیت کو گرا دیتا ہے اور آپ نے فرمایا بیمار کے لیے اس کی بیماری میں چار چیزیں ہیں۔ اس سے قلم اٹھایا جاتا ہے۔ اور خداوند عالم فرشتے کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس کے لیے ان اعمال کا ثواب لکھے جو صحت کی حالت میں وہ کیا کرتا تھا۔ اور اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں۔ جیسے پتے درخت سے اور جو شخص کسی

بیمار کی عیادت کرے تو خدا سے جس چیز کا وہ سوال کرے وہ اُسے عطا فرماتا ہے۔ اور بائیں
 طرف والے فرشتے کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ کہ میرا بندہ میری قید میں ہے۔ اس وقت تک
 میرے بندے کے خلاف کچھ نہ لکھو اور دائیں طرف کے فرشتے کو کہتا ہے کہ اس کے
 کراہتے کو نیکیاں قرار دے اور بیماری جسم کو گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کر دیتی
 ہے۔ جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کی خرابی کو صاف کرتی ہے۔ اور جیب بچہ بیمار ہو تو اُس کی
 بیماری اُس کے ماں یا پ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ روایت ہے کہ موسیٰ نے جو مناجات
 کی اس میں یہ بھی عرض کیا۔ اے پروردگار مجھے بتا کہ مریض کی عیادت میں کیا اجر و ثواب ہے
 ارشاد ہوا کہ میں اُس پر ایک فرشتہ کو موکل کرتا ہوں جو اس کی قبر میں حشر تک عیادت کرتا رہے
 گا عرض کیا جو بیمار کو غسل دے اس کو کیا ملے گا۔ فرمایا میں اُس کے گناہ دھو دوں گا۔ جیسا کہ اس
 کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ عرض کیا جو اس کی تشیع جنازہ کرے اس کے لیے کیا ہے۔ فرمایا ایسے
 اشخاص پر میں فرشتے موکل کرتا ہوں جو ان کی تشیع کریں گے۔ قبر سے لے کر حشر تک عرض کیا اس
 کے لیے کیا ہے جو مصیبت زدہ کو تعزیت کہے۔ فرمایا میں اُس دن اس کو اپنے سایہ رحمت
 میں جگہ دوں گا۔ جس دن میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ نبی اکرم نے فرمایا
 بیمار کی عیادت کرنے والا دریا رحمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیب کوئی اس کے پاس
 بیٹھ جائے تو اس نے رحمت میں غوطہ لگالیا۔ اور عیادت کرتے والے کے لیے مستحب
 ہے کہ دُعا کرے۔ پس کہے۔ اللّٰهُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ
 وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنھِنَّ وَمَا تَحْتُھِنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَشْفِئْ
 بِشِفَائِكَ وَدَاوِہٖ بِدَوَائِلِکَ وَعَافِہٖ مِنْ بَلَائِکَ وَاجْعَلْ شَکَایَتِہٖ
 کَفَّارَۃً لِّہَا الصُّحُفَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ وَلِہَا بَقِیَّۃً۔ اے اللہ ایسے سات آسمانوں
 اور سات زمینوں اور جو ان میں ہے۔ اور جو ان کے درمیان ہے۔ اور جو ان
 کے نیچے ہے انکے مالک اور عرش عظیم کے مالک اس کو اپنی شفا سے شفا دے
 اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی بلا و مصیبت سے اسے عافیت
 دے۔ اور اس کی بیماری کو اُس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کا

گیارہواں باب

توبہ اور اس کے شرائط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ نصوح کرو۔ نصوح سے مراد وہ توبہ ہے جس میں گناہ کی طرف پھر رجوع نہ ہو فرماتا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ پر ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ضروری ہے، جو بھالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ پھر نزدیکی وقت میں توبہ کرتے ہیں پس ان لوگوں کی اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔ خدا کے قول بجا لہے سے مراد موافق عقاب سے بھالت ہے۔ بعض کہتے ہیں عظمت خدا سے بھالت اور یہ کہ جب انسان گناہ کر رہا ہے تو وہ اس وقت بھی بندے کی گرفت کر سکتا ہے۔ پھر فرماتا ہے اور ان لوگوں کی توبہ توبہ نہیں جو بُرے اعمال کرتے ہیں یہاں تک جب ان میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور تہ ان لوگوں کی جو مرتے ہیں کفر کی حالت میں خداوندِ عالم نے اس توبہ کے قبول ہوتے کی نفی کی ہے جو گناہگار اور کافر موت کے علامات و نشانات کو دیکھ کر کرے۔ حالانکہ توبہ تو صرف اُس وقت قابلِ قبول ہے جب موت کا یقین نہ ہو۔ کیونکہ خداوندِ عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔ قبول توبہ کا اس قول میں کہ وہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور بُرائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اپنے مشعلق اس کا ارشاد ہے گناہ کو بخشنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، شدید عذاب والا پس فی نفسہ اور بذاتہ توبہ فعلِ قبیح کے ارتکاب اور واجب کے چھوڑنے پر لازم و واجب ہے۔ پھر اگر تو حقیق اللہ سے ہے۔ مثلاً نماز، روزہ حج زکوٰۃ کا ترک کرنا اور باقی حقوق کہ جن کا تعلق نفس (روح) و بدن، دونوں کے ساتھ ہے، یا ان میں سے ایک کے ساتھ ہے۔ تو توبہ کرنے والے پر واجب ہے کہ قدرت رکھتا ہو تو انھیں شروع کر دے

اور اگر قدرت نہیں رکھتا تو پختہ عزم و ارادہ کرے کہ جس وقت قدرت حاصل ہوئی ادا کروں گا اور گزشتہ زمانہ میں ان حقوق کے ترک پر پشیمان ہو اور ارادہ کرے کہ پھر دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ اور اگر تو یہ کا تعلق بندوں کے حقوق کے ساتھ ہے تو واجب ہے کہ اس حق کو ان کے لوٹا دے۔ اگر وہ زندہ ہوں اور ان کے مرنے کے بعد ان کے وارثوں کو دے۔ اگر عین مال موجود ہے۔ ورنہ اس کی مثل دے۔ اور اگر ان کا کوئی وارث نہیں تو ان کی طرف سے صدقہ دے اگر اس کی مقدار معلوم ہے ورنہ اتنا صدقہ دے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ وہ اس کے برابر ہے اور اس مال کے غضب کرنے پر پشیمان اور نادام ہو اور ارادہ کرے کہ پھر ایسا نہیں کروں گا اور اللہ سے استغفار کرے کہ اُس نے اُس کے اور اُس کے رسول کے حکم اور اس کے امام کے فرمان سے تجاوز کیا تھا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اس سلسلہ میں حق ہے جو کہ استغفار سے ساقط ہو سکتا ہے اور اگر تو یہ ہو کسی عزت و ناموس کے معاملہ میں یا چغلی خوری یا لوگوں پر جھوٹا بہتان باندھا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ان کے سامنے جھکا دے اور اقرار کرے کہ میں نے ان پر جھوٹ اور بہتان باندھا تھا اور ان سے اس حق سے بری الذمہ کرنے کی استدعا کرے۔ اگر وہ اپنے حق سے تنزل کر لیں۔ یا جس طرح وہ راضی ہوں۔ انہیں راضی کرے اور اگر جان بوجھ کر کسی شخص کو قتل کیا تھا یا زخم لگایا تھا یا لوگوں کو کسی قسم کی بدنی تکلیف دی تھی تو اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دے تاکہ ان کے حقوق سے وہ خارج ہو سکے۔ جس طرح کہ شرعاً حکم ہے قصاص کی صورت میں یا زخم سے یا اگر وہ چاہیں اور راضی ہوں۔ تو عمدی قتل کی دیت لے لیں، ورنہ قتل کے بدلے قتل ہو گا۔ اور اگر تو یہ کا تعلق زنا شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں سے ہو تو ان سے تو یہ یہ ہے کہ وہ اس فعل پر پشیمان ہو اور ارادہ کرے کہ پھر اس کی طرف نہیں لوٹوں گا اور انسان کا صرف استغفار اللہ ربی و اتوب الیہ (میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں) تو یہ نہیں جب کہ نہ اللہ کا حق ادا کرے نہ اس کے رسول و امام کا اور نہ لوگوں کا۔ اب اگر صرف ایسا کرے تو وہ اپنے نفس سے مذاق کرتا ہے اور جھوٹ کی وجہ سے ایک اور گناہ

کا مرتکب ہوتا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے کہ ایک شخص کسی کے قریب سے گزرا وہ
استغفر اللہ بھی کہتا تھا اور ساتھ ساتھ لوگوں کو گالیاں دیتا تو سنتے والا کہنے لگائیں ایسے استغفار
سے اللہ سے استغفار چاہتا ہوں۔ اور اُس نے انا للہ کہا بلکہ تم تو اپنے آپ سے مذاق
کر رہے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے خالص
توبہ کرو اور اعمالِ صالح کی طرف جلدی کرو قبل اس کے کہ مشغول ہو جاؤ اور اپنے اور اپنے
رَب کے درمیان اصلاح کرو۔ تم نیک بخت ہو جاؤ گے اور زیادہ صدقہ دیا کرو تمہیں
رزق دیا جائے گا اور نیکی کا حکم دو محفوظ ہو جاؤ گے اور بُرائی سے منع کرو تو تمہاری مدد
و نصرت کی جائے گی۔ اے لوگو! تم میں سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرتا
ہے اور تم میں سے زیادہ ہوشیار وہ ہے جو موت کے لیے بہترین تیاری کرتا ہے اور
عقل کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ غرور و دھوکا کے گھر سے دُوری اور ہمیشگی کے
گھر کی طرف رجوع کیا جائے اور قبروں میں رہنے کے لیے زاہدِ راہ تیار کیا جائے
اور حشر و نشر کے دن کے لیے تیاری کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
دُعائیں فرمایا کرتے تھے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ كُلَّ ذَنْبٍ عَلَيَّ اَنْتَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ روایت ہے کہ ابلیس نے کہا تھا تیری عزت
و جلال کی قسم میں لگاتا رہا میں آدم کو گمراہ کرتا اور گناہ کی طرف بلاتا رہوں گا۔
جب تک روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے۔ تو خداوندِ عالم نے فرمایا مجھے اپنے
عزت و جلال کی قسم میں اس کو توبہ سے منع نہیں کروں گا جب تک اس کی روح
بدا نہیں ہوتی اور خداوندِ عالم اُس وقت تک بندہ کی روح کو قبض نہیں کرے گا
جب تک یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ اگر یہ باقی بھی رہا تو توبہ نہیں کرے گا۔ جیسا کہ
خداوندِ عالم اہل جہنم کے اس قول کے جواب کے متعلق خبر دیتا ہے کہ اے ہمارے
رَب ہمیں واپس پلٹا دے ہم اچھے کام کریں گے۔ پس فرماتا ہے اور اگر انہیں
واپس کیا جائے تو یہ پلٹ جائیں گے اس کی طرف جس سے انہیں روکا گیا تھا اور
یہ شک یہ جھوٹے ہیں اور رسول اللہ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے اور کہتے

تھے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ اور اس طرح آپ کے اہل بیت علیہم السلام اور آپ کے
 نیک صحابی بھی کرتے تھے۔ بسبب خدا کے اس ارشاد کے اور اللہ سے استغفار کرو۔
 پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں گناہ کرتا ہوں۔
 فرمایا استغفار کرو، وہ کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں، پھر گناہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں۔
 آپؐ نے فرمایا جب گناہ کرو تو توبہ کرو۔ وہ کہنے لگا پھر تو میرے گناہ زیادہ ہو جائیں
 گے تو آپؐ نے فرمایا خدا کی عفو و بخشش کہیں زیادہ ہے۔ تم ہمیشہ توبہ کرتے رہو یہاں
 تک کہ شیطان دفع ہو جائے گا، اور فرمایا خدا بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور
 خدا کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اپنے
 آپؐ کو پاک کرنے والوں کو بھی دوست رکھتا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا جو بندہ
 گناہ کرتا ہے۔ پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور استغفار
 کرتا ہے تو خدا اُسے بخش دیتا ہے اور خدا پر حق ہے کہ وہ اس کے استغفار کو قبول کرے
 کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ جو شخص بُرا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے
 استغفار کرے تو خدا کو غفور و رحیم پائے گا اور آپؐ نے فرمایا بندہ گناہ کرتا ہے اور
 اسی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا یہ کیسے ہوتا ہے۔ اے
 اللہ کے رسولؐ فرمایا اس لیے کہ اس کا نصیب العین یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس سے استغفار
 کرتا اور اس پر پشیمان ہوتا رہتا ہے پس خدا اس وجہ سے اُسے جنت میں داخل کر دیتا
 ہے اور میں کسی نیکی کو اتنا بہتر نہیں سمجھتا۔ جتنا وہ نیکی جو ایک قدیم گناہ کے بعد ایجاد
 ہو بے شک نیکیاں بُرائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے
 والوں کے لیے اور فرمایا جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ
 ہو جاتا ہے اب اگر وہ توبہ کر لے اور اُسے پھوڑ دے، اور استغفار کر لے تو اس
 کا دل اُس سے صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور نہ استغفار کر لے
 تو گناہ پر گناہ اور سیاہی پر سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ دل کو گھیر
 لیتی ہے تو وہ دل گناہوں کے پردے کی زیادتی کی وجہ سے مَر جاتا ہے اور

اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خدا کا یہ ارشاد بلکہ اُن کے دلوں پر زنگ آجاتا ہے بسبب ان کے کسب شدہ افعال کے یعنی پر وہ آجاتا ہے۔ اور عقل مند گمان کرتا ہے کہ اس کا نفس مَرچکا ہے اور وہ اللہ سے رجوع کا سوال کرتا ہے تاکہ یہ توبہ کر لے اور گناہ کو چھوڑ دے اور نیک و صالح بن جائے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے پس وہ جدوجہد کرتا ہے اور خدا کے اس ارشاد کی تفسیر میں آیا ہے (اور ہم انھیں پست عذاب چکھاتے ہیں بڑے عذاب کے علاوہ تاکہ وہ پلٹ آئیں) کہ اس ادنیٰ عذاب سے مراد وہ مصائب ہیں جن کا تعلق اہل و عیال اور اولاد و نفس سے ہے اور عذاب اکبر سے مراد عذاب جہنم ہے اور شاید وہ لوٹ آئیں سے مراد گناہ سے لوٹنا ہے۔ اور یہ بات دُنیا کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ اور خداوندِ عالم نے داؤد کی طرف وحی کی اس سے ڈرو کہ میں اچانک تمھاری گرفت کروں۔ پس تم میری ملاقات کرو۔ بغیر حجت کے۔ اس سے مراد توبہ ہے اور روایت ہے کہ وہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے رب سے حاصل کئے تھے کہ جن کی وجہ سے اُن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ اللہ کا یہ ارشاد تھا۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ میں رہتے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور ایک روایت ہے کہ آدمؑ اور ان کی بیویؑ نے جنت کے دروازے پر دیکھا تھا کہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مخلوق میں سے میرے چُتے ہوئے ہیں۔ پس دونوں نے ان کا واسطہ دے کر سوال کیا تو ان کی توبہ اللہ نے قبول کی اور توبہ کے چار خصال (ارکان) ہیں دل سے پشیمانی اور دوبارہ نہ کرتے کا عزم اور حقوق سے بری الذمہ ہونا اور اعضا و جوارح سے اس گناہ کو بجانہ لانا۔ اور توبہ نصوح یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد اس فعل کی طرف رجوع نہ کرے جس سے توبہ کی ہے اور گناہ سے توبہ کرتے والا ایسا ہے۔ جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا اور جو گناہ پر اصرار کرتا ہے استغفار کے باوجود وہ اپنے آپ سے مذاق کرتا ہے اور شیطان بھی اس کا تمسخر اُڑاتا ہے۔ اور انسان جب کہے کہ اے میرے رب میں تجھ سے استغفار اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ گناہ کی طرف لوٹ جائے، پھر کہے پھر لوٹ جائے

تو چوتھی دفعہ وہ جھوٹوں کی فہرست میں لکھا جائے گا اور بعض نے کہا ہے تو خود اپنا وصی بن اور لوگوں کو اپنا وصی نہ بنا اور کس طرح تو لوگوں کو اپنی وصیت کے ضائع کرتے پر ملامت کرتا ہے حالانکہ تو نے تو اپنی زندگی میں اسے ضائع کر دیا ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے ایک شخص کو استغفر اللہ کہتے ہوئے سنا تو فرمایا تیری مال تیرے ماتم میں روئے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ استغفار کی کیا تعریف اور حد ہے۔ استغفار علیتیں کا درجہ ہے اور یہ چھ معانی پر واقع ہوتا ہے۔ پہلا معنی پشیمان ہونا اس پر جو گنہ چکا ہے۔ دوسرا معنی یہ عزم و ارادہ کرنا کہ پھر کبھی بھی اس کام کی طرف نہیں لوٹوں گا اور تیسرا یہ کہ جو حقوق مخلوق کے ہیں وہ انھیں ادا کرے یہاں تک کہ بارگاہ ایزدی میں صاف پاک ہو کر جائے اور چوتھا یہ کہ تو قصد کرے ہر اس فریضہ کا جسے ضائع کیا ہے پس اس کے حق کو ادا کرے اور پانچواں یہ کہ وہ گوشت جو حرام اور گناہوں کے زمانہ میں اُگا ہے اسے لکھلا دینے کا ارادہ کرے اور چھٹا یہ کہ تم جسم کو اطاعت کا در دو تکلیف چکھاؤ۔ جس طرح اسے نافرمانی کی مٹھاس چکھا جی ہے پھر کہہ استغفر اللہ۔



بارہواں باب

موت اور اس کے مواعظ کا تذکرہ

حسن بن ابوالحسن بن محمد دہلی اس کتاب کا مصنف خدا اُسے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے کہتا ہے جو شخص موت کو اپنا نصب العین بنائے تو وہ دنیا میں زاہد ہو جاتا ہے اور مصائب اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ اچھے افعال میں رغبت کرتے لگتا ہے اور یہ بات اُسے تو یہ پراگھارتی ہے اور اس سے الہڑپن سے روک دیتی ہے اور دنیا میں اُمید کے پھیلانے سے قطع کر لیتی ہے اور وہ کم گناہ کی طرف لوٹتا ہے۔ تھوڑی سی دنیا پر اس کا دل خوش رہتا ہے اور خدا نے کسی پر اس سے بڑا انعام نہیں کیا کہ وہ آخرت کے گھر کی یاد کو اپنا نصب العین بن لے۔ اسی لیے خداوندِ عالم نے جناب ابراہیمؑ اور ان کی ذریت پر یہ احسان بتلایا ہے کہ انھیں آخرت کی یاد کے لیے خالص کر لیا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے توڑنے والی (موت) کو زیادہ یاد کیا کرو۔ کیونکہ اگر تم تنگی میں ہوئے تو ذکرِ موت اس کو وسعت دے گا۔ پس تم اس پر راضی ہو گے اور ثابت قدم ہو جاؤ گے اور اگر تم تو نگرہی میں ہوئے تو وہ اس کو تمھارا مستغرض بنا دے گی۔ اور تم سخاوت کرنے لگو گے پس تم کو اجر ملے گا۔ کیونکہ موتیں امیدوں کو کاٹ دیتی ہیں اور اجلوں کو قریب لاتی ہیں۔ اور انسان اپنی روح کے نکلنے کے وقت اور قبر میں داخل ہوتے ہی جو کچھ آگے بچھ چکا ہے۔ اس کی جزا اور جو کچھ پیچھے چھوڑے جا رہا ہے۔ اس کا کم بے پرواہ کرنا دیکھ لیتا ہے۔ اور شاید باطل سے اُس نے جمع کیا ہو اور حق سے منع کیا ہو۔ اور امیر المومنین فرماتے ہیں جسے یہ معلوم ہو جائے کہ موت اس کا مصدر اور قبر اس کا مورد ہے۔ اور اللہ کے سامنے اس کی پیشی ہے۔ اور اس کے اعطاء و جوارح اس کے گواہ ہوں گے تو اُس کی حسرت طویل اور اس کے آئسو زیادہ نکلیں گے اور ہمیشہ متفکر رہے گا۔ اور فرمایا جو جانتا ہے۔ کہ وہ اجاب سے متا سب ہے۔ کہ وہ اُمید

کو توڑ لے اور اچھا عمل کر لے۔ پس یاد کرو۔ خُدا تم پر رحم کرے خُدا کے اس قول کو کہ موت
 کی مستی حق کے ساتھ آگئی یہ وہ چیز ہے۔ کہ جس سے تو دُور ہٹتا تھا۔ پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ
 ہٹا دیا۔ پس تیری نظر آج کے دن تیز ہے۔ یعنی وہ دیکھ رہی ہے موت کو تجھے اس میں کوئی
 شک و ریب باقی نہیں رہا۔ بعد اس کے کہ تو اسے بھولا ہوا تھا۔ اور اس کی پرواہ نہیں کرتا
 تھا۔ اور آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم میں سے زیادہ عقل مند کون ہے! کہنے لگے نہیں
 اے اللہ کے رسول فرمایا جو موت کو تم میں سے زیادہ یاد کرے اور اس کے لیے بہترین تیاری
 کرے، کہنے لگے اور اس کی علامت کیا ہے اے اللہ کے رسول فرمایا غرور و دھوکا کے
 گھر سے دوری اور دائمی گھر کی طرف رجوع کرنا اور قبروں میں رہنے کے لیے زادِ راہ تیار
 کرنا اور حشر و نشر کے دن کی تیاری کرنا۔



تیرھواں باب

عمل میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا

اس کتاب کا مصنف کہتا ہے خدا اُس پر رحم کرے۔ اے انسان اپنے خواب غفلت سے بیدار ہو جا اور اپنی مستی سے افاقہ حاصل کر اور عمل کر جب کہ تجھے چھوٹا ہے۔ اہل کے آجانے سے پہلے اور اُس مال سے سخاوت کر جو تیرے ہاتھوں میں ہے اس کے لیے تیرے سامنے ہے۔ کیونکہ تیرے سامنے ایک سخت گھاٹی ہے کہ جسے کم بوجھ والوں کے علاوہ کوئی طے نہیں کر سکے گا۔ پس احسن طریقہ پر تیاری کر۔ اس گھر سے جس میں ننگا داخل ہوا تھا اور جس سے عریاں ہی خارج ہو گا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ البتہ میرے پاس تنہا آؤ گے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ خلق کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اُسے پیچھے چھوڑ کر جاؤ گے، اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی نہیں دیکھیں گے جنہیں تم گمان کرتے تھے۔ اور نبی اکرمؐ نے فرمایا صحت میں بیماری سے پہلے اور جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور فراغت کے وقت شغل سے پہلے اور زندگی میں موت سے پہلے عمل کرو اور جبریلؑ میرے پاس اُترا ہے اور اُس نے کہا ہے اے محمدؐ خدا تمہیں درود و سلام کے بعد کہتا ہے جس گھڑی میں تم مجھے یاد کرو۔ وہ میرے پاس تمہارے لیے ذخیرہ ہے اور ہر وہ گھڑی جس میں تم مجھے یاد نہ کرو، وہ تیری ضائع ہو گئی ہے اور خداوندِ عالم نے داؤد سے وصیت کی، اے داؤد جس گھڑی تم مجھے یاد نہ کرو، میں اُس گھڑی کو معدوم کر دیتا ہوں اور امیر المؤمنینؑ کا ارشاد ہے وہ شخص جو اپنی عمر کی کسی گھڑی کو ضائع کر دے اس چیز کے علاوہ کسی بات میں کہ جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے تو وہ اس لائق ہے کہ اس پر قیامت کے دن اُسے طویل حسرت و مذامت ہو۔ روایت ہے کہ ایک جوان اپنے باپ سے کافی زیادہ مال کا وارث بنا تو اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے لگا۔ پس اس بات کی شکایت اس کی ماں نے اس کے باپ کے ایک دوست سے

کی ماور کہنے لگی میں اس پر فقر و فاقہ سے ڈرتی ہوں۔ اس دوست نے اسے حکم دیا کہ اس مال میں سے کچھ اپنی ذات کے لیے بھی رہنے دے، تو وہ وہاں کہنے لگا آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے متعلق جو کسی شہر کی سرائے میں ساکن ہو، اور چاہتا ہو کہ وہ شہر میں داخل ہو۔ اور وہ اپنے غلام۔ مال و متاع کے ساتھ شہر والے گھر میں بھیجے تو یہ بات اس کے لیے بہتر ہے۔ یا خود تنہا چلا جائے اور اپنا مال و متاع پیچھے چھوڑ جائے جب کہ اُسے معلوم نہیں کہ پیچھے سے کوئی اس کو اس کی طرف بھیجے گا۔ پس وہ دوست سمجھ گیا کہ وہ اپنی مثال میں سچا ہے تو اس نے اُسے حکم دیا کہ تم صدقات میں اُسے خرچ کرو۔ لہذا اُسے بھائی تجھ پر لازم ہے کہ ہمیشہ صدقے دیا کرو۔ کیونکہ اس سے ان کا دوام دُنيا اور آخرت کی نیک نیتیوں کی دلیل ہے اور تھوڑے صدقے کو حقیر نہ سمجھو، کیونکہ تھوڑا تھوڑا مل کر زیادہ ہو جاتا ہے اور دلی رغبت کے ساتھ واجب زکوٰۃ کے نکالنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ صدقہ مومن کے ہاتھ سے نہیں نکلتا۔ جب تک شر شیطان نہیں چھوڑے جاتے۔ جن میں سے ہر ایک فرزندِ آدم پر دانت کاٹتا ہے اور اُسے زکوٰۃ نکالنے سے روکتا ہے اور اُسے بھائی جو چیز تم صدقہ میں دو اُسے زیادہ نہ سمجھو اور خدا کی اطاعت کو جب مومن بڑا سمجھے تو وہ اللہ کے نزدیک چھوٹی ہو جاتی ہے اور جب مومن کے نزدیک چھوٹی ہو تو اللہ کے نزدیک بڑی ہو جاتی ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ مجھے وہ گناہ بتاؤ کہ جب فرزندِ آدم اس کا مرتکب ہو جائے تو تم اس پر غالب آجاتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ جب وہ اپنے اوپر اترائے اور اپنے عمل اور صدقہ کو بڑا سمجھے اور اپنے گناہوں کو بھول جائے تو میں اس پر چھا جاتا ہوں۔ اور بچو اور پھر بچو سائل کو جھڑکنے سے یا اُسے ناامید پلٹانے سے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ وہ سوال میں لپچڑ بنے۔ بلکہ اُسے خوب صورتی سے واپس کرو۔ جب تیرے پاس اُس کو دینے کے لیے کچھ نہ ہو۔ یہ چیز تجھ پر نعمتِ خدا کو زیادہ باقی رہنے دے گی کیونکہ بعض اوقات سوال کرنے والا فرشتہ ہوتا ہے کہ جسے خدا نے تیری طرف آدمی کی شکل میں بھیجا ہوتا ہے تاکہ اس سے تیرا امتحان کرے۔ اور وہ دیکھے کہ جو رزق اس نے تجھے دیا ہے اس کے ساتھ تو کیا کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب خدا نے حضرت موسیٰ سے

مناجات کی، تو فرمایا اے موسیٰ سائل کو عطا کر و چلے تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو۔ ورنہ اُسے خوب صورتی سے لوٹا دیا۔ کیونکہ کبھی تمہارے پاس وہ آتا ہے۔ جو نہ انسان ہے اور نہ جن، بلکہ خدائے رحمان کے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ تم سے آکر سوال کرتا ہے اس سے جو تم پر حق ہے اور وہ تمہارا امتحان کرتا ہے اس پر جو اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے اور روایت ہے کہ ایک عالم اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک مسکین آیا اور اس نے کچھ لینے کے لیے سوال کیا تو وہ عالم ان سے کہنے لگے تمہیں معلوم ہے کہ یہ سائل کیا کہتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مجھے کچھ دو۔ جو میں تمہارے لیے آخرت کے گھر کی طرف اٹھا کے لے جاؤں جو تمہارا ذخیرہ ہو کہ کل عرصہ محشر میں تم اس کے پاس جاؤ۔ پس اے بھائی تیرے لیے ضروری ہے کہ تم ان فقراء کے ہاتھ زیادہ سے زیادہ اپنا مال دار بقا کے لیے بھیجو تاکہ تمہارا ثواب و بدلہ دار نعیم باقی و دائم میں جنت ہو۔ خلیل بن احمد نے اپنے ایک تو نگر ساتھی سے کہا تم مال جمع کرتے ہو ایسے اشخاص کے لیے جو سب کے سب تمہارے دشمن ہیں یا تو تمہارے بعد والے اپنی بیوی کے شوہر کے لیے یا اپنی بیٹی کے شوہر کے لیے اور یا اپنے بیٹے کی بیوی کے لیے اور یہ سب تیری موت کی تمنا کرتے اور تیری زندگی کو طویل سمجھتے ہیں پس اگر تم عقل مند اور اپنے نفس کے لیے مخلص ہو تو اپنا مال اپنی آخرت کے راہ کے طور پر اپنے ساتھ اٹھا لو اور ان میں سے کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہ دو ایک مرد صالح نے کسی عالم سے کہا کہ مجھے وصیت و نصیحت کرو۔ وہ کہنے لگے۔ میں تمہیں ایک ہی چیز کی وصیت کرتا ہوں۔ جان لو کہ رات دن تجھ میں اپنا عمل کر رہے ہیں۔ پس تم بھی ان میں عمل کرو اور اس بات میں حیب عقل مند غور کرے تو اسے معلوم ہو گا کہ یہ بہت بلیغ موقعہ ہے۔ ایک عالم سے کہا گیا کہ مومن کے دل میں تمام چیزوں میں تعریف سے زیادہ لائق اور زیادہ میٹھی کون سی چیز ہے وہ کہنے لگا ایک ہی چیز اور وہ عمل صالح کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہا گیا۔ اتہائی خوشی کس چیز میں ہے کہنے لگا موت کے وقت خوف سے ماموں ہوتا۔ پھر اُس نے دو اشعار پڑھے۔ جب تیری مال نے تجھے جاتا تھا تو تُو روتا تھا اور لوگ تیرے گرد خوشی سے ہنستے تھے۔ پس اپنے لیے ایسی کوشش کر کہ جب لوگ تیری موت کے وقت روئیں تو تو خوشی سے ہنسنے ایک شخص نے حضرت صادقؑ

سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا اپنا سامان تیار کرو اور طویل سفر کے لیے
 زادِ راہ زیادہ تیار کر و اور اپنی ذات کا خود وصی بن جا اور کسی غیر کو امین نہ بنا کہ وہ تیری قبر
 کی طرف تیری نیکیاں بھیجے گا کیونکہ تیری اولاد میں سے کوئی بھی نہیں بھیجے گا اور حق کتنا واضح
 ہے۔ دو آنکھوں والے شخص کے لیے دو دنوں میں سے ایک میں کوچ کرتا ہے نیک
 اعمال کا زادِ راہ اکٹھا کر و اور خالص مال سے صدقہ دو کیونکہ کوچ قریب ہے عقل مند
 کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے اول اوقات کی حفاظت کرے اور نیک کاموں کی طرف
 جلدی کرے۔ پس نیکی اور صدقات زیادہ دے کیونکہ عمر کے چند لمحے ہیں اور کہا جاتا ہے
 کہ فلاں شخص مر گیا جب وہ قبر میں ہوتا کہ چیزیں اور حسرتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو
 کہتا ہے مجھے دنیا کی طرف پلٹا دو تاکہ میں اپنے مال سے صدقہ دوں۔ پس اس سے کہا جاتا ہے
 یہ بات اب دور کی ہے پس اے صاحبِ عقل جو وقت باقی رہ گیا ہے اُسے غنیمت سمجھ۔ کیونکہ
 تیری بقیہ زندگی کے لیے بھی بقا نہیں ہے پس اس کا تدارک کر لے جو تجھ سے چھوٹ چکا
 ہے اور کوشش کر کہ تیری نظر آخرت پر ہو۔ وہ تیرے لیے دنیا پر نظر رکھنے سے زیادہ مفید
 ہے کیونکہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت نے ہی باقی رہتا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو
 آگے کے لیے تیار رہے اور موت سے پہلے نیک اعمال آگے بھیجے کہ جس پر اُس نے جانا
 ہے کہ جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد میں کہتا ہوں کہ مال جمع کرنا اور اس کا اپنی ذات
 پر بخل کرنا اور رخصائے خدا میں اُسے خرچ نہ کرنا ایسا ہے جیسے خدا فرماتا ہے اور اُن لوگوں
 کے متعلق کہ جو بخل کرتے ہیں اس میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انھیں دیا ہے یہ گمان نہ
 کر کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے لیے بدتر ہے۔ عنقریب قیامت کے دن
 طوق بنا کر اُن کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ مال جس میں وہ بخل کرتے تھے روایت میں
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ خداوندِ عالم تمھارے مال پر بڑا زہریلا سانپ بنا
 کے تمھارے گلے میں بطور طوق ڈال دے گا۔ پس وہ سانپ کہے گا۔ میں تیرا وہ مال ہوں
 جس کو صدقہ کرنے سے ٹوٹنے روک رکھا تھا۔ پھر وہ اپنے ڈاڑھوں سے اُسے کاٹے
 گا پس وہ اس سے بہت زیادہ پیچھے گا۔ لہذا تم پر لازم ہے۔ اے جنت اس کی نعمتوں

کے طلب گار کہ تو محبت دُنیا اور اس کی زینت کو ترک کر دے کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنی کتابِ عزیز میں اس کی مذمت کی ہے اور فرمایا جو لوگ زندگی دُنیا اور اس کی زینت کو چاہتے ہیں تو ہم ان کے اعمال کو اسی میں پورا کر دیں گے اور اس میں ان کے لیے کوئی کمی اور نقص نہیں ہوگا یعنی مال و عزت و منزلت میں نقص نہیں ہوگا۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں جہنم کی آگ کے علاوہ کچھ نہیں اور ضبط ہو جائے گا۔ وہ اُس میں کرتے رہے ہیں۔ یعنی اُن کے دنیا کے اعمال باطل ہو جائیں گے۔ فرمایا جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُس کی کھیتی بڑھا دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے۔ تو اس میں سے ہم اُسے دیں گے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ حُرثِ آخرت سے مراد آخرت کے لیے عمل کرنا کہ اس سے انسان جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ حُرث سے مراد زمین کی زراعت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل جنت امورِ دنیا میں سے کسی چیز پر پشیمان نہیں ہوں گے سوائے اس گھڑی کے کہ جو دنیا میں ذکرِ خدا کے بغیر ان سے گزری ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کوئی دن نہیں گزرتا۔ مگر یہ کہ خداوندِ عالم ندا کرتا ہے۔ اے میرے بندے تونے مجھ سے انصاف نہیں کیا۔ میں تجھے یاد رکھتا ہوں اور تو مجھے بھولے ہوئے ہے اور میں تجھے اپنی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور تو میرے غیر کی طرف جاتا ہے اور میں تجھے اپنے خزانہ سے دیتا ہوں اور تجھے حکم دیتا ہوں کہ میرے سامنے صدقہ دے۔ پس تو میری اطاعت نہیں کرتا اور میں تجھ پر رزق کے دروازے کھول دیتا ہوں اور اپنے دئے ہوئے مال میں سے تجھ سے قرض چاہتا ہوں اور تو تشریف سے پیش آتا ہے اور میں تجھ سے مصیبت کو ٹالتا ہوں اور تو بُرے کاموں پر ڈھٹا ہوا ہے۔ اے قرینِ آدم کل تیرے پاس کیا جواب ہوگا جب تو مجھے جواب دے گا ایک عالم کا قول ہے اے بھائی مرنے کی موت پر نہیں روتے کیونکہ تو جتنی ہے اور اس سے کوئی چارہ کار نہیں۔ بلکہ وہ اعمالِ صالح کے فوت ہو جانے کی حسرت پر روتے ہیں۔ اب کہاں سے اعمالِ صالح کا زور راہ لے آئیں کہ جس سے وہ بلند درجوں کے مستحق ہوں اور چونکہ وہ کوچ کر چکے ہیں ایسے گھر سے کہ جس سے اُنہوں نے زور راہ تیار نہیں کیا اور اتر چکے ہیں۔ ایسے گھر

میں جسے آباد نہیں کیا تو اس وقت وہ کہیں گے ہائے حسرت اس بات پر کہ ہم نے خدا کے معاملہ میں کوتاہی کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہزرت ملک الموت پکارتا ہے کہ اے مرنے والے آج کے دن تم کس پر رشک کرتے ہو جب کہ تم مطلع کی ہولناکی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو تو مردے جواب دیتے ہیں کہ ہم مومنین کی مسجدوں پر رشک کرتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور ہم نہیں پڑھ سکتے۔ اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ ماہِ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھتے اور جو کچھ ان کے اہل و عیال سے پنج جاتا ہے وہ اس کا صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دیتے اور وہ اللہ کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے پس ہائے حسرت و افسوس اس چیز پر جو دارِ دنیا میں ہم سے قوت ہوئی ہے۔ اور لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا اگر تو حجت کو چاہتا ہے، تو تیرا رب اللہ کو چاہتا ہے۔ پس تو اس چیز کو دوست رکھ جسے وہ پسند کرتا ہے تاکہ وہ تجھے وہ چیز دے جس سے تجھے محبت ہے۔ اور اگر تو جہنم کو ناپسند کرتا ہے۔ تو تیرا رب گناہ کو ناپسند کرتا ہے پس اس کو ناپسند کر جسے وہ ناپسند کرتا ہے تاکہ وہ تجھے نجات دے اُس سے جسے تو ناپسند کرتا ہے اور جان لو کہ موت کے بعد وہ چیزیں ہیں جو زیادہ عظیم اور زیادہ مصیبت کی ہیں۔ خداوندِ عالم اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرماتا ہے اور صور پھونکا گیا پس آسمان وزمین میں جو کوئی ہے وہ مر جائے گا۔ مگر جسے خدا چاہے پھر اُس میں دوبارہ پھونکا جائے گا اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے قابلِ وثوق راویوں نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ صور ایک بہت بڑا سینک ہے جس کا ایک سرا اور طریقین ہیں اور اس کی پچلی طرف جو زمین کی طرف ہے اور اوپر والی طرف جو آسمان کی طرف ہے کے درمیان کا فاصلہ ساتویں زمین کی سرحد سے لے کر ساتویں آسمان کے اوپر والے حصہ جتنا ہے اور اس میں مخلوق کے روحوں جتنے سوراخ ہیں اس کے منہ کی وسعت آسمان سے لے کر زمین تک ہے اور اس میں تین دفعہ پھونکا جائے گا کہ جس سے لوگ گھبرا جائیں گے دوسری دفعہ کے پھونکنے سے مر جائیں گے اور تیسری دفعہ پھونکنے سے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ جب دُنیا کے دن ختم ہوں گے تو خداوندِ عالم اسرافیلؑ سے کہے گا کہ صور میں گھیرا دینے والا نفخ کرے۔

پس جب ملائکہ اسرائیلؑ کو اس حالت میں اترتے دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ صور ہوگا تو وہ کہیں
 کے خداوند عالم نے اہل آسمان و زمین کی موت کا حکم دے دیا ہے۔ پس اسرائیلؑ بیت المقدس
 کے پاس اترے گا اور کعبہ کی طرف منہ کر لے گا۔ پس صور میں گھبرا دینے والی پھونکے گا
 ارشاد قدرت ہے اور صور پھونکا گیا تو آسمان و زمین میں جو کوئی تھا وہ گھبرا اٹھا مگر جسے
 خدا نے چاہا اور سب اس کے پاس ذلیل ہو کر آئیں گے۔ خدا کے اس قول تک جو کوئی نیکی
 لے کر آئے گا تو اس کو اس سے بہتر ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے مامون ہوں گے
 اور زمین کا پینے لگے گی اور ہر دودھ پلانے والی اپنے بچہ سے غافل ہو جائے گی اور ہر
 حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور لوگ جھومتے لگیں گے اور بعض بعض پر گر رہے ہوں گے گویا
 وہ نشہ میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن وہ عظیم ترین گھبراہٹ میں ہوں گے
 اور جوانوں کی ڈاڑھیاں گھبراہٹ سے سفید ہو جائیں گی اور شیاطین بھاگ کر اطراف زمین
 کی طرف اڑ جائیں گے اور اگر خدا نے مخلوق کے ارواح کو ان میں نہ روک رکھا ہوتا تو صور
 پھونکنے کی آواز کے مول سے ارواح جسم سے الگ ہو جاتے۔ پس وہ اسی حالت
 میں رہیں گے۔ جب تک چاہے گا پھر خدا اسرائیلؑ کو حکم دے گا کہ اب موت کا صور پھونکے
 پس آواز اس طرف سے نکلے گی جو زمین کی طرف ہے تو زمین میں کوئی انسان جن اور شیطان
 وغیرہ کہ جن میں روح ہے باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ کہ وہ چیخ مار کر مرجائے گا پھر اس طرف
 سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف ہے تو جو فی روح آسمان میں ہوگا وہ مرجائے گا ارشاد ہوتا
 ہے مگر جسے خدا چاہے اور وہ جبرئیل میکائیلؑ اسرائیلؑ اور عزرائیلؑ ہیں تو وہ ہیں جنہیں خدا چاہے
 گا۔ پس خداوند عالم کہے گا اے ملک الموت میری مخلوق میں سے کون باقی رہ گیا ہے تو
 اسرائیلؑ عرض کرے گا۔ اے پروردگار تو ہی وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ جبرئیلؑ
 میکائیلؑ اسرائیلؑ اور میں باقی رہ گیا ہوں۔ پس خدا عزرائیلؑ کو حکم دے گا کہ ان کی روح بھی
 قبض کر لے پس ان کی روح ملک الموت قبض کر لے گا۔ پھر ارشاد قدرت ہوگا اے
 ملک الموت کون باقی رہ گیا ہے۔ ملک الموت عرض کرے گا تیرا ضعیف و مسکین بندہ ملک
 الموت باقی رہ گیا ہے۔ پس خداوند عالم اس سے کہے گا اے ملک الموت میرے حکم سے

مر جا پس ملک الموت مر جائے گا اور جب اس کی روح نکلے گی تو اتنی بڑی چیخ مارے گا کہ جسے اگر اولاد آدم اپنی موت سے پہلے سنتی تو سب ہلاک ہو جاتی اور ملک الموت کہے گا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اولاد آدم کی ارواح کے نکلنے میں یہ کڑواہٹ شدت اور سختی ہے تو میں مومنین کی روحوں کو قبض کرنے میں شفقت کرتا۔ جب اللہ کی مخلوق میں سے آسمان و زمین میں کوئی باقی نہیں رہے گا، تو خدائے جبار جل جلالہ کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے دنیا کہاں ہیں بادشاہ اور بادشاہوں کے بیٹے۔ کہاں ہیں جبارہ اور ان کے بیٹے؟ کہاں ہیں وہ جو پوری دنیا کے مالک ہوئے؟ کہاں ہیں وہ جو میرا رزق کھانے کے باوجود اپنے اموال میں سے میرا حق نہیں نکالتے تھے۔ پھر فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے۔ کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔ پھر وہ خود ہی جواب دے گا اور فرمائے گا۔ خدائے واحد قہار کی بادشاہی ہے پھر خداوند عالم آسمان کو حکم دے گا۔ وہ اپنے افلاک اور نجوم کے ساتھ گھومنے لگے گا۔ جیسے چکی گھومتی ہے اور پہاڑوں کو حکم دے گا پس وہ بادلوں کی طرح چلیں گے۔ پھر زمین دوسری زمین کے ساتھ بدل جائے گی کہ جس پر گناہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ اس پر ظاہر بظاہر کسی کا خون بہا یا گیا ہے نہ اس پر پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات جس طرح اُسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اسی طرح آسمان بدل دیئے جائیں گے جس طرح کہ وہ خود کہتا ہے کہ جس دن زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے اور لوگ خدائے واحد قہار کی بارگاہ کی طرف نکلیں گے اور اپنے عرش کو پانی کی طرف پلٹا دے گا جس طرح کہ آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے مستقل تھا اس کی عظمت و قدرت سے۔ پھر خدا آسمان کو حکم دے گا کہ وہ زمین پر چالیس دن تک بارش برسائے۔ یہاں تک کہ ہر چیز کے اوپر بارہ ہاتھ پانی آجائے گا۔ پس مخلوق کے جسم اُگیں گے جیسے بستی اُگتی ہے۔ پھر ان کے بعض اجزاء دوسرے اجزاء کے قریب ہو جائیں گے۔ عزیز حمید خدا کی قدرت سے جو کہ مٹی ہو چکے تھے یہاں تک کہ اگر ایک ہی قبر میں ہزار مردہ دفن ہو اے اور ان کے گوشت جسم اور بوسیدہ ہڈیاں مٹی ہو کر بعض دوسرے بعض سے مل چکی ہیں تو بھی ایک میت کی مٹی دوسری میت کی مٹی سے نہیں ملے گی۔ کیونکہ اس قبر میں شقی اور سعید تھے۔ ایک جسم جنت کی نعمتوں سے منعم تھا اور ایک جسم جہنم کی آگ سے معذب تھا۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں پھر ارشاد قدرت ہو گا کہ جبرئیلؑ

میکائیلؑ، اسرافیلؑ عزرائیلؑ اور جابلیں عرش زندہ ہو جائیں پس وہ حکم خدا سے زندہ ہو جائیں گے پھر خدا اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ وہ صور کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کی ارواح کو حکم ہو گا کہ وہ صور میں داخل ہو جائیں پھر خداوند عالم اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ وہ زندہ ہونے کے لیے صور پھونکے اور ان دو دفعہ صور پھونکنے کا درمیانی وقفہ چالیس سال ہو گا۔ فرمایا پھر روحیں صور کے سوراخوں سے نکلیں گی۔ پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی طرح اور وہ آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو پر کر دیں گے۔ پس زمین پر رُوح جسموں میں داخل ہوں گی۔ درآں خالیکہ وہ قبروں میں سوئے ہوئے مردوں کی طرح ہوں گے۔ پس رُوح اپنے ہی جسم میں داخل ہوگی پھر وہ اُن کے نتھنوں میں داخل ہوں گی۔ تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے پس زمین اُن سے پھٹ جائے گی جس طرح فرماتا ہے جس دن وہ قبروں سے جلدی نکلیں گے۔ گویا وہ اپنے حصّوں کی طرف جارہے ہیں اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ ذلت سے اُنھیں گھیر رکھا ہو گا یہ وہ دن ہے جن کا اُن سے وعدہ کیا تھا فرمایا پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا۔ پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر وہ عرصہ محشر کی طرف بلائے جائیں گے پس خداوند عالم سورج کو حکم دے گا کہ وہ چوتھے آسمان سے نچلے آسمان کی طرف اتر آئے۔ اس کی گرمی لوگوں کے سروں کے قریب ہو جائے گی۔ پس انھیں اس کی گرمی سے ایک مصیبت عظیم لاحق ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کی گرمی اور مصیبت کی شدت سے اُنھیں پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ اپنے پسینوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ پھر وہ سر سے پاؤں تک تنگے اٹھیں گے اور پیاس سے ہر ایک اپنی زبان دونوں ہونٹوں پر پھیر رہا ہو گا۔ فرمایا وہ اس وقت اتنا گریہ کریں گے کہ اُن کے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر آنسوؤں کے بعد خون روئیں گے راوی کہتا ہے جو کہ حسن بن محبوب ہے اور وہ اس روایت کو یونس بن ابی فاختہ تک لے گیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نے امام زین العابدینؑ کو دیکھا کہ جیب آپؑ یہاں تک پہنچے تو پھوٹ پھوٹ کر اس طرح روتے تھے جیسے پسرِ مُردہ عورت روتی ہے اور کہتے تھے افسوس ہائے افسوس میری عمر پر کہ میں نے اُسے عبادت اور اطاعت خدا کے علاوہ کس طرح ضائع کیا ہے تاکہ میں نجات پانے والے کامیاب ہوتے والوں میں سے ہوتا میں کہتا ہوں اور

یہ سورہ مومنین کی آخری آیات کی اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے "یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک پر موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے پالتے والے ہیں واپس پلٹا دے شاید میں اچھا عمل کروں ان چیزوں میں جنہیں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ یعنی اپنے وارثوں کے لیے پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ پس میں ان کا صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہوتا" پس اس کو ملک الموت کہتا ہے ہرگز نہیں یہ ایسی بات ہے جسے وہ کہہ رہا ہے۔ یعنی تیرے لیے دنیا کی طرف رجوع نہیں ہے اور یہ بات اس لیے کہہ رہا ہے چونکہ اس نے سکرات موت کی شدت عذاب قبر ابتداء آخرت کا طلوع اور سوال متکرر دیکھا ہے فرمایا اگر ان کو واپس کیا جائے تو یہ دوبارہ انہیں کاموں کو کریں گے کہ جن سے انہیں منع کیا گیا ہے اور یہ تو بھوٹے ہیں یعنی اگر انہیں وار دنیا میں دوبارہ پلٹا دیا جائے اور ان کی عمروں کو بڑھا دیا جائے تو یہ اسی حالت کی طرف پلٹ جائیں، اپنے اموال میں نخل کریں اور صدقہ نہ دیں اور بھوکوں کو سیرتہ کریں اور نگوں کو کپڑے نہ پہنائیں اور پڑوسیوں کے ساتھ مواسات نہ کریں بلکہ مجنل اور ترک اطاعت میں شیطان کی اطاعت کریں، پھر فرماتا ہے اور ان کے پیچھے برزخ ہے مبعوث ہوتے کے دن تک۔ تفسیر میں برزخ سے مراد قبر ہے پھر فرماتا ہے جب سور بھونکا جائے گا تو ان کے درمیان نسب باقی نہیں رہیں گے اس دن اور نہ ایک دوسرے کے متعلق ان سے سوال ہو گا پس جن کے ترازو بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے ترازو ہلکے ہوں گے پس ان کے نفس خسارہ میں ہوں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی اور اس آیت کا معنی کہ جب سور بھونکا گیا تو اس دن ان کے درمیان نسب نہیں ہوں گے خبر صحیح میں نبی اکرمؐ سے منقول ہے کہ مخلوق جب قیامت اور وقت حساب اور دردناک عذاب کو دیکھے گی تو اس دن باپ بیٹے سے چمٹ جائے گا اور کہے گا دار دنیا میں میں تیرا کیا باپ تھا کیا میں نے تیری تربیت نہیں کی۔ تجھے غذا نہیں کھلائی اور تجھے سختی و تنگی کے باوجود کھانا نہیں کھلایا اور تجھے لباس نہیں پہنایا تجھے حکم و آداب کی تعلیم نہیں دی۔ اور آیات کتاب خدا کا درس نہیں پڑھایا اور میں نے اپنی قوم کی باعزت عورت سے تیری شادی نہیں کی تھی اور تجھ پر اور تیری بیوی پر اپنی زندگی میں خرچ نہیں کیا اور اپنی وفات کے بعد

اپنے مال میں تجھے اپنی ذات پر ترجیح نہیں دی۔ وہ کہے گا بے شک اے میرے باپ جو کچھ تو نے کہا ہے سچ و حق ہے۔ پس تجھے کس چیز کی ضرورت ہے وہ کہے گا بیٹا میرا ترازو ہلکا ہے اور میری برائیاں میری نیکیوں سے بھاری ہیں ملائکہ یہ کہتے ہیں تیری نیکی کا پلڑا صرف ایک نیکی کا محتاج ہے تاکہ وہ اس سے بھاری ہو جائے۔ اب میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ایک نیکی دے دو تاکہ اس عظیم خطرہ کے دن میرا ترازو بھاری ہو جائے تو بیٹا کہے گا اے بابا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ میں بھی اسی بات سے ڈرتا ہوں جس کا تجھے خوف ہے اور مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں اپنی نیکیوں میں سے کچھ دے سکوں۔ فرمایا پس باپ روتا ہوا پشیمانی کے عالم میں کہ وہ اس سے دنیا میں کیا کرتا رہا۔ وہاں سے چلا جائے گا اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ ماں اس دن اپنے بیٹے سے ملاقات کرے گی تو کہے گی اے بیٹا کیا میرا شکم تیرا ظرف نہیں تھا وہ کہے گا بے شک اے ماں پھر کہے گی کیا میرے پستان تیری سیرابی کے سبب نہیں تھے۔ وہ کہے گا بے شک اے ماں۔ پس وہ کہے گی اب میرے گناہوں نے مجھے ثقیل کر دیا ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ایک ہی گناہ کا بوجھ اٹھاؤ وہ کہے گا اے ماں اب مجھ سے دُور چلی جا۔ کیونکہ میں اپنی ہی ذات میں مشغول ہوں پس وہ روتی ہوئی پلٹ جائے گی اور یہی ہے تاویل خدا کے اس قول کی کہ اُس دن ان کے درمیان کوئی نسب نہیں ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے وہ پوچھیں گے فرمایا اور شوہر اپنی بیوی سے پلٹے اور کہے گا اے قلاتی میں دنیا میں تیرا کیا شوہر تھا، وہ اس کی اچھی تعریف کرے گی اور کہے گی تو میرا بہترین شوہر تھا تو وہ کہے گا۔ پھر میں تجھ سے ایک ہی نیکی چاہتا ہوں، شاید میں اس کی وجہ سے نجات حاصل کروں۔ وقتِ حسابِ نعتِ میزان اور پلِ صراط کے گزرنے میں کہ جنہیں تم دیکھ رہی ہو وہ کہے گی نہیں خدا کی قسم مجھ میں اس کی ہمت نہیں اور میں بھی اسی طرح ڈر رہی ہوں جیسے تجھے خوف ہے تو وہ محزون اور حیران دل کے ساتھ وہاں سے چلا جائے گا اور یہ بات خدا کے اس قول کی تاویل میں وارد ہوئی ہے اگر بوجھل نفس سوال کرے گا ان کے اٹھانے کا تو اس سے کوئی چیز اٹھانے والا نہیں ہوگا۔ چاہے فوی القربیٰ ہی کیوں ہو۔ یعنی وہ نفس جو گناہوں کی وجہ سے بوجھل ہوگا۔ وہ اپنے گھروالوں

اور رشتہ داروں سے سوال کرے گا کہ وہ اس کے بوجھ اور گناہوں میں سے کچھ اٹھالیں۔ لیکن کوئی اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ بلکہ قیامت کے دن نفسی نفسی کی حالت ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی مال باپ بیوی اور اولاد سے اس دن ہر شخص کی اپنی ایک حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے غافل کئے ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ اچانک لوگ عرصہ قیامت میں کھڑے ہوں گے جب کہ خدا جہنم پر مؤکل ملائکہ کو حکم دے گا کہ وہ جہنم کو کھینچ کر لے آئیں پس اُسے ستر ہزار فرشتے ستر ہزار مہار کے ساتھ کھینچ کر لائیں گے پس مخلوقات اس کی گرنی اور بھڑک کو تیز رفتار گھوڑ سوار کے ایک ہینہ کی راہ سے محسوس کریں گے جب کہ جہنم کے شرار اڑ رہے ہوں گے اور اس کی آواز بلند ہوگی اور وہ عرصہ قیامت کے قریب آئے گی تو اپنی چنگاریاں پھینکے گی جو مثل قصر کے ہوں گی۔ پس اس دن ہر نبی وصی نبی اور شہید گھٹنے ٹیک دے گا اور باقی مخلوق منہ کے بل گر پڑے گی اور ہر ایک پکارے گا میرا نفس میرا نفس مگر آپ اے اللہ کے نبی آپ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے خدا یا مجھے میری ذریت، میرے شیعوں اور میری ذریت کے مجھوں کو نجات دے جبریلؑ کہتے ہیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطالبہ کریں گے کہ جہنم کو پیچھے ہٹایا جائے تو خداوند عالم خازن جہنم کو حکم دے گا کہ اُسے وہیں واپس لے جاؤ جہاں سے آئی ہے اور یہ اس آیت کے ضمن میں آتا ہے اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس دن انسان یاد کرے گا۔ لیکن وہ یاد کس کام کی۔ اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ تذکرہ حاصل کرے گا یعنی فرزندِ آدمؑ اپنے گناہوں اور معصیتوں کو یاد کرے پشیمان ہوگا۔ کہ کیوں میں نے اپنے مال کو آگے نہیں بھیجا تا کہ قیامت کے دن میں اس کے پاس پہنچا اور خدا کا یہ قول کہ وہ یاد کرے تاکس کام کا یعنی قیامت کے دن یاد کرنے کا کیا فائدہ جب کہ دارِ عمل میں اس نے یاد نہیں کیا اور نصیحت حاصل نہیں کی۔ اس نے تو دارِ جزا میں یاد کیا ہے تو اس کے لیے یہ یاد کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا اور خدا کا یہ ارشاد فرزندِ آدمؑ کی حکایت کرتا ہے، وہ کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ بھیجا ہوتا، یعنی آگے کچھ بھیجا ہوتا۔ پس میں نے اپنے رب کو راضی کرتے کے لیے صدقہ دیا ہوتا اور میں نے نفلِ خیر نماز، عبادات، تسبیح، ذکرِ خدا میں سے زاو راہ

بنایا ہوتا۔ تاکہ میں اس دن بلند درجے آخرت کے اور دائمی نعمتیں بلند ترین جنات کی شہداء
 اور صالحین کے ساتھ حاصل کی ہوں اور خداوند عالم نے آخرت کا نام حیات (زندگی) رکھا ہے
 جو تکہ جنت کی نعمتیں قائم و دائم ہیں وہ ختم ہوتے والی نہیں اور خدا کی بقاء کے ساتھ وہ باقی ہیں
 بخلاف دنیا کے کہ اس کی زندگی منقطع ہے۔ علاوہ ازیں وہ ہم و غم بیماری و خوف کمزوری و
 بڑھاپا اور قرض و غیرہ سے بلی ہوئی ہے۔ پس اے بھائی اپنی نیند سے بیدار ہو، اور اپنی عقلیت
 سے خارج ہو اور یوم حساب سے پہلے اپنے نفس کا حساب کر اور حقوق العباد سے اپنے آپ
 کو نکال اور مصالحت کر ان لوگوں سے جن سے تُو نے سُود لیا ہے اور ان سے معذرت طلب
 کر جنہیں زنا کی تہمت لگائی ہے اور ان کی غیبت کی ہے۔ یا ان کی عزت سے کھیلا ہے۔ کیونکہ
 انسان جب تک دنیا میں ہے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ جب وہ گناہوں سے توبہ کرے
 اور جب اپنے قرض تواہوں سے معذرت کرے تو وہ اس پر رحم کریں گے۔ اور اُسے معاف
 کر دیں گے اور اس پر جو ان کے حقوق ہیں انہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن آخرت میں نہ تو کوئی حق
 بخشا جائے گا اور نہ کوئی معذرت قابل قبول ہوگی اور نہ گناہ کی مغفرت ہوگی اور نہ گریہ کرنا فائدہ
 مند ہوگا آپ نے فرمایا کوئی شخص دنیا میں کچھ دیر کے لیے فارغ نہیں رہا مگر یہ کہ اس کا
 یہ بے کار رہنا قیامت کے دن اس کے لیے حسرت کا سبب ہوگا۔ کیونکہ انسان ہو و لعب
 کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ خدا کے اُس ارشاد کی طرف دیکھو۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے بے
 کار چھوڑ دیا جائے گا اور ارشاد ہے کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا
 کیا ہے۔ اے بھائی تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عمر بہت بڑی تجارت ہے اور نفع کی چیز
 ہے اور اس کا ہر سانس ایک جوہر ہے اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے جو شخص اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اَلْهٰ
 وَاحِدًا اَحَدًا فَرْدًا صِدْقًا اَلَمْ يَتَّخِذْ حَاجَتَهُ وَارِثًا اَلَمْ يَتَّخِذْ حَاجَتَهُ وَارِثًا اَلَمْ يَتَّخِذْ حَاجَتَهُ وَارِثًا اَلَمْ يَتَّخِذْ حَاجَتَهُ وَارِثًا
 کلمات کے بدلے چار کروڑ پچاس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور چالیس کروڑ گناہ اس کے
 مٹا دیتا ہے اور چار کروڑ پچاس لاکھ درجے علیین میں اُس کے بلند کرتا ہے آپ سے جبریل
 نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہر چیز کا حساب ہو سکتا سوائے کسی شخص کے اس قول کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہ اس کا ثواب سوائے خداوندِ عالم کے کوئی شمار نہیں کر سکتا یہ آپ کے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے ذخیرہ ہے! خداوندِ عالم فرماتا ہے تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میری ضیافت و مہمانی میں ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری نعمت میں رہتے ہیں اور میرا شکر کرنے والے میرے زائر ہیں اور میری نافرمانی کرنے والوں کو میں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔ اگر وہ توبہ کر لیں تو میں ان سے سرگوشی کرتا ہوں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو میں اُن کا طبیب ہوں شداؤد مصائب کے ساتھ ان کا علاج کرتا ہوں تاکہ گناہوں کے عیوب سے پاک کر دوں۔ علی بن الحسین زین العابدین کا ارشاد ہے کہ عقل خیر اور اچھائی کا رہبر ہے۔ خواہش گناہ کی سواری ہے فقہ عمل کا طرف ہے۔ دنیا آخرت کا بازار ہے۔ نفس انسانی تاجر ہے رات اور دن پونجی ہیں۔ جنت نفع اور جہنم خسارہ ہے۔ خدا کی قسم یہ وہ تجارت ہے جو تباہ نہیں ہوتی اور ایسی پونجی ہے۔ جس میں خسارہ اور نقصان نہیں اور اسی طرح آنحضرتؐ نے بھی فرمایا اور یہ بازار تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کے آباداجداد اور اولاد کے کامیاب شیعوں کے لیے ہے اور ان سب باتوں کو خدا نے اپنے اس قول میں جمع کر دیا ہے اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو تمہیں تمہارے مال اور اولاد ذکرِ خدا سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں گے تو وہی خسارہ میں ہیں اور فرمایا کچھ ایسے جو انمرو ہیں کہ انھیں تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ خدا سے غافل نہیں کرتی۔ فرمایا منہ پھیرے اس شخص سے جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرے اور سوائے زندگانی دینا کے کچھ نہ چاہے یہی ان کا مبلغِ علم ہے فرمایا اور اس کی اطاعت نہ کرو۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا اتباع کرتا ہے اور اس کا معاملہ کوتاہی کرتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا خدا نے اپنے ذکر کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ وہ بہر اپن کے بعد ذکر کی وجہ سے سنتا اور اندھے پن کے بعد اس کے ذریعہ دیکھتا اور عناد کے بعد اس کے ذریعہ مطیع ہوتا ہے اور خداوندِ عالم عزت اسمہ (جس کے نام عزت والے ہیں) کچھ زمانہ کے بعد اور سستی کے زمانوں کے بعد کچھ بندوں کا شرح صدر کرتا ہے ان کے دلوں میں سرگوشی کرتا ہے اور ان کی عقلوں میں ان سے

باتیں کرتا ہے پس وہ اس حالت میں صبح کرتے ہیں کہ بیداری کی روشنی ان کے کانوں آنکھوں اور دلوں میں ہوتی ہے۔ وہ اللہ کے دلوں کو یاد کرتے اور اس کے مقام و مرتبہ سے ڈرتے ہیں یہ بات ان کے دلوں میں دلیلوں کی جگہ لے لیتی ہے (اب) جو سیدھا راستہ اختیار کرنے لگتا ہے اس کے لیے راستہ بیان کرتے ہیں اور اُسے نجات کی بشارت دیتے ہیں، اور جو دائیں یا بائیں کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور اُسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں وہ اس وجہ سے ان تارکیوں میں چراغ ہیں اور ان شبہات کی دلیلیں ہیں۔ اور ذکر کے کچھ اہل ہیں۔ جنہوں نے اس دنیا کے بدلے اپنا یا ہے انھیں تجارت اور خرید و فروخت اس سے غافل نہیں کرتی اور اسی میں وہ اپنی زندگی کے دن کاٹتے ہیں وہ محرمات الہی سے زجر و توبیخ کی پکار غافلین کے کانوں میں کرتے ہیں وہ اچھی چیز کا حکم دیتے ہیں اور خود اسی حکم کی پیروی کرتے ہیں اور بری چیز سے منع کرتے ہیں اور خود وہ اس سے رکتے ہیں گویا وہ دنیا کو عبور کر کے آخرت میں پہنچ گئے ہیں۔ جب کہ وہ ابھی دنیا میں ہیں لیکن انھوں نے اس کے بعد جو کچھ کیا ہے اس کو دیکھ لیا ہے اور وہ گویا اہل برزخ کے عیوب پر مطلع ہو چکے ہیں۔ باوجود طویل قیام کے اور قیامت کا عذاب ان پر محقق ہو چکا ہے۔ پس انہوں نے اس کا پردہ اہل دنیا کے لیے کھول دیا ہے گویا کہ وہ اس چیز کو دیکھ رہے ہیں جسے عام لوگ نہیں دیکھ رہے اور سن رہے ہیں جسے وہ نہیں سن رہے۔ کاش کہ تم ان کی اپنے عقل سے تصویر کشی کرتے، ان کے مقامات حمیدہ میں اور ان کی ان مجالس میں جنہیں دیکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے اعمال کے رجسٹر کھول رکھے ہیں اور انھوں نے ہر چھوٹے بڑے گناہ کے حساب کے لیے اپنے آپ کو فارغ کیا ہوا ہے کہ جس کا انھیں حکم دیا گیا ہے اور انھوں نے اس میں کوتاہی کی تھی یا اُسے اس سے روکا گیا تھا اور انھوں نے اس میں زیادتی کی اور اپنے بوجھ اپنی پشت پر لا دیے اب ان کو لے کر اٹھتے ہیں عاجز ہیں۔ پس وہ چیتے ہیں اور رو کر ایک دوسرے کو جو اب دیتے ہیں۔ وہ مقام پشیمانی اور گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے بارگاہ خدا میں پیچ و پکار کرتے ہیں تمہیں وہ ہدایت کے جھنڈے اور تارکیوں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جنہیں ملائکہ نے گھیر رکھا ہے اور ان پر سکینہ و وقار نازل ہوا ہے ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل

گئے ہیں اور ان کے لیے کرامت کی جگہیں تیار کی گئی ہیں جہاں خداوندِ عالم ان پر نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے۔ پس ان کی کوشش پر وہ خوش ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے تجاوز کرتے روح کو وہ نسیم دعا پہنچاتے ہیں اس کے فضل کی طرف احتیاج کے گروہیں اور اس کی عظمت کے مقابلہ میں ذلت کے قیدی ہیں۔ طویل تکلیف تے ان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہے اور زیادہ روتے تے ان کی آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے۔ اللہ کی طرف ہر رغبت کے دروازہ کو ان کا ہاتھ دق الباب کرنے والا ہے اس ذات سے سوال کرتے ہیں کہ جس کے ہاں چارہ کاریوں کے لیے تنگی نہیں اور جہاں سوال کرنے والے ناامید نہیں ہوتے پس اپنی ذات کے لیے آپ کا حساب کرے۔ کیونکہ تیرے علاوہ نفوس کے دوسرے حساب کرنے والے موجود ہیں۔ جناب نبی اکرمؐ سے روایت ہے کہ جنت کے باغوں میں چرتے پھرتے رہو۔ لوگوں نے عرض کیا جنت کے باغ کون سے ہیں۔ فرمایا صبح و شام ذکرِ خدا کرنا۔ لہذا ذکرِ الہی کیا کرو اور جو چاہتا ہو۔ کہ اللہ کے ہاں اپنی قدر و منزلت معلوم کرے تو وہ دیکھے کہ اس کے نزدیک اللہ کی کیا قدر و منزلت ہے۔ کیونکہ خدا بندے کو اس مقام پر رکھتا ہے جہاں بندہ اپنے خدا کو سمجھتا ہے۔ یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سے بہترین اور وہ کہ جن کا تمہارا مالک کے ہاں تذکرہ ہوتا ہے اور جو تمہارے درجات کو اللہ کے ہاں زیادہ بلند کرتا ہے اور جن چیزوں پر سورج طلوع کرتا ہے ان سے بہتر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور یاد ہے۔ اس نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرے اور خدا کے ہم نشین سے کس کی قدر و منزلت زیادہ بلند ہو سکتی ہے۔ اور روایت ہے جب کوئی قوم ذکرِ خدا کے لیے جمع ہوتی ہے تو شیطان اور دنیا و ہاں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ پس شیطان دنیا سے کہتا ہے دیکھتی نہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں تو دنیا کہتی ہے انہیں رہنے دو جب یہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو میں ان کی گردنوں کو پکڑ لوں گی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ارشادِ قدرت ہے جس سے حدت مرزدہوا اور وہ وضو نہ کرے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے

اور جس سے حدت واقع ہو اور

وضو کرے۔ لیکن دورِ کعبت نماز نہ پڑھے اور مجھ سے دُعا نہ کرے تو اس نے مجھ

پر جفا کی ہے اور جس سے حدت صادر ہو اور وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور مجھ سے
 دعا کرے اب اگر میں اس کی دعا قبول نہ کروں۔۔۔۔۔ دُنیا و آخرت میں سے جس چیز کا بھی سوال کرے
 تو میں نے اس پر جفا کی ہے اور میں جفا کرنے والا پروردگار نہیں ہوں اور روایت ہے کہ جب رات
 کا آخری وقت ہوتا ہے تو خداوندِ عالم فرماتا ہے کیا کوئی دعا کرے والا نہیں کہ جس کی دعا کو میں
 قبول کروں کیا کوئی سوال کرتے والا نہیں کہ جسے میں اُس کی مانگی ہوئی چیز عطا کروں کیا کوئی استغفار
 کرتے والا نہیں کہ جس کو میں بخش دوں کیا کوئی توبہ کرنے والا نہیں جس کی توبہ میں قبول کروں
 روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے حضرت داؤد کی طرف وحی نازل فرمائی اے داؤد! جو کسی
 سے محبت کرتا ہے اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور جو کسی محبوب سے مانوس ہوتا ہے
 ہے وہ اس کا قول قبول کرتا ہے اور جو کسی دوست پر بھروسہ رکھتا ہے اس پر اعتماد کرتا
 ہے اور جو کسی دوست کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس کی طرف جاتے ہیں پوری کوشش کرتا ہے اے
 داؤد! میرا ذکر کرتے والوں کے لیے ہے اور میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے
 اور میری زیارت میرے مشتاق بندوں کے لیے ہے اور میں مخصوص ہوں اپنے محبت
 کرتے والوں کے لیے۔ اور آپ نے فرمایا ہر دل پر شیطان کا ایک خادم مقرر ہے۔ پس
 جب وہ خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب وہ ذکر کو چھوڑ دیتا ہے
 تو اُسے اپنا تقرب تالیفتا ہے۔ اُسے اپنی طرف کھینچتا ہے اُسے گمراہ کرتا ہے اُسے پھسلاتا ہے
 اور اُسے سرکش بناتا ہے۔ کعب الا جبار نے روایت کی ہے کہ خداوندِ عالم نے ایک نبی
 کی طرف وحی کی اگر تم چاہتے ہو کہ کل خطیرہ قدس میں میری ملاقات کرو تو میرا ذکر کرنے
 والا مسافر محزون اور (میرے غیر سے) وحشت کرتے والا بن جاؤ۔ مثل اس اکیلے پرندے
 کے جو خالی زمین پر اڑتا پھرتا ہے۔ جو پھل دار درختوں سے کھاتا ہے۔ جب رات آتی
 ہے تو اپنے گھونسلے میں پناہ لیتا ہے اور اس کو اس سے کوئی وحشت نہیں اور وہ اپنے
 پروردگار سے انس رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قرشتے ذکر کی مجالس کے قریب
 سے گزرتے ہیں اور ان لوگوں کے سروں پر ٹھہر جاتے ہیں اور ان کے روتے سے روتے
 ہیں اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب آسمان کی طرف جاتے ہیں تو خداوندِ عالم ان

سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتوں تم کہاں تھے۔ حالانکہ اسے معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں ہمارے مالک تجھے معلوم ہے کہ ہم ایک ذکر کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے۔ ہم نے انہیں دیکھا کہ وہ تیری تسبیح و تقدیس اور تجھ سے استغفار کر رہے تھے۔ وہ تیری آگ سے ڈرتے اور تیرے ثواب کی امید رکھتے تھے، تو خداوندِ عالم فرماتا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے اور انہیں اپنی آگ سے مامون قرار دیا ہے اور ان کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ خدایا تجھے معلوم ہے کہ ان میں ایسا شخص بھی تھا جو تیرا ذکر نہیں کر رہا تھا تو ارشاد ہوتا ہے کہ اسے اہل ذکر کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے میں نے بخش دیا کیونکہ ذکر تے والوں کا ہم نشین بد بخت نہیں ہو سکتا۔ ایک بزرگ سے روایت ہے کہ میں ایک رات سویا ہوا تھا تو میں نے ایک ہاتھ کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔ کیا تم خدائے رحمن کے حضور میں حاضر ہونے سے سوتے ہوئے ہے۔ حالانکہ وہ رضوان کے انعامات اپنے محبت کرنے والوں اور دوستوں کے درمیان تقسیم کر رہا ہے۔ پس جو ہم سے مزید انعام کا خواہاں ہو وہ اپنی طویل رات میں نہیں سوتا اور اپنے آپ سے تھوڑے پر قناعت نہیں کرتا۔ کعب الاجمار کہتا ہے کہ تو رات میں لکھا ہوا ہے اے موسیٰ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھے نہیں بھولتا اور جو میرے احسان کی امید رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں اصرار کرتا ہے اے موسیٰ میں اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوں۔ لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے فرشتے دعا کی بیج و پکار کو سنیں اور میرے محافظ فرشتے اولادِ آدم کا میرے ہاں جو قریب ہے اُسے دیکھیں کہ جس پر میں ہی انہیں قوت دیتا ہوں اور میں ہی اس کا سبب ہوں اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ تمہیں نعمتِ قولِ حق سے متکبر نہ بنائے۔ ورنہ جلدی تم سے وہ نعمتِ قولِ چھن جائے گی اور ذکر و شکر سے غافل نہ رہو، ورنہ نعمتیں تم سے سلب ہو جائیں گی اور تم پر ذلت و تنواری نازل ہوگی اور الحاج و زاری سے دعا کرو تو اجابت دعا تمہیں شامل ہوگی اور نعمتِ عافیت کے ساتھ تمہارے لیے خوش گوار ہو اور خدا کا یہ ارشاد آیا ہے کہ اللہ سے ڈرو جو حق ہے ڈرتے کا۔ فرمایا اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اسے یاد رکھا جائے اور بھلا یا نہ جائے اور اُس کی

نعمتوں کا شکر ادا جائے اور کفرانِ نعمت ترک کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ سے فرمایا اے ابو ذرؓ اپنی شہوات کو کم کر دے تو فقیر و فاقہ تیرا کم ہو جائے گا اور گناہوں کو تھوڑا کر دے حساب کی تجھ پر تخفیف ہوگی اور جو کچھ تجھے دیا گیا ہے اسی پر قناعت کر تیرے لیے موت آسان ہو جائے گی اور اپنا مال آگے بھیج دے تو تیرے لیے اس سے ملنا خوشی کا باعث ہوگا اور اس عمل کو نظریں رکھ کر جس کے متعلق تو دوست رکھتا ہے کہ جب موت آئے تو تم اس میں مشغول نہ ہو پس اسے کرو اور اس کو چھوڑ کر جو تم پر فرض کیا گیا ہے اس میں مشغول نہ ہو جس کی ضمانت دی گئی ہے اور کوشش کر اس ملک کے لیے جس میں زوال نہیں جو ایسی جگہ ہے جس سے منتقل نہیں ہوتا پڑے گا۔



چودھواں باب

موت کے وقت مومن کی حالت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو خدا نے رحمن کے فرشتے اس کے پاس سفید جریدہ (درجیٹر) لے کر آتے ہیں پس اس کی روح کو کہتے ہیں چلی اراضی و مرضی روح در بجان اور اپنے پروردگار کی طرف جو غضب ناک نہیں تو وہ روح اس طرح نکلے گی جیسے خوش بو کستوری سے نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض فرشتے دوسروں سے اُسے لیتے ہیں پس وہ اُسے لے کر آسمان کے دروازے تک پہنچتے ہیں تو اس کے رہنے والے کہتے ہیں کس قدر عمدہ ہے اس کی روح خوشبو اور جیب ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو ہر ایک کے رہنے والے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے جنت میں ارواح مومنین کے پاس لے جاتے ہیں تو اُسے دنیا کے ہم و غم سے راحت و آرام مل جاتا ہے اور باقی رہا کافر تو اُس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں تو اس کی روح سے کہتے ہیں کہ کارہ و مکروہ ہو کر نکل اللہ کے عذاب و سزا اور اس پروردگار کی طرف جو تجھ پر غضب ناک ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ حالت احتضار میں مردہ آنکھیں پھاڑ کے دیکھتا ہے لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے فرمایا اس کی نظر اس کی روح کے پیچھے ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر گھر میں ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ آتا ہے۔ جب کسی شخص کو دیکھتا ہے کہ اس کی مدت اور اس کی روزی ختم ہو گئی ہے تو موت کا غم اس میں ڈال دیتا ہے۔ پس موت کے دُکھ و درد اور اس کے شدائد و مصائب اُسے گھیر لیتے ہیں اس کے گھر والوں میں سے کوئی اپنے بال کھول دیتا ہے کوئی اپنے منہ پر طمانچہ مارتا ہے۔ کوئی دردناک آواز میں روتا ہے کوئی دادیلا کر کے چیخ و پکار کرتا ہے تو ملک موت کہتا ہے تم پر دلیل و ہلاکت ہو یہ جزع فزع کس

یہ ہے۔ میں نہ تم میں سے کسی کا رزق لے کر گیا ہوں اور نہ اس کی اجل کو نزدیک لایا ہوں اور جب تک مجھے حکم نہیں ملا میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی میں نے اس کی رُوح قبض کی ہے، جب تک کہ میں نے اجازت نہیں لے لی اور میں نے تو بار بار تمہاری طرف آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اُس کو دیکھ لو اور اس کا کلام سُنو تو اپنے مُردہ سے غافل ہو جاؤ اور اپنے اُوپر رونے لگو جب میت کو چار پائی پراٹھایا جاتا ہے تو اس کی رُوح اس کے اُوپر پھڑپھڑاتی ہے اور پیکار کرتی ہے اے میرے گھر والوں اے میری اولاد دُنیا تمہارے ساتھ نہ کھیلے جس طرح مجھ سے کھیل کھیلی ہے۔ میں نے حلال و غیر حلال سے مال جمع کیا ہے اور اُسے تمہارے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی خوش گواری تمہارے لیے ہے اور باز پرس مجھ سے ہو گی۔ پس ڈرو اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ سلمانِ فارسی نے فرمایا تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور تین ہی چیزوں نے رُلا لیا۔ مجھے اس عاقل پر ہنسی آتی ہے جس سے غفلت نہیں برتی گئی۔ اور اپنے ملنے والے کے سامنے ہنستا ہے۔ حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور جو دنیا کی امید رکھتا ہے حالانکہ اُسے معلوم نہیں کہ اس کی موت کب آجائے گی اور مجھے دوستوں کی جدائی آخرت کی ہولناکی اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری نے (جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے خوش ہے یا ناراض) نے رُلا لیا ہے اور جان لو خدا تم پر رحم کرے کہ صحیح و سالم کو اس بیماری کی توقع ہے جو اُسے ہلاک کرے گی اور ایسی موت جو اُسے بلا و مصیبت کے نزدیک کرے گی گو یا وہ دنیا میں رہا ہی نہیں۔ حالانکہ وہ اسی کی طرف مائل ہے موت اس پر نازل ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان پڑا ہے۔ لیکن اُن کی بات نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ اُن کے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا ہے۔ اس کی نظریں پھٹی ہوئی ہیں۔ اس کے سینے سے آواز نکل رہی ہوتی ہے۔ اس کا تھوک خشک ہو چکا ہے۔ اس کے جوڑ کانپ رہے ہوتے ہیں اور اس کی آنکھیں پھڑک رہی ہوتی ہیں اس کے دوست و احباب اس کے ارد گرد ہوتے ہیں دیکھتا ہے لیکن انہیں پہچانتا نہیں۔ اُن کی آواز سُنتا ہے۔ لیکن جواب نہیں

دے سکتا اُسے پکارا جاتا ہے۔ وہ جواب نہیں دے سکتا۔ وہ قصر و محلات اپنے پیچھے
چھوڑ رہا ہے اور گھرائس سے خالی پڑے ہیں اور وہ مردوں کی گردنوں پر سوار ہے اور اسے
جلدی مردوں کے محلے اور خسارہ کے گھر اور تنہائی مسافرت اور وحشت کی جگہ کی طرف لے
جا رہے ہیں۔ پھر وہ اس کے مال کو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور اس کے گھر میں رہنے لگتے ہیں۔
اور اس کی بیویوں سے شادی کر لیتے ہیں اور وہ اپنی قبر میں پڑا ہے پس خدا رحم کرے اُس
شخص پر جس کا ایک ہی ہم و غم ہو۔ وہ اپنی روزی کھائے اور اچھا عمل کرے اور تھوڑی
امید رکھے۔ ایک روایت ہے کہ جب دشمن خدا اپنی قبر کی طرف اٹھا کے لایا جاتا ہے
تو جو اس کے پیچھے آ رہے ہوتے ہیں انھیں پکار کے کہتا ہے۔ اے بھائیو ڈرو اس سے
جس میں میں آگرا ہوں۔ میں شکایت کرتا ہوں کہ دُنیا نے مجھے دھوکا دیا ہے یہاں تک
کہ جب میں اس پر مطمئن ہو گیا تو اُس نے مجھے ذلیل و خوار کیا اور میں شکایت کرتا ہوں اُن
دوستوں سے جو خواہش نفس کے بجا رہی ہیں جب میں نے ان کی موافقت کر لی تو وہ مجھ سے
برائت کرنے لگے اور میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں تمھارے سامنے اولاد کی شکایت کرتا ہوں
کہ جنہیں میں نے اپنی ذات پر ترجیح دی اور انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میں تم سے اس
مال کی شکایت کرتا ہوں کہ جس کو خشکی و تری سے جمع کرنے میں میں نے تکلیف اٹھائی
اور اس کے لیے ہولناک مناظر برداشت کئے۔ پس اُسے میرے دشمن لے گئے اور اس کا
وبال میرے اوپر رہا اور اس کا نفع دوسروں کو پہنچا اور میں اس کا گرد پڑا ہوں اور میں تم سے
تنہائی و حشت تاریکی اور اور چھوٹے بڑے گناہ سے سوال کئے جلتے دئے گھر کی شکایت
کرتا ہوں اس طرح کی مصیبت سے ڈرو کہ جس میں میں مبتلا ہوا ہوں۔ پس ہائے میری
مصیبت کی طوالت اور عظیم سختی نہ میرا کوئی سفارشی ہے اور نہ مخلص و دوست اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں جاتے تو فرماتے السلام علیکم ایہا الابد
ان البالیہ والعظام النخرة التي خرجت من الدنیا بحسراتها و
حصلت منها برہنہا اللہم ادخل علیہم روحاً منك و سلاماً
منا و منك یا ارحم الراحمین

ترجمہ: تم پر سلام ہو اے پُر اتے ہو جانو اے اجمام اور یوسیدہ ہڈیوں جو کہ دنیا سے اس کی حسرتیں لے کر نکلی ہو۔ اور قبروں میں اُنھیں کے گرد پڑ گئے ہو۔ خدایا اپنی طرف سے راحت و آرام ان پر دارد کر اور ہماری اور اپنی طرف سے سلام اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرتے والے۔

ایک بزرگ نے کہا قبرستان بلیغ ترین وعظ ہے۔ لہذا قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اور قبر سے (قیامت کے دن) مبعوث ہونے سے عبرت حاصل کرو۔ روایت ہے کہ ایک شخص رات کو قبرستان میں جاتا تھا۔ پس وہ پکار پکار کر کہتا اے اہل قبور تم کون ہو! پھر خود ہی جواب دیتا ہم آبا و اجداد مائیں بھائی اور بہنیں ہیں ہم دوست و احباب اور پڑوسی ہیں ہم دوست اور بھائی ہیں۔ ہم محبت کرنے والے ساتھی ہیں ہم کو پرانے ہونے نے پیس دیا ہے اور پتھروں اور مٹی نے ہم کو کھالیا ہے۔

براء بن عازب کہتے ہیں ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک جنازے پر پڑی جو دفن ہو رہا تھا۔ پس آپ جلدی جلدی اس کی طرف گئے۔ اور اس کے پاس جا کے رُک گئے اور روتے لگے یہاں تک کہ آپ کا کپڑا تر ہو گیا۔ پھر آپ ہماری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا اے بھائیو! اس جیسے وقت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے اس سے ڈرو اور اس کے لیے عمل کرو۔ کسی بزرگ نے ایک بادشاہ کی طرف خط لکھا اور اس میں اس کو وعظ کیا۔ اے بادشاہ اپنی رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کرو اور جو تیرے ماتحت ہیں اُن پر رحم کرو اور اُن پر جبر نہ کرو اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو اور اپنی قبر کو نہ بھولو جو کہ تیرا انجام ہے۔ کیونکہ موت تیرے پاس آ کے رہے گی چاہے تیری عمر طویل ہو اور حساب تیرے آگے ہے اور قیامت تیری وعدہ گاہ ہے اور یہ حکومت جو تیرے پاس ہے تیرے غیر کے ہاتھ میں نہیں آگی اگر اس کے لیے باقی رہتی تو تجھ تک نہ پہنچتی اور عنقریب تجھ سے منتقل ہو جائے گی۔ جس طرح اس سے منتقل ہوئی ہے۔ نہ وہ تیرے لیے باقی رہے گی اور نہ تو اس کے لیے باقی رہے گا۔ پس اپنے لیے نیکی آگے روانہ کرو اسے حاضر پائے گا اور غرور کے گھر سے فرح و سرور کی منزل کے لیے زادِ راہ تیار کر اور عبرت حاصل کر اُن

لوگوں سے جو تجھ سے پہلے تھے جنھوں نے مال کے خزانہ اور نئے محلات تعمیر کئے اور جمع کیا۔ لیکن وہ موت کو نہ روک سکے اور مصیبت کو نہ ٹال سکے۔ پس اس پست دنیا سے مغرور نہ ہو جس کو خداوندِ عالم نے اپنے اولیاء کی جزاء اور اپنے دشمنوں کی سزا کے لیے پسند نہیں فرمایا اور عبرت حاصل کر شاعر کے اس قول سے کس طرح زندگی سے لذت حاصل کرتا ہے وہ جسے یقین ہے کہ موت اچانک آجاتی ہے اور کس طرح لذت حاصل کرتا ہے۔ نیند سے وہ جس کا یہ ایمان ہے کہ خداوندِ عالم اس سے سوال کرے گا اور کس طرح لذت حاصل کرتا ہے زندگی سے وہ جو قبر میں جاتے والا ہے جو لباس کو پڑاتا کر دیتی ہے اور کس طرح نیند سے لذت حاصل ہوتی ہے وہ کہ جس پر منوں بوجھ لاد دیا گیا ہے۔ اُن چیزوں کا جنھیں وہ کرتا رہا ہے۔



وجہ سے جس پر جبر کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب یہ شخص مظالم میں اقصافہ کرتا ہے اور گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے زیارات کی ہیں میں نے حج کیا اور صدقہ دیا۔ حالانکہ وہ خدا کا ارشاد بھول گیا ہے کہ اللہ تو صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے اور یہ ارشاد کہ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیں گے جو زمین پر بڑائی اور فساد نہیں چاہتے اور عاقبت متقیوں کے لیے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جو اس کے حرام شدہ افعال کو حلال سمجھے اور امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ وہ شخص میرا شیعہ نہیں جو حرام سے کسی مومن کا مال کھائے اس کیفیت کا شخص مفتوں کی سی زندگی بسر کرتا اور مغرور ہو کے مرتا ہے اور قیامت کے دن وہ اور اس جیسے اشخاص اہل سعادت میں سے جنت میں جاتے والوں سے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے ہے تو ایسا ہی لیکن تم نے اپنے نفوس کو مفتوں کو رکھا تھا۔ اور انتظار میں رہے اور شک و ریب میں تھے اور امیدوں سے تمہیں دھوکا دے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حکم خدا آگیا اور تمہیں غرور سے دھوکا میں رکھا۔ پس آج تم سے اور ان سے خصموں نے کفر کیا ہے کوئی فدیہ اور بدلہ نہیں لیا جائے گا یہ ارشاد بتاتا ہے کہ وہ لوگ کافر نہیں ہوں گے بلکہ مسلمان ہوں گے۔



سوالوں کا باب

قیامت کی علامات اور خوفناک امور

کیا وہ قیامت کے علاوہ کسی چیز کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک اُن پر آجائے۔ یقیناً اس کی علامات تو آچکیں فرماتا ہے قیامت اُن کی وعدہ گاہ ہے وہ زیادہ حیران کن اور زیادہ کڑی ہے۔ فرمایا قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ رسول اللہؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بہترین گفتگو اللہ کی کتاب ہے اور افضل ترین ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اور بدترین امور نے پیدا شدہ ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جس سے سوال کیا گیا ہے اُسے سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں وہ نہیں آئے گی مگر اچانک پس وہ شخص کہنے لگا اس کے علامات ہمیں بتائیے فرمایا اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک علم نہ اُٹھ جائے زلزلے زیادہ نہ ہوں۔ فتنے اور فساد کثرت سے ہوں ماہرج و مرج ظاہر ہوں اور تم میں خواہشات زیادہ ہوں۔ آباد جگہ برباد اور برباد آباد ہو جائے مشرق میں اور مغرب میں اور جزیرہ عرب میں زمین دھنس جائے اور سورج مغرب سے طلوع کرے اور دایۃ الارض خروج کرے اور دجال کا ظہور ہو اور یاجوج ماجوج زمین میں پھیل جائیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول ہو۔ پس اس وقت ایک ہوا میں کی طرف سے چلے گی۔ جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی۔ اور پس وہ کسی میں قرۃ براہ بیان نہیں پائے گی۔ مگر وہ اس سے چھین لے گی اور قیامت صرف بُرے لوگوں پر قائم ہوگی۔ پھر عدن کی طرف سے آگ آئے گی باقی زمین پر جو لوگ باقی ہوں گے ان کو جلا کے محسوس کرے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کب ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا جب تمہارے قاری امراء کے ساتھ منافقت کریں گے اور تم اعیان کی تعظیم کرو گے اور فقراء کی اہانت کرو گے اور تم میں راگ ظاہر ہوگا اور زنا عام ہوگا اور مکان اُونچے اُونچے نہیں گے اور تم قرآن راگ سے پڑھو گے اور اہل باطل اہل حق

پر غالب آجائیں گے۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کم ہو جائے گا۔ اور نماز ضائع کر دی جائے گی
 اور شہوات کی اتباع کی جائے گی اور خواہش کی طرف جھکا جائے گا۔ پس ظالم امیر آگے بڑھیں گے۔
 پس وہ خبیانت کریں گے اور وزیر فاسق ہوں گے اور قاریوں میں حرص و طمع اور علماء میں نفاق ظاہر
 ہو گا۔ تو اس وقت ان پر بلاء و مصیبت نازل ہوگی حالانکہ کوئی اُمت مقدس و پاک نہیں ہو سکتی
 جب تک اُس کے کمزور کی صاحبِ قوت کے خلاف امداد نہ کی جائے۔ مساجد میں نقش و نگار
 کئے جائیں گے اور مصاحف (قرآن مجید) پر سونے کا پانی چڑھایا جائے گا اور منبر اُونچے بنائے
 جائیں گے اور صفیں زیادہ ہوں گی اور مساجد میں بیخ و بیکار کثرت سے ہوگی، جسم اکٹھے ہوں گے
 اور زبانیں مختلف ہوں گی اور ہر ایک کا دین اس کی زبان کی چاٹ ہو گا۔ اگر اُسے کچھ دیا جائے
 تو شکریہ ادا کرے گا اور اگر روک دیا جائے تو کفرانِ نعمت کرے گا۔ وہ چھوٹوں پر رحم نہیں
 کریں گے اور بڑوں کی عزت و وقار نہیں سمجھیں گے اپنے نفسوں کو ترجیح دیں گے۔ اُن کے اہل
 حرم سے بدکاری کی جائے گی وہ حکم میں ظلم و جور کریں گے۔ غلام اُن کے حاکم ہوں گے اور لونڈے
 ان کے مالک اور ان کے معاملات کی تدبیر عورتیں کریں گی۔ مرد سوتے چاندی کے زیور رات بہتیں
 گے اور ریشم و دیباچ تزیین کریں گے اور لڑکیوں و کنیزوں کو سیب و ستم اور قطع رحمی کریں گے۔
 راستہ تو قناک کر دیں گے۔ چونگیاں قائم کر دی جائیں گی اور مسلمانوں سے جنگ اور کفار سے
 صلح کریں گے۔ پس اس وقت بارش زیادہ ہوگی اور انگوری کم اُگے گی۔ استہزاء کرنے والے
 زیادہ اور علماء کم ہوں گے۔ امراء زیادہ اور امین تھوڑے ہوں گے۔ اس وقت دریائے فرات
 سونے کے پہاڑ سے جاری ہو گا اس کے کنارے لوگ قتل ہوں گے پس تنو میں سے تالوے
 مارے جائیں گے اور ایک بچے گا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اندھیرے میں
 نماز پڑھائی تو ایک شخص نے پکار کر کہا۔ اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی تو آپ
 نے اُسے جھڑک دیا۔ یہاں تک کہ جب ہم پر روشنی چھا گئی تو آپ نے آسمان کی طرف آنکھ
 اٹھا کے دیکھا۔ پھر فرمایا بابرکت ہے اس کا پیدا کرنے والا۔ اس کو رکھنے والا اس کو بچھانے
 والا اور ثبات و قرار سے اُسے آراستہ کرنے والا پھر فرمایا اے قیامت کے متعلق سوال
 کرتے والے وہ امراء کے خبیث ہو جانے قاریوں کے مکر و فریب علماء کے نفاق کے

وقت آئے گی اور جب میری اُمتِ علم نجوم کی تصدیق اور قضاء و قدر کی تکذیب کرے گی۔ جب وہ امانت کو غنیمت صدقہ کو چٹّی بدکاری کو مباح عبادت کو تکبر اور لوگوں پر اپنی بڑائی سمجھیں گے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم پر فاسق امیر خیانت کرنے والے وزیر اور حکومت کے معاون ظالم اور فاسق قاری اور جاہل عبادت گزار نہ ہوں۔ خداوندِ عالم اُن پر تاریک غبار والے فتنے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس وہ اس میں سرگردان ہوں گے جس طرح یہودی سرگردان ہوئے تھے اس وقت اسلام کا ایک ایک دستہ ٹوٹنے لگے گا۔ یہاں تک کہ صرف اللہ اللہ کہا جائے گا۔ امیر المومنین نے فرمایا جس بادشاہ کو خدا نعمت و قوت عطا کرے۔ پس وہ اس سے بندوں پر ظلم کرے تو خداوندِ عالم پر لازم ہے کہ وہ اس سے سلطنت چھین لے کیا تم خدا کے اس ارشاد کو نہیں دیکھتے کہ خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے آپ کو تہید لیں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا اے اُمت ہمیشہ خدا کے انعام اور رحمت کے سایہ میں رہے گی۔ جب تک اس کے قاری امراء کی طرف مائل نہ ہوں۔ اور اس کے صلحاء بڑے لوگوں سے دوستی اختیار نہ کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو خدا اُن سے اپنی نعمت چھین لے گا اور انھیں فقر و قافہ میں مبتلا کرے گا اور بڑے لوگوں کو اُن پر مسلط کر دے گا۔ اور ان کے دل خوف سے بھر دے گا اور اُن میں سے جبار لوگوں پر سخت عذاب کرے گا۔ پس وہ دُعائے غریق پڑھیں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا بُرا بندہ وہ ہے جو مغفرت کی دُعا مانگتا ہے حالانکہ وہ گناہ کرتا ہے اور تجاوت کی اُمید رکھتا ہے اور اس کے لیے عمل نہیں کرتا اور عذاب سے ڈرتا ہے اور اس سے بچتا نہیں۔ گناہ میں تعجیل اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے اور خدا پر جھوٹی اُمیدیں لگائے بیٹھا ہے پس وکیل ہے اس کے لیے پھر وکیل ہے اُس دن جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ مروی ہے کہ جب عمر بن ابی سہرہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے عراق کا گورنر بن کے آیا تو اس نے سبعی اور حن بصری کو دربار میں بلایا اور ان دونوں سے کہنے لگا۔ ہشام بن عبد الملک نے اس کا حکم سننے اور اطاعت کرنے پر مجھ سے بیعت لی ہے پھر اس نے مجھے عراق کا گورنر بنا دیا ہے۔ بغیر اس کے کہ میں اس سے اس کی حکومت

کا سوال کرتا اور ہمیشہ اس کے خطوط آتے رہتے ہیں کہ میں لوگوں کی جاگیریں چھین لوں اور ان کی گزریں
 اُڑا دوں اور ان کے مال اپنے قبضہ میں کر لوں۔ اس بارے میں تم دونوں کی کیا رائے ہے سیدی
 تے تو اس سے منافقت برقی اور کمزور قسم کی بات کی لیکن حن بصری اُس سے کہنے لگا اے
 عمر میں تجھے منع کرتا ہوں کہ تو ہشام کو رافعی کر کے خدا کی ناراضگی مول لے اور جان لے کہ اللہ تو
 تجھے ہشام سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لیکن ہشام تجھے خدا سے محفوظ نہیں کر سکتا اور نہ ہی
 یسوع اہل زمین کی تیرے پاس اللہ کا خط آتا ہے۔ کہ اس کی کتاب پر عمل کرو۔ اور عدل
 و احسان کرو۔ اور رسول اللہ کا خط بھی آتا ہے۔ جو تیرے نبی ہیں۔ اور ہشام کا خط ان کے
 خلاف آتا ہے۔ پس تم ہشام کے خط پر تو عمل کرتے ہو اور خدا کی کتاب اور رسول کی
 سنت کو چھوڑ دیتے ہو یا یہ تو بہت بڑی جنگ اور واضح خسارہ ہے۔ پس اللہ سے ڈرو
 اور اس کی مخالفت سے بچو کیونکہ غنقریب تمہارے پاس آسمانی فرشتہ آئے گا اور وہ
 تجھے تخت کی بلندی سے اتار لے گا اور تیرے قصر و محل کی وسعت سے کھینچ کر قبر کی تنگی
 کی طرف لے جائے گا۔ پھر تیری قبر کو تیرے عمل کے بغیر کوئی چیز وسیع نہیں کر سکے گی۔ بشرطیکہ
 وہ عمل اچھا ہو۔ اور تمہیں وحشت میں نہیں ڈالے گا۔ مگر وہی عمل اگر قبیح ہو۔ اور جان لو اگر
 تم نے اللہ کی نصرت کی تو وہ بھی تیری نصرت کرے گا۔ اور تجھے ثابت قدم بنا دے گا۔
 کیونکہ خدا اس کی عزت کا قنا من ہے جو خدا کی عزت کرے اور اس کی نصرت کرتا ہے۔
 جو اس کی نصرت کرے وہ فرماتا ہے اگر تم اللہ کی نصرت کرو تو وہ تمہاری نصرت کرے
 گا اور تمہیں ثابت قدم بنا دے گا اور فرمایا خدا ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے
 اور فرمایا کیا حال ہو گا تمہارا جب تم میں بدعتیں ظاہر ہوں گی یہاں تک کہ ان میں بچہ بڑھے
 گا اور بڑا بوڑھا ہو جائے گا اور ان میں عجمی سالم رہیں گے اور جب بدعتیں ظاہر ہوں گی تو
 کہا جائے گا یہ سنت ہیں اور جب سنت پر عمل کیا گیا تو کہیں گے یہ بدعت ہے۔ عرض کیا گیا
 یہ کب ہو گا اے اللہ کے رسول۔ فرمایا جب تم دنیا کو آخرت کے عمل سے خرید کر دو گے
 ابن عباسؓ نے کہا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جس میں وہ سنت کو ختم کر دیں گے اور بدعت
 پر عمل کریں گے۔ یہاں تک کہ سنتیں مردہ ہو جائیں گی اور بدعتیں زندہ ہوں گے۔ اور خدا

کی قسم لوگوں کو ہلاک نہیں کیا اور حجت و دلیل سے قدیم و جدید زمانہ میں نہیں ہٹایا۔ مگر بُرے علماء نے وہ آخرت کے راستہ پر بیٹھ جاتے ہیں، اور لوگوں کو اس پر چلنے سے منع کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں انھیں شک میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو پیا سا تھا اُس نے ایک پانی کا بھرا ہوا گھڑا دیکھا۔ پس اُس نے چاہا کہ اس سے پانی پئے۔ تو اس سے ایک شخص نے کہا اس میں ہاتھ نہ ڈالو اس میں سانپ ہے جو تمھیں ڈس لے گا اور وہ زہر سے بھرا ہوا ہے پس وہ شخص تو رُک گیا اور منع کرتے والا اس میں ہاتھ ڈالنے لگا۔ تو پیا سے نے کہا اگر اس میں زہر ہو تو یہ اپنا ہاتھ اس میں نہ ڈالتا اب بُرے علماء کی حالت لوگوں کے ساتھ ایسی ہے وہ لوگوں کو دُنیا میں پرہیزگاری کی تلقین کرتے ہیں اور خود اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور لوگوں کو حاکموں کے پاس جاتے اور اُن کی تعظیم کرنے سے روکتے ہیں اور خود ان کے پاس جاتے اُن کی تعظیم کرتے اُن کی مدح و ثنا بجالاتے اور اُن کے افعال و کردار کو اُن کے سامنے اچھا جلاتے اور انھیں سلامتی کا وعدہ دیتے ہیں۔ بلکہ اُن سے کہتے ہیں ہم تمھارے متعلق خواب دیکھے ہیں۔ عظیم منازل اور مقبول بارگاہ ہونے کے۔ پس انھیں مفتون کرتے اور دھوکا دیتے ہیں اور خدا کے ارشاد کو بھول جاتے ہیں کہ بے شک نیک لوگ جنتِ نعیم میں اور بُرے لوگ دوزخِ جحیم میں ہوں گے اور اس کا یہ ارشاد کہ ظالموں کا کوئی حمایت کرنے والا اور اطاعت کرانے والا شفیع نہیں ہے اور خدا کا یہ ارشاد جب ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور یہ ارشاد اُس دن کوئی دوست دُوسرے دوست کو کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکے گا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جنتِ حرام ہے اس جسم پر جس نے صرام کی غذا کھائی ہو۔ اور امیر المومنینؑ فرماتے ہیں وہ شخص میرا شیعہ نہیں جو کسی کا مال بطور حرام کھائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا وہ جسم جنت کی بُو نہیں سونگھے گا جو حرام سے اُگا ہے۔ اور فرمایا تم میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے۔ اور یارب یارب کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا اور اس کا لباس حرام ہے۔ پس کون سی اس کی دُعا اور عمل قبول ہوگا۔ حالانکہ وہ حلال مال سے خرچ نہیں کرتا اگر حج کرے تو حج حرام۔ اگر صدقہ دے تو صدقہ حرام۔ اگر شادی کرے تو شادی حرام اگر روزہ رکھے تو افطار حرام کے ساتھ کرتا ہے۔ پس ہائے افسوس اس کے لیے کیا اُسے

معلوم نہیں کہ خدا طیب و طاہر ہے اور طیب و طاہر کو ہی قبول کرتا ہے اور خدا نے اپنی کتاب میں کہہ دیا ہے کہ اللہ تو صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے البتہ تمہارے اوپر برے امیر اور حاکم ہوں گے۔ جو شخص ان کے قول کی تصدیق کرے گا اور ظلم میں ان کی مدد کرے گا۔ اور ان کے دروازوں پر جائے گا۔ وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں دلچسپی اس کا میرے ساتھ اور میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں) اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس ہرگز نہیں آسکے گا۔ آپ نے خذیفہ سے فرمایا۔ اے خذیفہ کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے امیر ایسے اشخاص ہوں گے کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو وہ تمہیں کافر بنا دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ خذیفہ نے کہنے لگے پھر میں کیا کروں اے اللہ کے رسولؐ فرمایا اگر قوت و طاقت ہو تو ان سے جہاد کرتا اور اگر کمزور ہو تو ان سے بھاگ جانا۔ فرمایا میری اُمت کی دو ایسی صنفیں ہیں اگر وہ درست ہو جائیں تو لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی اور اگر وہ فاسد ہو گئے تو لوگ فاسد و خراب ہو جائیں گے۔ (۱) امراء اور علماء ارشاد قدرت ہے اور نہ مائل ہو جاؤ ان لوگوں کی طرف جو ظلم کرتے ہیں۔ پس تمہیں جہنم کی آگ مس کرے گی اور فرمایا اس میں لہجیان نہ کرورتہ میرا غضب تم پر نازل ہو گا۔ خدا کی قسم لوگوں کے معاملات خراب نہیں ہوتے مگر انہیں دو صنفوں کی بدولت خصوصاً وہ شخص جو اپنے فیصلہ اور قضاوت میں ظلم کرے اور حکم کرنے پر رشوت قبول کرے ایونو اس نے کتنا عمدہ شعر کہا ہے۔ جب امیر اور اس کا منشی خیانت کرے اور حکومت کا قاضی قضاوت میں مکر و فریب کرے تو دیل ہے پھر دیل ہے۔ (دہلاکت) پھر دیل ہے۔ حکومت کے قاضی کے لیے آسمان کے قاضی کی طرف سے اور خدا کے اس قول رکھ اس قوم کو نہیں پائے گا جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ محبت کریں اس شخص سے جو خدا اور رسولؐ ہے دشمنی کرتا ہے) کی تفسیر میں آیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو بادشاہوں اور ظالموں سے میل جول رکھتے ہیں۔ فرمایا اسلام زبان سے اعلان کرتا ہے اور ایمان دل میں چھپا ہوتا ہے اور تقویٰ اعتناء و جوارج سے عمل کرنے کا نام ہے تم کیسے مسلمان ہو سکتے ہو۔ جب کہ لوگ تم سے سالم رہیں اور کس طرح مومن بن سکتے ہو جب کہ لوگ تم سے امن میں نہ ہوں

اور تم متقی کیسے ہو سکتے ہو جب کہ لوگ تمہارے شر اور اذیت سے بچتے پھرتے ہوں فرمایا
 ہو ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہمارے کہنے پر عمل نہیں کرتا تو وہ نہ ہم سے ہے اور نہ ہم
 اس سے ہیں۔ کیا انھوں نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا جس میں اپنے نبی کے متعلق خبر دیتا ہے کہ
 دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور جب آپ
 نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تو ان سے یہ عہد و میثاق لیا کہ وہ اللہ کے ارشاد کو گوش ہوش
 سے نہیں گے۔ اور تنگی و آسائش کے زمانہ میں آپ کی اطاعت کریں گے اور یہ کہ جہاں کہیں
 ہوئے حق بات کریں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ
 نہیں کریں گے۔ پھر فرمایا خداوندِ عالم بندے کی ہر چیز شمار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بیماری
 میں اس کے کراہنے کی آواز اور اس کی دلیل، خدا کا یہ ارشاد ہے وہ کوئی بات نہیں کہتا۔ مگر
 یہ کہ اس کے پاس نگہبان ہے اور یہ ارشاد کہ اور بے شک تم پر نگران ہیں۔ مگر مکتبے والے
 جو جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور یہ ارشاد کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے ظاہر
 کرو یا چھپاؤ خدا اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔



ستر سوال باب

زنا اور سود کا عذاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل جہنم چھین گئے زانیوں کی شرمگاہ سے نکلنے والی بدبو سے، پس تم زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ بُرائیاں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ جو دنیا میں ہیں وہ یہ کہ اس سے چہرہ کا حسن و رونق ختم ہو جاتی ہے، فقر و فاقہ کا سبب بنتا ہے، اور عمر و زندگی کو کم کر دیتا ہے۔ اور وہ جو آخرت میں ہیں یہ کہ خدا کی ناراضگی۔ بُرے حساب اور عظیم عذاب کا سبب ہے۔ بے شک زانی قیامت میں اس حالت میں آئیں گے کہ ان کی شرم گاہوں میں آگ بھڑک رہی ہو گی۔ وہ اپنے شرم گاہوں کی بدبو سے بھاگتے بھاگیں گے۔ نبی کریم نے فرمایا خدا تمہیں دنیا میں خلیفہ بناتے والا ہے۔ یعنی گزشتہ لوگوں کا قائم مقام پس تم دیکھو کہ کس قسم کا عمل کر رہے ہو۔ پس زنا اور سود سے بچو کہتے ہیں کہ معتزلہ نے امام رضا کی مجلس میں ایک دن کہا کہ گناہان کبیرہ میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ امام رضا نے فرمایا میرے نزدیک قتل سے بڑا گناہ اور اس سے زیادہ بُری مصیبت زنا ہے۔ کیونکہ قاتل مقتول کو قتل کرنے کے بعد صرف اپنے آپ کو خراب و فاسد کرتا ہے اس کے آگے کوئی خرابی نہیں اور زنا قیامت تک کے لیے نسل کو خراب کر دیتا ہے اور وہ حرام چیزوں کو حلال کر دیتا ہے۔ پس اس مجلس میں کوئی ایسا فقیہ نہ تھا جس نے آپ کا ہاتھ نہ چومنا اور آپ کے قول کا اقرار نہ کیا ہو اور آنحضرت نے فرمایا جب تم میں پانچ چیزیں ہوں گی تو پانچ مصیبتوں میں مبتلا ہو گے۔ جب تم سود کھاؤ گے تو زمین کے دھنس جانے میں مبتلا ہو گے۔ جب تم میں زنا ظاہر بظاہر ہو گا تو تم جلدی مرو گے۔ اور جب حاکم ظلم کریں گے تو چھ پائے مرجائیں گے اور جب اہل ملت ظلم کریں گے تو حکومت زائل ہو جائے گی۔ اور جب تم سنت کو چھوڑ دو گے تو بدعت ظاہر ہو گی۔ آنحضرت نے

فرمایا جو قوم اپنے عہد کو توڑ دے گی دشمن اس پر مسلط ہو جائے گا۔ اور جو قوم ظلم و جور کرے گی اس میں قتل زیادہ ہوں گے جو قوم زکوٰۃ نہیں دے گی۔ اس سے بارش رک جائے گی اور جس قوم میں بدکاری زیادہ ہوگی اس میں موتیں زیادہ واقع ہوں گی۔ اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط سالی میں مبتلا ہوگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جیب میری اُمت پندرہ کام کرے گی تو اس پر مصیبت نازل ہوگی۔ جیب مال فے دولت بن جائے امانت غنیمت سمجھی جائے۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست سے ہٹ کرے اور باپ پر جفا کرے اور مسجد میں آوازیں بلند ہوں۔ ایک انسان کی اس کے شر سے محفوظ رہنے کی وجہ سے عزت کی جائے اور قوم کا سرداران میں سے کینہ شخص ہو اور لوگ ریشم کے کپڑے پہنیں اور گاتے والی عورتوں کو اپنے پاس رکھیں اور شرابیہ بچیں اور زنا زیادہ کریں تو اس وقت سُرخ آندھی یازمین کے دھنس جانے یا مسخ ہونے یا دشمن کے غالب آنے کی توقع رکھو پھر تمھاری مدد و نصرت بھی نہیں ہوگی۔



اٹھارواں باب

جناب لقمان کا اپنے بیٹے کو علوم و حکمت بلوغہ کی وصیت کرنا

فرمایا اے بیٹا مرغ تجھ سے زیادہ عقل مند اور اوقات نماز کا زیادہ محافظ و نگہبان نہ ہو۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر نماز کے وقت اذان کہتا ہے اور سحر کے وقت وہ آواز بلند کرتا ہے جب تو سویا ہوا ہوتا ہے۔ فرمایا بیٹا! جیسے اپنی زبان پر قابو نہیں وہ پشیمان ہوگا اور جو زیادہ جھگڑالو ہو وہ گالیاں بکتا ہے اور جو بُری جگہوں میں جاتا ہے وہ مہتمم ہوگا۔ جو بُرے شخص سے دوستی کرتا ہے۔ وہ صحیح سالم نہیں رہ سکتا اور جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اے بیٹا! تو یہ میں تاخیر نہ کرو، کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔ اے بیٹا! تیرا دل تو نگر ہو تا چاہئے اور جب تو فقیر ہو جائے تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کر، ورنہ اُن کی نگاہ میں ذلیل ہو جائے گا بلکہ خدا سے اُس کے فضل و کرم سے سوال کر۔ اے بیٹا! وہ جھوٹا ہے جو کہتا ہے بُرائی کو بُرائی سے کاٹا جاتا ہے کیا دیکھتا نہیں کہ آگ سے نہیں بجھتی بلکہ پانی سے بجھتی ہے۔ اسی طرح شر کو خیر سے بچھایا جاتا ہے۔ اے بیٹا مصیبت زدہ پر شماتت نہ کر اور مبتلا پر طنز نہ کر اور نیکی کو نہ روک کیونکہ یہ چیز دنیا و آخرت میں تیرے لیے ذخیرہ ہے۔ اے بیٹا تین اشخاص سے نرمی کرنا ضروری ہے۔ بیمار، بادشاہ اور عورت۔

قانع بن جاغنی ہو کر زندگی بسر کرے گا۔ متقی ہو جا یا عزت ہو کے رہے گا۔ اے بیٹا جب سے تو شکم مادر سے گرا ہے دنیا کی طرف پشت اور آخرت کی طرف بڑھ رہا ہے اور تو ہر دن جس کی طرف بڑھ رہا ہے، زیادہ قریب ہو رہا ہے یہ نسبت اُس کے جس سے پشت پھیرے ہوئے ہے۔ پس اُس گھر کے لیے زاد راہ تیار کر جس کی طرف جا رہا ہے اور تیرے لیے تقویٰ و پرہیزگاری لازمی ہے۔ کیونکہ یہ سب تجارتوں میں سے زیادہ نفع بخش ہے اور جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے پیچھے استغفار و پشیمانی

اور جیسے گناہ کے ترک کرنے کا عزم بالبحریم کر اور موت کو اپنا نصیب العین بن لے اور اللہ کے دربار میں ٹھہرنے کو اپنا مصلح نظر قرار دے اور اپنے ذہن میں اپنے اعتناء و بوجہ اور ان ملائکہ کا تیرے خلافت گواہی دیتا جو تجھ پر موقوف ہیں تصور کر اور شرم و حیا کر ان قشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے جو تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ موعظہ پر عمل کرے کیونکہ عقل مند کے نزدیک یہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور بیوقوف کے لیے کسی بوڑھے شخص کے بیڑھیوں پر چڑھنے سے زیادہ دشوار ہے اور لہو و لعیب کی باتیں نہ سنا کر کیونکہ وہ آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ بلکہ جنازوں پر حاضر ہوا کرو اور قبرستان کی زیارت کیا کرو اور موت اور اس کے بعد کی موناک یا توں کو یاد رکھو اور اپنا بچاؤ کرو۔ اے بیٹا! بڑی عورتوں سے خدا کی پناہ مانگو اور اچھی عورتوں سے بھی ڈرتے رہو۔ اے بیٹا! کسی پر ظلم کرنے سے خوش نہ ہو۔ بلکہ ظلم کرنے پر محزون و مغموم ہو۔ اے بیٹا! ظلم میں تاریکیاں اور آخرت میں حسرتیں ہیں اور جب تیری قدرت اپنے سے پست پر ظلم کرتے پر اُکسائے تو اللہ کو جو قدرت تجھ پر حاصل ہے اُسے یاد کر اے بیٹا! علماء سے وہ چیز سیکھو جس سے تم جاہل ہو اور جو سیکھ لو، لوگوں کو اُس کی تعلیم دو۔ تیرا اس سے ملکوت اعلیٰ میں تذکرہ ہوگا۔ اے بیٹا! سب لوگوں میں سے زیادہ غنی و تو نگر وہ ہے جو اس چیز پر قناعت کرے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ فقیر وہ ہے جس کی آنکھیں اس چیز پر لگی ہوں جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اے بیٹا! جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اُس سے مایوس ہو جا اور اللہ کے وعدے پر بھروسہ رکھ اور جو کچھ اس نے تجھ پر فرض کیا ہے اس میں کوشش کر۔ اور جس چیز کا وہ ضامن ہوا ہے اس کو چھوڑ دے، اور اپنے تمام امور میں اللہ پر توکل کر وہ تیرے لیے کافی ہے۔ اور جب نماز پڑھے تو رخصت ہونے والے شخص کی طرح ادا کر اور یہ گمان رکھ کہ تم اس کے بعد ہرگز زندہ نہیں رہو گے اور ایسی چیزوں سے بچو کہ جن کی معذرت کرنی پڑے کیونکہ خیر سے معذرت نہیں کرنی پڑتی اور لوگوں کے لیے وہ کچھ پسند کر۔ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہ ناپسند کر جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے اور وہ بات نہ کہہ کہ جس کا

تھے علم نہیں اور کوشش کر کہ تیرا آج کا دن کل سے بہتر ہو اور آنے والا دن آج سے بہتر ہے
 کیونکہ جس کے دونوں دن برابر ہیں وہ خسارے میں ہے اور جس کا آج کا دن کل سے بُرا
 ہے وہ ملعون ہے اور جو کچھ اللہ نے تیری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی رہ۔ کیونکہ وہ
 کہتا ہے کہ میرے بندوں میں زیادہ بڑا گناہ گار وہ ہے جو میری قضا و قدر پر راضی نہیں
 اور میری نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اور میری بلا پر صبر نہیں کرتا۔ رسول اللہؐ نے
 معاذ بن جبلؓ کو وصیت کی۔ فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے، پیسے
 بولنے، امانت کے ادا کرتے، تواضع و انکساری سے رہتے، وعدہ کی وفا کرتے،
 خیانت کے چھوڑنے اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے، صلہ رحمی کرتے، یتیم پر رحم
 کرتے، مازم گفتگو کرنے اچھے اعمال بجالانے، اُمید کو کوتاہ کرنے، ایمان کی تاکید کرنے
 دین کو سمجھنے، قرآن میں تدبیر کرتے، آخرت کو یاد رکھتے حساب سے گھبراتے اور موت
 کو زیادہ یاد رکھنے کی اور کسی مسلمان کو سب و شتم نہ کرو کسی گناہ گار کی اطاعت نہ کرو
 کسی رشتہ دار سے قطع رحمی نہ کرو کسی بُرے کام پر راضی نہ ہو۔ ورنہ اس کے بجالانے
 والے کی طرح ہو جاؤ گے اور ہر درخت اور پتھر کے پاس اور سحری کے اوقات میں
 بلکہ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرو۔ وہ تمہیں یاد رکھے گا۔ کیونکہ خدا اُسے یاد رکھتا ہے
 جو اسے یاد رکھے اور اس کو شکریہ کی جزا دے گا۔ جو اس کا شکریہ ادا کرے اور ہر
 گناہ کی توبہ کی تجدید کر، پلوشیدہ کی پلوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ اور جان لے کہ سب سے
 سچی بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور زیادہ قابلِ وثوق عزت تقویٰ ہے اور زیادہ
 شریف ذکر اللہ کا ذکر ہے۔ اور بہترین قصص قرآن ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے
 ایجاد ہوتے ہیں اور بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور شریف ترین موت
 شہادت ہے اور سب سے زیادہ اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہو جانا ہے اور
 بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور بدترین اندھاپن دل کا اندھا ہونا ہے اور اُوپر
 والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور وہ کم مقدار جو کافی ہو بہتر ہے اس سے
 جو زیادہ ہو اور غافل کر دے اور بُری ہے وہ معذرت جو موت کے وقت کی

جائے اور بدترین پشیمانی قیامت کے دن کی ہے اور سب سے بڑا گناہ بھوٹی زبان ہے اور بہترین غنی و تو نگر ہی نفس کی غنا و تو نگر ہی ہے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہی ہے اور حکمت کا سرخلوت و جلوت میں خوفِ خدا ہے اور بہترین وہ چیز جو دل میں ڈالی جائے یقین ہے اور گناہوں کا ملاپ جھوٹ اور شک ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کسب سود ہے اور بدترین گناہ یتیم کا مال کھانا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے وعظ حاصل کرے۔ وہ جسم جو حرام غذا سے اُگے ہوئے اس کے لیے جہنم کی آگ کے علاوہ کچھ نہیں اور جو حرام غذا کھائے وہ جہنم کا مستحق ہے اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور نماز نور ہے۔ صدقہ حمد اور حفاظت کی جگہ ہے۔ روزہ مضبوط ڈھال ہے سکینہ و اطمینان غنیمت اور اس کو چھوڑ دینا چٹھی ہے اور عقل مند کے لیے ایک ایسا وقت ہوتا چاہیے جس میں وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے اور ایک وقت ایسا ہو جس میں خدا کی صنعت کاری میں غور و فکر کرے اور ایک وقت ایسا ہو جس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک ایسا وقت ہو جس میں اپنی حلال حاجت کے لیے خلوت میں جائے اور عقل مند کو ضروری ہے کہ اس کی کوشش صرف تین چیزوں میں ہو۔ آخرت کے لیے زادِ راہ معاش کی اصلاح اور غیر حرام لذت کا حاصل کرنا اور عقل مند کو چاہیے کہ وہ اپنے زمانہ میں بایبصیرت ہو اور اپنی ضروریات کی طرف متوجہ ہو، اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور حضرت موسیٰؑ کی تو رات میں ہے مجھے تعجب ہے اُس شخص سے جسے موت کا یقین ہے۔ وہ کیسے خوش رہتا ہے اور جسے حساب و کتاب کا یقین ہے کس طرح گناہ کرتا ہے اور جسے قدر و قضا کا یقین ہے کیسے محزون ہوتا ہے اور جسے جہنم کی آگ کا یقین ہے وہ کس طرح ہنستا ہے اور جو دنیا کا اپنے رہنے والوں کے ساتھ اُلٹ پھیر دیکھتا ہے۔ وہ اس پر کس طرح مطمئن ہوتا ہے اور جسے جزا کا یقین ہے کس طرح عمل نہیں کرتا دین کی طرح کوئی عقل مند یا نہیں گناہ سے رکنے جیسی درع و پرہیزگاری نہیں اور حُسنِ خلق جیسا حسب و نسب نہیں۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے مجھے پانچ چیزوں کی وصیت کی مساکین سے محبت کرنا اور ان

کے قریب رہنا اور انبیاء سے دُور رہنا اور یہ کہ صلہ رحمی کروں اور حق کے بغیر کوئی بات نہ کروں اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرتے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں اور اپنے سے پست کی طرف دیکھوں اور اپنے سے اُپر والے کی طرف نگاہ نہ کروں اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ زیادہ کہا کروں کیونکہ یہ یاقیات صالحات ہیں اور فرمایا جو شاہراہ پر چلے وہ پھسلنے سے ماموں رہتا ہے اور صبر سلامتی کی سواری ہے اور جزع فزع کرتا ندامت و پریشانی کی سواری ہے اور حلم و بردباری کی کڑواہٹ و انتقام کی حلاوت سے زیادہ میٹھی ہے اور کینہ کا نتیجہ پشیمانی ہے اور جو صبر کرے اُس چیز پر بخسے پسند نہیں کرتا وہ اس چیز کو پالے گا جسے پسند کرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا شہانت والے کے لیے مصیبت ہے اور اس پر جزع و فزع کرنا ثواب کے فوت ہونے کی ایک دوسری مصیبت ہے اور یہ سب سے عظیم مصیبت ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو اور بہترین ذکر وہ ہے جو مخفی ہو اور میں تمہیں اللہ سے ڈرتے اور اپنے نفوس کے لیے اچھی فکر و نظر کرتے اور اپنی آخرت سے غافل نہ رہتے اور باقی رہتے والی چیز کو قتا ہونے والی چیز دے کر خرید کرتے کی وصیت کرتا ہوں اور جان لو کہ یہ گئے چُنے دن ہیں اور رزق تقسیم شدہ ہیں اور اجلیں معلوم ہیں اور آخرت ایسی ابدی چیز ہے کہ جس کی کوئی مدت نہیں اور ایسی اجل ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور ایسی نعمت ہے کہ جس کے لیے زوال نہیں پس معلوم کرو کہ تم کیا چاہتے ہو اور تم سے کیا چاہا گیا ہے اور دیا وہ چیز چھوڑ دو جو تمہیں آخرت سے مشغول رکھے اور کوتاہی کرنے والوں کی حسرت اور دھوکا کھانے والوں کی پشیمانی سے بچو اور جتنی زندگی رہ گئی ہے اس میں جو کچھ فوت ہو چکا ہے اس کا تدارک کرو۔ اور ہلاکت کے گھر سے برقرار رہتے والے گھر کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کرو اور موت سے ڈرو کہیں غفلت میں اچانک نہ آجائے اور تیاری و استعداد سے پہلے جلدی نہ کر لے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے نہ وصیت کی طاقت

ہوگی ان میں اور نہ وہ اپنے گھروالوں کی طرف پلٹ کے آئیں گے۔ پس کتنے صاحبانِ عقل ہیں کہ جنہیں خواہش نفسانی مشغول کر دیتی ہے اس چیز سے کہ جس کے لیے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بے عقلوں کی طرح ہو جاتے ہیں اور اپنے نفسوں کو غلطی کرتے میں معذور نہ سمجھو اور اس باطل میں جھگڑاتے کرو جو تمہاری خواہش کے موافق ہے بلکہ تمہاری ہمتِ حق کی نصرت ہو۔ چاہیئے وہ تمہاری طرف ہو یا اس کی طرف جو تم سے جھگڑا کر رہا ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے اے وہ لوگوں جو ایمان لے آئے ہو اللہ کے مددگار ہو اپنی خواہش اور شیطان کے مددگار نہ ہو اور جان لو کہ گمراہ امام کی طرح دین کا کوئی نہیں منہدم کرتا اور اور گمراہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور منافق کا باطل کے لیے جہاں دھجکڑا کرنا اور دنیا اپنے طلبِ گاروں اور اس میں رغبت کرتے والوں کی گردنیں توڑ دیتی ہے اور جان لو کہ قبرِ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے لہذا اس کو عملِ صالح سے درست اور ہموار بنالو پس تم میں سے جو تیک کام کرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو ایسی بات کرتا ہے کہ جس سے وہ اپنی راہ ہموار کرے۔ خدا فرماتا ہے وہ اپنے نفوس کے لیے اسے ہموار کرتے ہیں اور جیب تم دیکھو کہ خدا بندے کو وہ کچھ دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے حالانکہ وہ اس کی نافرمانی پر قائم ہے تو سمجھ لو کہ وہ اُسے بتدریج عذاب کے قریب لے جا رہا ہے ارشاد ہے کہ ہم عنقریب درجہ بدرجہ انہیں قریب لاتے ہیں جہاں سے انہیں پتہ نہیں ہوتا۔ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا ان لوگوں کے متعلق جو خدا کا پتہ خوف رکھتے ہیں کہا وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دل خوف سے زخمی ہیں اور ان کی آنکھیں اشک بار ہیں اور ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم کیسے خوش ہوں حالانکہ موت ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے اور قبر ہمارے وارد ہونے کی جگہ ہے۔ قیامت ہماری وعدہ گاہ ہے اور اللہ کے سامنے ہماری پیشی ہے اور ہمارے اعصاب و جوارح ہمارے خلافت گواہ ہیں اور جہنم کا پل ہمارا راستہ ہے اور اللہ نے ہم سے حساب لینا ہے۔ پس منتر ہے ہمارا خدا ہم پناہ مانگتے ہیں اس سے تعریف کرنے والی زبانوں اور موافق اعمال سے جیب کہ دل پہچانتے ہیں بے شک عملِ علم کا ثمر ہے اور قوتِ عمل کا

نتیجہ سے اور امید یقین کا پھل ہے اور جو جنت کا مشتاق ہے وہ اس تک پہنچنے کے اسباب
 میں کوشش کرتا ہے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے تو وہ اس چیز سے دور ہوتا ہے جو اس
 کے قریب کرے اور جو خدا کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے وہ اس کی ملاقات کی تیاری کرتا
 ہے روایت ہے کہ خداوند عالم اپنی بعض کتب میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے فرزند آدمؑ
 میں زندہ ہوں مجھ پر موت نہیں تو ان چیزوں میں میری اطاعت کر جن کا میں نے تجھے حکم دیا
 ہے تجھے ایسی زندگی دوں گا کہ تیرے لیے موت نہیں ہوگی۔ اے فرزند آدمؑ میں کسی چیز
 کے لیے کہتا ہوں ہو جاؤ ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر ان امور میں جن کا میں نے تجھے حکم دیتا
 ہوں تو تجھے حکم دیتا ہوں تو تجھے ایسا بنا دوں گا کہ کسی چیز سے کہے گا کہ ہو جاؤ وہ ہو جائے گی
 اور اسی طرح خداوند عالم اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے اور تمہارا رے لیے ہے اس میں
 ہو تمہارا رے نفوس چاہیں اور تمہارا رے واسطے ہے اس میں وہ جو تم مانگو یہ چیزیں خدا
 غفور رحیم کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تین چیزیں ہلاک کرنے والی
 اور تین نجات دینے والی ہیں۔ وہ جو ہلاک کرنے والی ہیں تو وہ صفت بخل ہے کہ جس
 کی اطاعت کی جائے اور وہ خواہش ہے جس کی پیروی ہو اور انسان کا اپنے اوپر اترانا ہے
 اور جو نجات دینے والی ہیں تو خلوت جلوت میں خدا کا خوف رکھنا غنی و فقیر میں مہمانہ روی
 اختیار کرنا اور رضا و غضب میں عدل و انصاف کرنا اور امام حسینؑ کا ارشاد ہے کچھ لوگ
 اس حالت میں صبح کرتے ہیں کہ وہ جنت اور اس کی نعمتوں کو آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے
 ہیں جاہل گمان کرتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں حالانکہ انہیں کوئی بیماری نہیں یا وہ مجنوں الحواس ہیں
 حالانکہ ان کے دل و دماغ میں امر عظیم کا غلط اور ملاپ ہے اور وہ ہے خوف خدا اور دلوں
 میں اس کی ہیبت وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہمیں ضرورت نہیں اور نہ ہم اس کے لیے پیدا
 ہوئے ہیں اور نہ اس میں کوشش کرتے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مال اور
 خون خرچ کر دیئے ہیں اور ان کے بدلے اپنے خالق کی مرضی خرید کی ہے۔ وہ یہ جانتے
 ہیں کہ اگر ان کے مال اور نفس ان سے جنت کے بدلے خرید لے اور وہ انہیں بیچ ڈالیں
 تو ان کی تجارت نفع کی ہے اور ان کی سعادت اور عظیم خوش بختی ہے اور اس سے ان

کی فلاح و کامیابی ہے پس تم اُن کے آثار پر چلو خدا تم پر رحم کرے اور ان کی اقتدا کرو۔
 کیونکہ خداوندِ عالم نے نبی کریمؐ کے سامنے ان کے بزرگوں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ان دونوں کی
 ذریت کی تعریف کی ہے اور فرمایا پس ان کی ہدایت کی اقتدا کرو اور جان لو اے اللہ کے
 بند و تم پر لازم کیا گیا ہے ان کی اقتداء اور اتباع کرنا لہذا جدوجہد کرو، اور بچو اس سے کہ
 ظالموں کے مددگار ہو جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو کسی ظالم کے ساتھ چلے اور اس کے
 ظلم میں اعانت کرے تو وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہے اور جس کی سفارش اللہ کے حدود
 میں سے کسی مدد کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے اور جو کسی
 ظالم کی اعانت کرے اسلئے کہ اس سے کسی مسلمان کے حق کو باطل کرے تو وہ اسلام اللہ اور رسولؐ کے
 ذمہ سے بُری ہے جو کسی ظالم کی بقا کی دعا کرے تو وہ دوست رکھتا ہے کہ خدا کی مصیبت کی
 جائے اور جس کی موجودگی میں کسی مومن پر ظلم ہو رہا ہو یا اس کی غنیمت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر
 قدرت رکھتا ہے اور اس کی مدد نصرت نہ کرے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے غضب کی طرف
 اُس نے رجوع کیا ہے اور جو اس کی مدد کرے تو وہ اللہ کی طرف سے جنت کا مستحق ہوا ہے اور
 خداوندِ عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ فلاں جبار سے کہو میں نے تمہیں اس سے نہیں
 بھیجا کہ دنیا پر دنیا جمع کئے جاؤ بلکہ اس سے بھیجا ہے تاکہ مظلوم کی پکار مجھ سے پلٹا دو اور
 اس کی مدد کرو۔ کیونکہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں مظلوم کی مدد کروں گا اور اس شخص سے نصرت
 نہ کرتے کا بدلہ لوں گا کہ جس کے سامنے اس پر ظلم کیا گیا اور اس نے اس کی مدد نہیں کی۔ نبی اکرمؐ نے
 فرمایا جو شخص کسی مومن کو اذیت پہنچائے چاہے ایک کلمہ کے جز کے ساتھ ہو تو قیامت کے دن
 اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا۔ یہ اللہ کی رحمت سے
 مایوس ہے اور وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے کعبہ اور بیت المقدس کو گرایا ہو۔ اور دس ہزار
 ملائکہ کو قتل کیا ہو رفاعہ بن عین کہتا ہے کہ مجھ سے صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس
 شخص کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہو گا
 میں نے عرض کیا ہاں میرے آقا و مولا۔ فرمایا سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب میں وہ
 شخص ہو گا۔ قیامت کے دن جو مومن کے خلاف کلمہ کے ایک جز کے ساتھ اعانت کرے

پھر فرمایا کیا اس سے زیادہ شدید عذاب والے کی خبر دوں۔ میں نے عرض کیا ہاں میرے سید و
 سرور فرمایا جو شخص مومن کے قول یا فعل پر کسی قسم کا عیب لگائے۔ پھر فرمایا میرے قریب ہو
 جاتا کہ مزید تجھے بتاؤں وہ شخص اللہ اس کے رسول اور ہم اہل بیت کی ولایت پر ایمان
 نہیں رکھتا کہ جس کے پاس کوئی مومن کسی ضرورت و حاجت کے لیے آئے اور وہ اُس کے سامنے
 ہنستے ہوئے پیش نہ آئے۔ پس اگر وہ حاجت یہ پوری کر سکتا ہے تو خود پوری کرے اور اگر
 وہ چیز اس کے پاس نہیں تو وہ اپنے ذمے لے یہاں تک کہ اسے پورا کرے اور اگر وہ
 ایسا نہ کرے تو ہمارے اور اس کے درمیان کوئی ولایت و محبت نہیں اور اگر لوگوں کو معلوم
 ہو جائے کہ مومن کی خدا کے ہاں کیا قدر و منزلت ہے تو گروہیں اس کے سامنے جھکیں کیونکہ خداوند
 عالم نے مومن کا نام اپنے ناموں سے مشتق کیا ہے۔ خدا خود مومن ہے اور اُس نے اپنے بندے
 کا نام مومن رکھا ہے اس کی شرافت و کرامت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور وہ قیامت کے دن
 اللہ کے سامنے اپنا ایمان پیش کرے گا اور خدا اس کے ایمان کو اپنی پناہ میں لے لے گا اور خداوند
 عالم فرماتا ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہے جو کسی مومن کو اذیت دیتا یا اُسے
 ڈراتا ہے۔ اور جناب عیسیٰؑ فرماتے تھے اے ہواریں کی جماعت اللہ کے محبوب بنو گناہگاروں
 سے بغض رکھ کر اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔ ان سے دور رہ کر اور ان پر غضب ناک ہو کر اس
 کی رضا تلاش کرو اور جب کہیں بیٹھو تو ایسے شخص کے پاس بیٹھو جس کی گفتار تمہارے عمل میں
 زیادتی کا سبب ہو اور جس کا دیکھنا تمہیں خدا کی یاد دلائے اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف
 راغب کرے۔ امیر المؤمنینؑ نے ابوذرؓ سے فرمایا اپنے دل پر فکر کو زبان پر ذکر کو، جسم
 پر عبادت کو اور آنکھوں پر خوفِ خدا سے رونے کو لازم قرار دو اور کل کی روزی کا اہتمام
 نہ کرو اور مساجد کو لازم پکڑو انہیں آباد رکھنے والے ہیں اور اس کے مخصوص بندے اس کی
 کتاب کی قرائت کرنے والے اس پر عمل کرتے والے ہیں اور فرمایا مروت چھ چیزوں میں
 ہے ان میں سے تین سفر میں اور تین گھر میں ہیں۔ وہ جو گھر کے متعلق ہیں قرآن مجید کی تلاوت
 کرنا مساجد کو آباد رکھنا اور اللہ کے لیے بھائی بنانا اور جو سفر میں ہیں زادراہ کا خرچ کرنا
 خوش خلقی سے پیش آنا اور اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ اور امام حسنؑ فرمایا کرتے تھے اے فرزند

آدمؑ تجھ جیسا کون ہے۔ حالانکہ تجھ سے خدا خلوت میں گفتگو کرتا ہے جب چاہو تو اس کی بارگاہ میں جا سکتے ہو۔ وضو کرو اور اس کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اس نے تیرے اور اپنے درمیان حجاب اور دربان مقرر نہیں کیا۔ تم اپنے ہم و غم اور فقر و فاقہ کی اس سے شکایت کرو اور اس سے اپنی حاجات طلب کرو اور اپنے معاملات میں اسی سے مدد چاہو اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اہل مسجد اللہ کے زائر ہیں اور جس کی زیارت کی جائے اس پر لازم ہے کہ زیارت کرتے والے کو تحفہ دے اور روایت ہے کہ جو شخص مسجد میں ناک صاف کرے تو اس کی وجہ سے قیامت کے دن وہ رسوائی کا سامنا کرے گا۔ اور لوگ مسجد میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک صفت نماز میں ایک قرآن مجید کی تلاوت میں اور ایک صفت علوم سیکھنے میں مشغول ہوتی ہے اب ایک صفت حمید و فروخت کرنے والوں کی، ایک صفت لوگوں کی غیبت کرنے والی اور ایک قسم جھگڑے اور باطل قسم کی باتیں کرنے والوں کی ہو گئی ہے اور فرمایا جو قبیلہ کی طرف ناک صاف کرتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا چاہیئے۔ کہ جب وہ مبعوث ہوگا تو وہ غلاطت اس کے چہرے پر ہوگی اور آپؐ نے فرمایا نماز پڑھتے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے اور خرچ کرتے والا باوجود میری تو نگری کے مجھے قرض دیتا ہے اور روزہ دار میرا تقرب حاصل کرتا ہے۔ فرمایا دو اشخاص ایک ہی نماز میں ہوتے ہیں اور ثواب میں ان کا تفاوت زمین و آسمان جتنا ہوتا ہے۔



انیسواں باب

قرآن مجید کی تلاوت

رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے اور ان کی جلاء قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا قرآن کی تلاوت کرنے والا جو اس کی پیروی بھی کرے دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بد بخت نہیں ہوتا۔ فرمایا حامل قرآن کی رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اور دن کو جب لوگ غافل ہوں اور روتے سے جس وقت لوگ ہنس رہے ہوں اور دروغ و پرہیزگاری سے جب لوگ حرص و طمع میں مبتلا ہوں اور خشوع و خضوع کے ساتھ جب لوگ اکڑ اکڑ کے چلیں اور حزن کے ساتھ جب لوگ فرحت و سرور میں ہوں اور خاموشی کے ساتھ جب لوگ باتوں میں لگے ہوں پہچان ہوتی چاہیے۔ نبی اکرمؐ نے قرآن مجید پانچ وجوہ و اقسام پر ہے حلال و حرام، محکم و متشایہ اور امثال پس حلال پر عمل کرو، حرام سے اجتناب کرو۔ محکم کی اتباع کرو۔ متشایہ پر ایمان رکھو اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو اور وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا جو اس کے محرمات کو حلال سمجھے اور لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے اور جو قرآن کو پڑھے اور جو اس کے سبب سے کسی چیز سے نہ رُکے اور جعفر بن محمد علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق دیکھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی ذات کی تلاوت کرتے ہیں جو حق ہے تلاوت کا) فرمایا وہ اس کی آیات کو ترتیل سے پڑھتے ہیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور اس کے وعدہ کی امید رکھتے ہیں اور اس کی وعید و دھمکی سے ڈرتے ہیں اور اس کے قصص سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کے نواہی سے رُکتے ہیں خدا کی قسم تلاوت کے معنی اس کی آیات کو یاد کرنا اور اس کے حروف کو پڑھنا اس کی سورتوں کی تلاوت کرنا اور اس کے دسویں اور پانچویں حصہ کا درس لینا نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کے حروف کو یاد رکھا اور اس کی حدود کو بھلا دیا ہے

حالا نیک مقصود اس کی آیات میں تدبیر کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے ”یہ کتاب ہے یا برکت کہ جسے ہم نے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبیر کریں، جان لیجئے خدا آپ پر رحم کرے کہ اللہ کا صرف ایک ہی رستہ ہے اور اس کا مجموعہ ہدایت ہے اور وہ عالم جو اس پر عمل کرے اس کی برگشت جنت ہے اور جو اس کا مخالفت ہو اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایمان صرف آرزو کا نام نہیں بلکہ ایمان وہ چیز ہے جو دل میں نقش ہوتی ہے اور اعضاء و جوارح جس پر عمل کرتے ہیں۔ اور اعمال صالح اس کی تصدیق کرتے ہیں اور آج تو جفا ظاہر ہو چکی ہے اور وقا کم ہے اور سنت کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور بدعت ظاہر ہو چکی ہے اور لوگوں نے فسق و فجور پر بھائی چارہ بنا لیا ہے اور ان سے شرم و حیا دور ہو گئی ہے اور معرفت رائے ہو گئی ہے اور جہالت باقی رہ گئی ہے تجھے نظر نہیں آئے گا مگر ناز و نعمت کا وہ پلا ہوا شخص جو دنیا دار ہے اسی پر خوشی اور جو اسی سے ناراض ہوتا ہے اور اسی پر جنگ کرتا ہے۔ نیک لوگ چلے گئے ہیں اور کھجور کا پلچھٹ باقی رہ گئے ہیں اور امام حسنؑ نے فرمایا کہ دنیا میں باقی رہتے والی کتب میں سے یہی قرآن رہ گیا ہے اس کو امام بنالو۔ یہ ہدایت پر تمھاری رہبری کرے گا اور قرآن کا زیادہ حق دار وہ ہے جو اس پر عمل کرے اگرچہ اُسے یاد نہ ہو اور اس سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو اس پر عمل نہ کرے اگرچہ اُسے پڑھتا رہتا ہو۔ فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے ہے جو اس پر عمل نہ کرے اگرچہ اُسے پڑھتا رہتا ہو۔ فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے سے گفتگو کرے پس وہ درست بھی کہے تب بھی خطا کار ہے فرمایا یہ قرآن قیامت کے دن قائم و سائق رہا تکنے والا ہو کے آئے گا ایک گروہ کو جنت کی طرف لے کر چلے گا۔ جنھوں نے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا ہے اور اس کے متشاہد پر ایمان رکھا ہے اور ایک قوم کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔ جنھوں نے اس کے حدود اور احکام کو ضائع کر دیا اور اس کے محرمات کو حلال سمجھا ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا قرآن کو ترسیل سے پڑھو۔ اُسے زیادہ نہ بکھیر دو اور نہ اشعار کی طرح اس کو کاٹو اس کے عجائبات کے نزدیک رُک جاؤ اور اس کے دلوں کو جھنجھوڑو اور تم میں سے کسی کا مقصد سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے خطیبہ دیا اور فرمایا زندگی میں اچھائی نہیں مگر گفتگو کرتے والے

عالم اور سن کر یاد رکھنے والے شخص کے لیے اسے لوگوں میں صلح کے زمانہ میں ہو اور تمہیں تیز چلایا جا رہا ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ رات دن کس طرح ہر نئی چیز کو پرانا کر رہے ہیں اور ہر بعید کو قریب لا رہے ہیں اور ہر وعدہ شدہ چیز کو لا رہے ہیں پس مقدار ڈننے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دن (صلح کا زمانہ) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا ابتلاء اور انقطاع کا گھر جب معاملات تم پر مشتمل ہو جائیں تا ریک رات کے ٹکڑوں کی طرح تو تم پر لازم ہے کہ قرآن سے تمسک کرو۔ کیونکہ یہ شفاعت کرنے والا مقبول الشفاعۃ ہے اور یہ ایسا گواہ ہے جس کی تصدیق کی جائے گی جو اس کو آگے رکھے گا۔ یہ اُسے جنت کی طرف لے جائے گا اور جس نے اُسے پس پشت ڈال دیا یہ اُسے ہانک کر جہنم کی طرف لے چلے گا یہ بہترین راستہ کی زیادہ واضح دلیل ہے اس کا ظاہر حکم ہے اور اس کا باطن علم ہے اس کے عجائبات کا شمار نہیں ہو سکتا اور اس کے غرائب ختم ہونے میں نہیں آتے۔ یہ اللہ کی مقبوضہ طریقی ہے اور اس کا سیدھا راستہ ہے جو قرآن سے گفتگو کرے وہ سچ کہتا ہے اور جو اس سے حکم لگائے وہ عدل و انصاف کرتا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ کامیاب ہے۔ کیونکہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے وہ مثل لیموں کے ہے جس کا ذائقہ اور بویاچھے ہیں اور کا قمر مثل حنظل کے ہے جس کا ذائقہ اور بویاچھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں لوگوں میں سے زیادہ سست زیادہ بخیل زیادہ چور زیادہ بھٹاکار اور زیادہ عاجز کی نشان دہی نہ کروں لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا لوگوں میں سے زیادہ سست وہ شخص ہے جو صحیح سالم اور فارغ ہونے کے باوجود دیوں اور زبان سے ذکرِ خدا نہ کرے اور زیادہ بخیل وہ ہے جو کسی مردِ مسلمان کے قریب سے گزرے اور اس پر سلام نہ کرے اور زیادہ چور وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے اس کو ایسے پیٹے جیسے پرانے کپڑے کو پیٹا جاتا ہے وہ نماز اس کے منہ پر ماردی جائے گی اور زیادہ بھٹاکار وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور سب سے عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔



بیسواں باب

سورۃ قاف ایک مبلغِ خطرہ کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے

اے لوگو! قرآن مجید میں تدبیر کرو، پس وہ تمہیں نیک کام کی طرف رہبری کرتا ہے اور اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لو۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے۔ سو کرتا ہے اور وعید اور دھمکی کے دن سے ڈرو اور خدا کی اطاعت کے طور پر عمل کرو۔ یہی بندوں کی شان ہے اور اس کے غضب سے ڈرو، پس کتنے جبار و سرکش تھے کہ جن کی گردنیں اس نے توڑ دی ہیں۔ ق۔ قسم ہے قرآن حکیم کی کہاں ہے وہ جس نے پختہ مکانات و محلات بنوائے۔ طویل عمر گزاری اور لوگوں پر حکومت کی اور پہلے زمانے میں سرداری کی اور جہالت و جرات کی بناء پر گمان کیا کہ اس کی حکومت نہیں بدے گی زمانہ اُن پر پلٹا اور اُس نے اُن سے چھین لیا۔ جو کچھ انہیں دیا تھا۔ جب انہوں نے فسق و فجور کی تو ہلاکت کا پیالہ انہیں پلایا گیا کیا ہم پہلی دفعہ خلق کرنے سے کوئی عاجز تھے جو وہ نئی خلقت سے اشتباہ میں ہیں۔ پس اے وہ شخص کہ جس کے آج اور کل نے اُسے عبرتوں کے ساتھ ڈرایا ہے اور شمس و قمر تے تغیرات کے ساتھ اس سے گفتگو کی ہے اور اس کا بیٹا بھائی اور بیوی چھین لی ہے اور وہ تو دامن سمیٹ کر گناہوں میں کوشش کرتا پھرتا ہے حالانکہ اس کی قید کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کا نفس اس کے ساتھ کیا گیا و سو سے کرتا ہے اور ہم اُس کی شاہ رگ سے زیادہ قریب ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھے اس زمانے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو تیرے خلاف گواہی دے گا جس دن تیرے اعضاء و جوارح بولیں گے اور دنیا میں جو عمل تو کرتا رہا ہے اسے محفوظ کر لیا گیا ہے جب کہ دو ملاقات کرتے والے ملتے اور دائیں بائیں بیٹھتے ہیں۔ کوئی لفظ نہیں بولتا مگر اس کے پاس نگہبان ہیں پس گویا تجھے موت بجلی کی طرح اچھٹ لے گی اور مشرق و مغرب کی حکومت کے باوجود تو اس کے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھے گا اور وسعت کے

باوجود کوتاہی کرتے پر پشیمان ہوگا اور تو پہلی چیز (دنیا) کے ترک کرنے پر افسوس کرتا ہے حالانکہ
 دوسری (آخرت) زیادہ حق دار ہے اور موت کی غشی حق کے ساتھ آگئی اور یہ وہ چیز ہے جس سے
 تو انحراف کرتا تھا پھر تو کوچ کرے گا۔ قصور سے قبور کی طرف اور اکیلارہ جائے گا کئی زمانے
 گزرنے کے باوجود مثل بند قیدی کے اور صور میں پھونکا جائے گا اور یہ وعید کا دن ہے۔ پس
 اس وقت خدا جسموں کو پلٹا دے گا اپنی مشیت سے اور مختلف چیزوں کو جمع کر دے گا اپنی
 قدرت سے اور انہیں جمع کر کے پکارے گا نغمہ صور کے ساتھ پس انہیں ستوائے گا اور ہر نفس
 کے ساتھ اس کا ہتکانے والا اور گواہ ہوگا۔ پس بھائی تجھ سے بھاگے گا اور تو اپنے بھائی کو بھول
 جائے گا، اور تیرا دوست تجھ سے اعراض کرے گا اور تیری دوستی چھوڑ دے گا اور تیرا ساتھی
 تجھ سے دوری اختیار کرے گا اور تیرے احسانات کا انکار کرے گا اور خوفناک چیزوں
 سے تیرا سامنا ہوگا۔ جب کہ وہ تجھے مجبور کر دیں گے اور وہ تجھے بری لگیں گی اور تو اپنی اولاد اور
 اپنی بیویوں کو بھول جائے گا۔ تم تو اس وقت غفلت میں تھے پس آج تم سے پردہ اٹھا دیا ہے
 پس آج کے دن تمہاری بھارت تیرا ہو گئی ہے اور افسوس و پشیمانی کے آنسو لگاتا رہ رہے
 ہوں گے اور جگر کے ٹکڑے حسرتوں کے ساتھ گریہ رہے ہوں گے اور آگ کے شعلے کفار کی
 طرف اٹھ رہے ہوں گے۔ پس وہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اور گنہگار کو جہنم
 کی آگ سے کوئی پناہ دینے والی چیز نہیں ہوگی اور اس کا ساتھی کہے گا یہ چیز میرے پاس
 تیار ہے۔ جس دن زبانیہ (جہنم کے درمیان) کفار کو گرفتار کرنے کے لیے کھڑے ہوں گے
 اور جلدی کرے گا وہ جس کو وہ سختی سے ہنکائیں گے اور آنسو بہہ رہے ہوں گے اور آگ
 کفار کی طرف کود کود کر جائے گی جس طرح شیر حملہ کرتا ہے جب وہ چنگھاڑ رہا ہو۔ پس
 جہنم کی آواز سے ذلیل ہو جائے گا جو عزیز تھا اور فخر کرتا تھا جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا
 معبود بنا رکھا تھا۔ پس تم دونوں اس کو سخت عذاب میں پھینک دو، اور خدائے برحق کہے گا
 تو ہمیشہ ظالم مٹول اور چھپ چھپ کے گناہ کرتا رہا ہے حالانکہ اس بات کا فیصلہ میرے
 ذمہ تھا اور مظلوم کے لیے ظالم سے انتقام میں نے لینا ہے۔ فرمایا میرے سامنے جھکڑا
 نہ کرو، اور میں تو پہلے سے عذاب کی دھمکی دے چکا ہوں، ان چیزوں کے ذریعہ کہ جن سے

تمہیں گزشتہ دنوں میں ڈرا چکا ہوں، اُن چیزوں سے نہیں ڈرایا۔ جو نافرمانیوں اور گناہوں کے مقابلہ میں تیار کی گئی ہیں۔ کیا میں تم سے اس دن کا وعدہ نہیں کیا تھا باقی دنوں کو چھوڑ کر میرے پاس بات نہیں بدل سکتی اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ پس اللہ کی پناہ ہے اس ہولناک عذاب سے کہ جس میں غافل و جاہل حیران ہوں گے اور صاحبان عقل و فکر جس سے سرگردان ہو جائیں گے جو ابن بلعم اور زید جیسے کفار کے لیے تیار کیا گیا ہے جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو پُرس ہو گئی ہے اور وہ کہے گی کچھ مزید ہے۔ پس ہائے حسرت گناہگاروں کے لیے کہ جس کی تلافی نہیں ہو سکے گی اور اے نصرت مخلصین کی جن کا پاک و صاف ہونا مکمل ہو گا، وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ہو چاہیں گے اُن کے لیے ہیا ہو گا اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے اور حضور قلب کے ساتھ دیکھو اے اللہ کے بندوں کہ دونوں گروہوں میں کتنا فرق ہے اور صحت کو غنیمت سمجھو قبل اس کے کہ دل نکال لیا جائے یہ شک لذتیں فنا ہو جائیں گی اور تنگ و غار باقی رہے گی اور نصیحت ہے اس شخص کے لیے جو صاحب دل ہے یا جو کان دھر کے سنتا ہے اور وہی گواہ ہے نبی کریمؐ نے فرمایا جس شخص کو کوئی ہم و غم لاحق ہو اور وہ یہ کہے اللہم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك نفسی بیدك ما ضی فی حکمك عدل فی قضائك اسئلك بكل اسم هو لك سمیت به نفسك او انزلہ فی کتابك او علمته احدًا من خلقك او استأشرب به فی علم الغیب عندك ان تصلى علی محمد و آل محمد ان تجعل القرآن ربيع قلبي و نور بصري و شفعا صدري و ذهاب غمی و جلا حزنی یا ارحم الراحمین تو خداوند عالم اُس کے ہم و غم کو دور کر دے گا اور اس کی مصیبت کو مٹال دے گا اور اُس کی حاجات کو پورا کرے گا اور جناب رسول خداؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا وبين معصيتك
ومن طاعتنا ما تبطل به جنتك ومن اليقين ما يخون علينا
من معاصب الدنيا و متعنا باسماعنا و ابصارنا على من
عادانا و لا تجعل الدنيا اكبر همنا و لا تسلط علينا من لا يرحمنا

اللهم امن وعنى واستر عورتى اللهم ا صلح ديننا الذى هو
عصمه امرنا واصلح لنا دنيا نالتى فيها معاشنا واصلح
اخرتنا التى عديها منتقلبتنا وجعل الحيااة زيادة لنا فى كل خير
الوفاة راحة لنا من كل سوء اللهم اننا نسئلك موجبات رحمتك و
عزائم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم يا موضع
كل شكوى وشاهد كل نجوى وكاشف كل بلى فانك ترى ولا ترى و
انت بالمنظر الاعلى اسئلك الجنة وما يقرب اليها من قول
وفعل واعوذ بك من النار وما يقرب اليها من قول او فعل اللهم
انى اسئلك خيرا لخير رضوانك والجنة واعوذ بك من شر الشر
سخطك والنار اللهم انى اسئلك خيرا ما تعلم واعوذ بك من
شر ما تعلم فانك انت علام الغيوب -

ذوالنون مصرى سے روایت ہے کہ میں نے بیت المقدس کے ایک پتھر پر لکھا ہوا دیکھا ہر
خالف بھاگتا ہے۔ ہر امید کرنے والا طلب کرتا ہے ہر نافرمان وحشت زدہ ہوتا ہے ہر طاعت
کرنے والا مانوس ہوتا ہے قناعت کرنے والا عزت دار اور ہر طلب کار ذلیل ہوتا ہے۔ میں نے
غور کیا تو اس کلام کو ہر چیز کی اصل پایا اور وہ کہا کرتا تھا لوگ اندازے لگایا کرتے ہیں اور قصداً
قدران پر ہنستی ہے۔



ایک سوال باب

ذکر اور اس کی نگہداشت

خداوندِ عالم فرماتا ہے مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور ایک کتاب میں ارشادِ قدرت ہے میرا ذکر کرنے والے میری ضیافت و مہمانی میں ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری نعمت میں ہیں اور شکر کرنے والے میری زیارت میں ہیں اور میری نافرمانی کرنے والوں کو میں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا، اگر وہ توبہ کریں تو میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو میں ان کا طبیب ہوتا ہوں۔ شہداء و مصائب سے ان کا علاج کرتا ہوں تاکہ انہیں گناہوں اور عیوب سے پاک کروں۔ علی ابن الحسین زین العابدینؑ نے فرمایا رات اور دن کے درمیان ایک باغ ہے جس کی روشنی میں لوگ چمکتے ہیں اور اس کے چمنستانوں میں مشقی نعمتیں حاصل کرتے ہیں پس وہ رات کو بیدار رہ کر اور دن کو روزے رکھ کے لکھل گئے ہیں پس تمہیں ہر رات کے ابتدائی حصہ میں تلاوتِ قرآن اور آخری حصہ میں تضرع و استعفا کرنی چاہئے اور جب دن چڑھے تو اچھے اعمال کر کے اس سے جس سلوک کرو اور بُرے کاموں کو ترک کر دو، اور وہ چھوٹے موٹے گناہ چھوڑ دو۔ جو تمہیں ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہ تمہیں قبیح عیوب کی طرف جھونک دیں گے گویا موت تم پر آدھمکی ہے اور قیامت نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ پس حدی خوانی کرنے والا تمہاری حدی خوانی کرنے والا تمہاری حدی خوانی کر رہا ہے جو تمہاری غایت سے پہلے نہیں مڑے گا لہذا کو تاہی کی پشیمانی سے بچو، جب پشیمانی نفع نہیں دے گی، جس وقت کہ قدم پھسلیں گے۔ آپؑ نے فرمایا ارشادِ قدرت ہے۔ جب میری نافرمانی وہ شخص کرے جو مجھے پہچانتا ہے تو میں اس پر اس کو مسلط کر دینا ہوں جو مجھے نہیں پہچانتا اور فرمایا مومن کی گفتگو ذکر اس کی خاموشی فکر اور اس کی نگاہِ عبرت ہوتی ہے۔ فرمایا میرا دشمن میرے پاس حاجت لے کر آتا ہے۔ تو میں فوراً اس کو پورا کرتے لگتا ہوں اس دُور سے کہ کہیں کوئی اور شخص اس کی حاجت براری

نہ کر دے اور وہ مستثنیٰ ہو جائے اور یہ فضیلت مجھ سے فوت نہ ہو جائے۔ زاہد کے متعلق سوال
 کیا گیا تو فرمایا وہ شخص ہے جو اپنی روزی سے کم کے ساتھ اپنے مقصد تک پہنچتا ہے اور اپنی
 موت کے دن کے لیے تیاری کرتا ہے۔ فرمایا دنیا نیند ہے اور آخرت بیداری ہے اور ہم
 ان کے درمیان خواب پریشاں ہیں فرمایا انسان خدا کے غضب کے زیادہ قریب اس وقت
 ہوتا ہے جب غضب ناک ہو۔ اور شیطان کی اطاعت کے زیادہ قریب تب ہوتا ہے
 جب اکیلا ہو۔ عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو تم فضول پیدا نہیں ہوئے اور
 نہ بے کار تمہیں چھوڑ دیا گیا ہے اور تمہارے لیے ایک بازگشت کی جگہ ہے کہ جس میں
 خدا تمہیں فیصلہ کے دن تمہارے درمیان حکم کے لیے جمع کرے گا پس غائب و حاضر ہے
 وہ شخص جسے اس کے برے عمل کی وجہ سے اپنی اس رحمت سے نکال دے جو ہر چیز پر
 وسعت رکھتی ہے اور اپنی اس جنت سے جس کا عرض آسمانوں اور زمینوں کی وسعت ہے
 اور کل کے دن اس شخص کے لیے امان ہے جو تھوڑی سی چیز کو بڑی چیز کے مقابلہ میں اور فنا
 ہونے والی کو باقی رہنے والی کے بدلے اور شقاوت کو سعادت کے مقابلہ میں پیچ دے
 کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کے جانشینوں کو نہیں دیکھتے اور تمہارے جانشین دوسرے
 لوگ بنیں گے وہ تمہاری میراث لے لیں گے اور تمہارے گھر تمہاری قبریں بن جائیں
 گے اور تم ہر صبح و شام ایسے شخص کی تجھیز و تکفین کرتے ہو جس نے اپنی مدت ختم کر لی ہے اور
 اب اس نے اپنے رب کی ملاقات کی ہے پس تم اُسے زمین کے اس حصہ میں جا رکھتے ہو
 جس میں تکیہ اور فرش نہیں بچھایا گیا وہ اسباب کو چھوڑ چکا ہے اور مٹی میں ساکن ہو گیا ہے
 اور دوستوں سے جدا ہو گیا ہے اور حساب و کتاب سے اس کا سامنا ہے اور اس کا محتاج
 ہے کہ جس کی طرف گیا ہے اور اس سے بے پرواہ ہے جو بھیچے چھوڑ گیا ہے۔ وہ اپنی
 نیکی میں زیادتی نہیں کر سکتا اور کسی بُرائی کو کم نہیں کر سکتا اور جان لو کہ ہر سفر کے لیے زاد راہ
 کی ضرورت ہے کہ جس سے چارہ گار نہیں۔ لہذا اپنے سفر کے لیے تقویٰ کا زاد راہ تیار کرو
 اور اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اس چیز کو دیکھ چکا ہے۔ خدا کے ثواب و عقاب میں سے
 جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہے تاکہ تم ڈرو اور کرو۔ اور اُمید و آرزو تمہیں قریب نہ دے

اور مدتِ دنیا کو طویل نہ سمجھو کیونکہ خدا کی قسم وہ شخص اپنی امید کو نہیں پھیلاتا جسے صبح کے وقت معلوم
 نہیں کہ شام کرے گا اور شام کے وقت معلوم نہیں کہ صبح ہوگی جب کہ اُن کے درمیانی وقفہ میں موتوں
 کو اُچٹ لینا ہے اور دھوکہ باز شیطان کی طرف سے اُمید کے خطرات ہیں اور وہ گناہ کو تمھارے
 لیے آراستہ کرتا ہے تاکہ اس کا ارتکاب کرو اور تو یہ بھلا دیتا ہے تاکہ اُسے بھول جاؤ یہاں
 تک کہ انتہائی غفلت کے وقت موت آجاتی ہے پس اس کے دھوکے کی طرف مائل نہ ہو جاؤ
 وہ تمھیں اپنے جال سے شکار کرے گا اور جان لو کہ قابلِ رشک اور مطمئن وہ شخص ہے جسے عذاب
 خدا اور قیامت کے دن کے احوال ہولناکیوں سے نجات کا وثوق ہے لیکن جسے یہ معلوم نہیں کہ
 اس کا رب اس پر ناراض ہے کہ راضی وہ کس طرح مطمئن ہو سکتا ہے میں اللہ سے پتاہ مانگتا ہوں
 اس سے کہ میں تمھیں حکم دوں یا منع کروں ایسی چیزوں سے جن میں میں تمھاری مخالفت کروں
 ورنہ میرا معاملہ خسارہ میں ہوگا اور میرا غم و غصہ عظیم ہوگا اُس دن جب کہ حق و سچائی کے علاوہ
 کوئی چیز نجات نہیں دے گی اور کوئی شخص کامیاب نہیں ہوگا سوائے اس کے جو قلبِ سلیم
 کے ساتھ خدا کی ملاقات کرے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے لیے مستقیم اور سیدھے
 ہو جاؤ جیسا کہ وہ فرماتا ہے پس اللہ کے لیے مستقیم ہو جاؤ اور اس سے طلبِ مغفرت کرو اور فرمایا
 جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ حق کی راہ پر قائم ہو جاتے ہیں اے لوگو!
 اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے کاتے ہوئے کو مقبوضی کے بعد توڑ ڈالا اور اپنے
 درمیان کھوکھلی قسمیں نہ کھاؤ اور جان لو کہ جو شخص اپنی کسی صفت میں مستقیم نہ ہو وہ ایک مقام
 سے دوسرے مقام کی طرف بلند نہیں ہو سکتا اور وہ اُمتح نہیں ہو سکتا کہ اس کا چلتا صحیح ہے اور
 تقویٰ کی عزت سے نافرمانی کی ذلت کی طرف نہ نکل جاؤ، اور اطاعت کے انس سے
 غلطی کی وحشت میں نہ جاؤ اور اپنے بھائیوں سے پوشیدہ ملاوٹ نہ کرو۔ کیونکہ جو
 اپنے بھائی سے پوشیدہ طور پر دھوکہ کرے تو خدا اس کو اس کے چہرہ کے خطوط اور اس
 کی زبان کے بے سوچے سمجھے الفاظ میں ظاہر کر دیتا ہے پس یہ چیز دنیا کی ذلت اور آخرت
 میں رسوائی عذاب اور پشیمانی کا باعث ہوتی ہے لہذا وہ اعمال کے لحاظ سے خسارہ میں ہوگا
 صادق نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے کوئی چیز مضر نہیں مصیبتوں

کے وقت دعا کرتا، گناہ کے وقت استغفار کرتا۔ اور نعمت کے وقت شکر کرتا۔ فرمایا اَل دَاوُدُ
 کی حکمت میں ہے۔ اے فرزندِ آدم تو ہدایت کی گفتگو کس طرح کرتا ہے۔ جب کہ ہلاکت سے
 تجھے اِقْلَاق تھیں۔ اے فرزندِ آدم تیرا دل سخت ہو گیا ہے اور عظمتِ خدا کو بھول چکا ہے۔
 اگر تجھے اللہ کے متعلق علم ہوتا اور تو اس کی عظمت کو پہچانتا تو ہمیشہ اس سے ڈرتا رہتا اور
 اس کے وعدہ کی اُمید رکھتا پس افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قیصر اور اس میں تنہا رہتے
 کو یاد نہیں کرتا رسول اللہؐ نے فرمایا دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف والے کا امیر و افسر
 ہے پس جب بندہ برائی کرتا ہے تو دائیں طرف والا بائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ جلدی
 نہ کرو اور اس کو سات گھنٹوں تک ہلکتا دو۔ جب سات گھنٹے گزر جاتے ہیں اور وہ استغفار
 نہیں کرتا تو وہ کہتا ہے کہ اب لکھ دو کتنا کم ہے شرم و حیا اس بندے میں اور صادقؑ نے فرمایا۔ نبی
 اکرمؐ نے سعد بن معاذ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کی نمازِ جنازہ کے لیے نوے ہزار
 فرشتے آئے ہیں اور ان میں جبریلؑ بھی ہے جنہوں نے اس پر نماز پڑھی ہے تو میں نے پوچھا
 ہے کہ اے جبریلؑ سعد کس طرح اس کا متحی ہوا ہے کہ تم لوگ اس پر نماز پڑھنے آئے ہو
 عرض کیا یہ سورہ قل هو اللہ احد کی کھڑے ہوئے بیٹھتے سوار ہوتے باپیدل جاتے
 آتے تلاوت کیا کرتا تھا، اور رسول اللہؐ نے فرمایا جب مجھے معراج پر آسمان کی طرف لے
 جایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا اس میں میں نے یا قوتِ سرخ کا ایک قصر دیکھا جس کے
 نور و ضیاء کی وجہ سے اس کا اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا تھا اور اس میں دو قیستے تھے درو
 زبر جد کے میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ قصر کس کا ہے تو اس نے جواب دیا جو پاکیزہ گفتگو کرے
 ہمیشہ روزے رکھے، کھانا کھلائے اور رات کو نماز تہجد پڑھے جب کہ لوگ سوئے ہوئے
 ہوں۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا آپ کی اُمت میں کوئی اس کی طاقت
 رکھتا ہے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کلام کو پاکیزہ کرنے کا کیا مقصد ہے میں نے کہا اللہ اور اس
 کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو شخص سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللہُ
 وَاللہُ اَکْبَرُ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتا کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس
 کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو شخص شہرِ مبر (ماہِ رمضان) کے روزے رکھے اور ان میں

ایک دن بھی افطار نہ کرے۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کھانا کھلانے کا کیا مطلب ہے! میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو اپنے اہل و عیال کے لیے اتنی تلاش معاش کرے کہ جس سے ان کے چہرے لوگوں سے محفوظ رکھ سکے۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے رات کا تہجد کیا ہے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں (فرمایا) جو عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہ سوئے جب کہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مشرکین ان دو وقتوں کے درمیان سو جاتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور میں جنت میں داخل ہوا تو کستوری کے سفید رنگ کے چٹیل میدان دیکھے جن میں ملائکہ کو مکانات بناتے دیکھا جن کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور بعض اوقات وہ رُک جاتے تھے تو میں نے اُن سے کہا کیا بات ہے کہ کبھی بناتے ہو اور کبھی رُک جاتے ہو۔ وہ کہنے لگے تاکہ ان کا سامان آجائے میں نے کہا ان کا سامان کیا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ مومن کا یہ کہنا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ جب مومن یہ کلمات کہتا ہے تو ہم بنانے لگ جاتے ہیں اور جب خاموش ہو جاتا ہے اور رُک جاتا ہے تو ہم بھی رُک جاتے ہیں۔



بائیسواں باب

نماز شب (تہجد) کی فضیلت

ارشادِ خداوندی ہے وہ رات کو تھوڑا سوئے ہیں اور سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہیں فرمایا ان کے پہلو لیٹنے کی جگہوں سے دُور رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیلے ہے خرچ کرتے ہیں وہ جو رات کے اندر سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کرتا آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے فرمایا اور وہ لوگ جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے اور قیام میں اور فرمایا رات کے کچھ حصہ میں نماز تہجد پڑھو تیرے لیے نافع ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر مبعوث کرے۔ فرمایا اے چادر اور ٹھٹھنے والے رات کو کھڑا ہو۔ مگر کم نصف شب یا اس سے کچھ کم کر دے یا اس پر زیادہ کر دے اور قرآن کو ترتیل سے پڑھو اور خدا اپنے رسولؐ کو نہیں بلاتا مگر امر جلیل اور فضل جلیل کے لیے۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا مومن کا شرف ہے۔ نماز تہجد اور اس کی عزت ہے لوگوں سے مستغنی ہونا اور فرمایا جب خدا اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو منادی ندا کرے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو فرشِ خواب سے دُور رہتے تھے۔ جو اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے تھے تو وہ کھڑے ہو جائیں۔ اور وہ قلیل مقدار میں ہوں گے۔ پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حجاب و کتاب ہو گا۔ حدیث صحیح میں رسول اللہؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا جنت عدن میں ایک درخت ہے جس سے اُلٹی گھوڑے خارج ہوں گے جن پر یا قوت و زبرد کی زینیں کسی ہوں گی۔ جن کے پر ہوں گے وہ بول و براز نہیں کریں گے۔ اُن پر اولیائے خدا سوار ہوں گے۔ وہ انہیں جنت میں لے اُڑیں گے جہاں وہ چاہیں گے۔ فرمایا پس جنت والے انہیں پکار کر کہیں گے اے ہمارے

بھائیو! آپ نے ہم سے انصاف نہیں کیا۔ پھر وہ کہیں گے ہمارے مالک تیرے ان بندوں
 تے تجھ سے ہمارے علاوہ کس طرح یہ کرامت جلیلہ حاصل کی ہے تو انھیں بواطن عرش
 سے ایک فرشتہ پکار کر کہے گا یہ لوگ رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے جب تم لوگ
 سو رہے ہوتے اور یہ روزہ رکھتے! جب تم کھاتے رہتے اور یہ اپنے مال سے اللہ کی
 رضا کے لیے صدقہ دیتے جب کہ تم بخل کرتے تھے اور یہ اللہ کی زیادہ یاد کرتے اور
 مست نہیں پڑھتے تھے اور یہ اپنے رب کے خوف سے روتے اور اُس سے ڈرتے رہتے
 تھے اور خداوندِ کریم نے جو مناجات جناب داؤد سے کی ہے اُس میں یہ بھی تھا تجھ پر لازم
 ہے استغفار کرنا رات کی تاریکی اور سحر کے وقت اے داؤد! جب تجھ پر رات اپنا پردہ
 ڈال دے تو آسمان میں ستاروں کے بلند ہوتے کو دیکھ کر میری تسبیح کرو میرا ذکر زیادہ کیا کرو
 تاکہ میں بھی تمہیں یاد رکھوں۔ اے داؤد! متقی لوگ رات کو نہیں سوتے بلکہ وہ میری نماز پڑھتے
 ہیں اور اپنا دن میرے ذکر میں گزارتے ہیں اے داؤد! عارف لوگ بیداری کی سلامتی سے
 اپنی آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں اور رات کو کھڑے ہو کر میری رضا چاہتے ہیں۔ اے داؤد!
 جو شخص رات کے وقت نماز پڑھے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور اس سے اس کا
 مقصد میری رضا ہو تو میں اپنے فرشتوں کا حکم دیتا ہوں کہ وہ اس کے لیے استغفار کریں اور
 اس کی طرف میری جنت مشتاق ہوتی ہے اور اس کے لیے ہر خشک و تر چیز دعا کرتی ہے
 اے داؤد! سنو جو میں کہتا ہوں اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے گنہگار بندے پر اس کی اپنی
 ذات سے زیادہ رحیم ہوں کہ میں اپنے اس بندے سے محبت کرتا ہوں جو مجھ سے محبت
 نہیں کرتا اور اس سے شرم و حیا کرتا ہوں، حالانکہ وہ مجھ سے حیا نہیں کرتا۔

وصیت اے بھائی جان! کہ رات اور دن اپنے چلنے میں سستی نہیں کرتے اور وہ
 فرزندِ آدم کی عمر کو ناقص کرتے کے لیے چلتے ہیں اور وہ گھڑیاں اور لٹھے ہیں۔ پس جب
 تم ان کی تیز رفتاری کے باوجود ایک لٹھے کے لیے غافل ہو جاتے ہو تو وہ دن کی ساری
 گھڑیاں غفلت میں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر جب رات آ جاتی ہے اگر تم ساری رات سوئے
 رہو تو تم ایسے شخص ہو گئے کہ جس کے لیے رات و دن میں کوئی خیر نہیں۔ اب جس شخص کی

یہ حالت ہو تو اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے کیونکہ اس کا دل مر چکا ہے اور اس جسم کی زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس کا دل مر چکا ہو، پھر کہا اے رات میں مردار اور دن میں بے کار ہستے والے کام تو تو قایم کروں والے کرتا ہے اور منازل ابرار کا مطالعہ کرتا ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا تک تو ٹھنڈے لوہے پر تھوڑے مارتا رہے گا۔ نبی اکرمؐ سے دار و ہوا ہے اولادِ آدمؑ میں سے کم لوگوں کے علاوہ باقی غفلت اور نقصان میں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ جیب کسی کے مال میں زیادتی ہو تو وہ خوش ہوتا ہے اور یہ رات دن اس کی عمر کو لپیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ یہ بات اُسے محزون کرتی ہے اور اُسے وہ مال کی زیادتی کس طرح بے پرواہ کرے گی۔ کہ جیب عمر کم ہو گئی۔ کسی شخص سے کہا گیا فلاں شخص تے مال کا استفادہ کیا ہے کہتے لگا اتنے دنوں کا استفادہ بھی کیا ہے کہ جن میں اس کو خرچ کرے اور کہا گیا ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے۔ اے بیچاس سال والو اس زراعت کے کاٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ اے ساٹھ سال والو اپنے لیے کون سا عمل صالح آگے بھیج چکے ہو اور کتنے اموال پچھلے لوگوں کے لیے چھوڑ رہے ہو جو تم پر رحم نہیں کریں گے اے ستر سال والو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ کاش مخلوق پیدا نہ ہوتی اور جب پیدا ہو چکی تو کاش انہیں معلوم ہوتا کہ وہ کس لیے پیدا ہوئے ہیں پس اے بھائی اس بات کو پہچانو اور عمل خیر کے لیے جلدی کرو پھر جلدی کرو قبل اس کے کہ تجھ پر وہ چیز نازل ہو جس کا تجھے خوف ہے اور کوئی شخص بھی تجھے تیری نماز دعا اور تیرے رب کے ذکر سے مشغول نہ رکھے اور رقیب و عقید فرشتے وہ چیز اوپر لے جائیں جو کم ہو اس سے جو پہلے جاتے تھے خدا تو اس پر تجھ سے راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اس کے ہر دن کی اطاعت پہلے سے زیادہ ہو۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس کے دونوں دن برابر ہوں وہ خوارہ میں ہے اور جس کا آنے والا دن آج سے بدتر ہے وہ ملعون ہے اور جو اپنے عمل کی کمی کو محسوس نہ کرے تو اس کی عقل ناقص ہے اور جس کے عمل اور عقل میں نقص ہو تو اس کے لیے موت اس کی زندگی سے بہتر ہے اور جان لو اے بھائی کہ وہ عقل مند جو اللہ کو پہچانتے ہیں اور خدا کی رضا کے حصول میں کوشش کرتے ہیں تم انہیں رات کے اکثر حصہ میں دیکھو

گے کہ وہ اپنے پروردگار کے ذکر سے لذت حاصل کرتے ہیں اور وہ اس کی عبادت میں لوٹتے
 پہلے رہتے ہیں کبھی نماز نافلہ میں کبھی کسی سورت کی تلاوت میں کبھی تسبیح و استغفار و دعا و تضرع
 وزاری اور اس کے خوف سے خوف سے گریہ کرتے ہیں لگے رہتے ہیں وہ رات کو نہیں ہوتے
 مگر حیب نیند کا غلبہ ہو جائے یا جس سے وہ اپنے اجسام کو راحت پہنچائیں ایسے لوگ ہی نیک
 اور اچھے ہیں اور تیری کیفیت تو دھوکہ کھاتے والے جیسی ہے کہ رات کو تو مردار اور دن کو بیکار
 ہے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت نہ کرتے کو جھوٹے عذر پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے میرے
 قومی ضعیف ہیں۔ میں دن کی مشقت سے تھکا ماندہ ہوں میں بیمار ہوں سر میں درد ہے۔
 سردیوں میں سردی کی دلیل پیش کرتا ہے۔ اور گرمیوں میں گرمی کی حالانکہ یہ جھوٹے عذر ہیں
 اگر کوئی بادشاہ تجھے ایک دنیا دے دے یا لباس دے اور تجھے حکم دے کہ تو اس کے دروازے
 پر کھڑے ہو کر رات کو پہرہ دے تو تم فوراً اس کے لیے تیار ہو جاؤ گے۔ بلکہ اگر کہے کہ اپنے
 ہتھیار اٹھاؤ اور میرے آگے آگے چلو اور میرے دشمن سے جنگ کرو، تو تو اپنی عزت
 روح اس کے لیے خرچ کر دے گا۔ چاہے تو قتل ہی کیوں نہ ہو جائے اور کتنے اشخاص ہیں
 جو ایک درہم اجرت دوسرے کی زراعت یا پھل کی نگہبانی کے لیے لیتے ہیں اور سخت سردی
 یا سخت گرمی میں ساری رات پہرہ دیتے ہیں اور اگر تیرا ارادہ ہو سفر کرنے کا یا کسی دنیاوی
 کام میں مشغول ہوتے کا تو ساری رات سامان سفر کے درست کرنے میں مشغول رہتا ہے اور
 اپنی تجارت کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی خدمت کے لیے یہ عذر کیوں
 کیوں پیش کرتا ہے۔ تو یہ بات تیرے بھڑٹ اور ان چیزوں کے متعلق کمزور یقین کی
 دلیل ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اطاعت پر ثواب اور جنت میں سے وعدہ کیا ہے
 بے شک تو نے اس بارے میں اپنے نفس کی جو بُری چیز کا حکم دیتا ہے اور ابلیس کی اطاعت
 کی ہے۔ حالانکہ خداوندِ عالم نے اس اطاعت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے بے شک شیطان
 تمہارا دشمن ہے۔ پس اسے اپنا دشمن سمجھو وہ اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہو
 جائیں۔ فرمایا شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا ہے اور بُرے کاموں کا حکم دیتا ہے اور
 اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے پس ڈرا اپنے نفس کو۔ اے بھائی طویل نیند

سے اور اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ اس سے اپنی مراد پالے خدا بھلا کرے ایک
 زاہد کا جس نے یہ اشعار کہے ہیں اے میرے دوست بستر سے دُور رہ موت کے خوف سے جو
 سکراتِ موت سے ڈرتا ہے اُسے معلوم نہیں کہ نیند کی لذت کیسی ہے زراعتِ آخر کو پہنچ چکی
 ہے اب اس کے کاٹنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں لہذا اے بھائی بیدار ہو جا اپنے تئیں اب
 غفلت سے تیری عمر کا اکثر حصہ غفلت اور نیند میں گزر چکا ہے۔ اب اللہ کے لیے قیام
 کرنے کا حصہ اپنی باقی عمر میں نہ بھول جا تا کہ تیرا خاتمہ یا تحیر ہو جائے۔ اس کو غنیمت سمجھ تو تو
 فائدہ حاصل کرے گا اور اس سے غافل نہ ہو ورنہ پشیمان ہو گا خداوندِ عالم نے قیامت
 کے دن کو حسرت و ندامت کا نام دیا ہے اور دوسرے مقام پر تعاین و خسارہ کا دن
 کہا ہے۔ نبی اکرمؐ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ہر مخلوق پشیمان ہوگی۔ لیکن اُسے پشیمانی
 فائدہ نہیں دے گی نیک بخت توحید جنت اور جو کچھ خداوندِ عالم نے اس میں اپنے
 متقی اولیاء کے لیے تیار کیا ہے کو دیکھے گا تو پشیمان ہوگا۔ کیونکہ اس کا عمل ان کے عمل کی
 طرح نہیں ہوگا اور اس کے عمل سے زیادہ عمل درکار ہوگا تا کہ فردوسِ اعلیٰ میں ان کے
 بلند درجے تک پہنچ سکے اور اگر انسانِ شقیاء میں سے بد بخت ہو تو جیب وہ جہنم
 کی آگ اور اس کی آواز کو سُنے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس میں دردناک عذاب مہیا
 کیا ہے اُسے دیکھے گا تو چیخے گا اور پشیمان ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے گناہ اور نافرمانیاں
 ترک نہیں کی تھیں تا کہ وہ اس چیز سے بچ سکتا جس میں مبتلا ہوگا۔ لہذا یہی اور یہی بُری
 مصیبت ہے۔ اب تدارک کر لے اے بھائی جو کچھ تجھ سے کوتاہی ہو چکی ہے اور
 اپنی ذات پر روتے ہوئے آنسو بہا۔ کیونکہ تو اس قابل نہیں کہ اپنے مالک کے دروازے پر
 کھڑا ہو سکے۔ لہذا اُس نے تجھے سُلا دیا ہے اور اگر وہ سمجھتا کہ تو اس کے دروازے پر کھڑا
 ہوتے کے لائق ہے تو زندگی ختم ہوتے سے پہلے فوراً تجھے کھڑا کر دیتا۔ کیونکہ دنیا آخرت
 کی کھیتی اور تو جتنا دنیا میں بوئے گا اتنا ہی آخرت میں کالے گا، اور باری تعالیٰ اپنے
 بندوں کو اس کی اطاعتوں کی طرف بلدی اور سبقت کرتے کا حکم دیتا ہے۔ لہذا فرمایا ہے
 کہ اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف جس کا عرصہ آسمان و زمین جتنا ہے

ہوتیار کی گئی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں جلدی کرو
 اور جو ساری رات عبادات سے سویا رہے تو اُس سے اطاعت نہیں کی جس کا خدا نے اُسے
 حکم دیا تھا۔ جو کہ معفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی کرتا ہے جو وسیع و عریض ہے
 اور عمل کرتے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور جو ساری رات سویا رہے تو یہ اس بات کی
 دلیل ہے کہ اس نے دن میں کوئی بڑا گناہ کیا ہے۔ لہذا خدا نے اس پر عقاب کیا ہے اور
 اُسے اپنے دروازے اور ان عبادت کرنے والوں کی رفاقت سے جو اس کے دوست
 و محبوب ہیں دھتکار دیا ہے اور اگر نماز شب چھوڑ کر سونے کو معلوم ہو جائے کہ کتنا ثواب
 عظیم اور اجر دائم اس سے فوت ہوا ہے تو وہ طویل کر یہ کرتا۔ ابن مسعود سے روایت ہے
 وہ کہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کی تاُمیدی کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ رات سو کے
 گزار دے اور وہ اس میں دو رکعت نماز یا ذکر خدا نہ کرے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ عرض
 کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص کل رات صبح تک سوتا رہا آپ نے فرمایا ان کے کان میں شیطان
 بیٹاب کر گیا ہے۔ لہذا بیدار نہیں ہوا اور ایک عابد ساری رات عبادت کرتا رہتا تھا جب
 سحر کا وقت ہوتا تو وہ یہ اشعار پڑھتا: بخیر داراے آتھ تجھ پر افسوس ہے۔ میری مدد کر طویل
 آنسوؤں کے ساتھ تاریک راتوں میں شاید تجھے قیامت کے دن موتیوں کے قصر میں ہو رالین
 پر کامیابی حاصل ہو جائے۔ ایک عابد کا کہنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک نہر
 کے کنارے پر ہوں جس میں خوشبودار کستوری رواں ہے اور اس نہر کے کنارے پر
 موتیوں اور موتے کی شاخوں والے درخت ہیں۔ اچانک آراستہ پیرا ستہ لڑکیاں آئیں جنھوں
 نے سندس کے کپڑے پہن رکھے تھے گویا ان کے چہرے چاند کی مانند ہیں اور وہ کہتی تھیں
 منترہ ہے وہ ذات جس کی تسبیح ہر زبان میں ہوتی ہے منترہ ہے وہ جو ہر جگہ موجود ہے۔ منترہ
 ہے وہ جو ہر زمانہ میں موجود ہے پس میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ وہ شعریں کہنے لگیں
 ہمیں لوگوں کے معبود محمد کے پروردگار نے ایسے لوگوں کے لیے پیدا کیا ہے جو رات گوشہ
 و کنار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ عالمین کے رب اپنے معبود سے مناجات کرتے ہیں اور
 قوم کی سواریاں چلتی ہیں جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کیا کہتا ان لوگوں

کا وہ کون ہیں کہتے لگیں وہ لوگ ہیں جو رات کو تلاوت قرآن کر کے بیدار رہتے ہیں اور خدا کا ذکر تلاوت و جلالت میں زیادہ کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور سحر کے اوقات میں استغفار کرتے ہیں۔ پس اسے بھائی اپنے آپ کو عتاب و سرزنش کر اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے کرتے کا عند اس سے قبول نہ کر کیونکہ یہ عذر باطل ہیں پس رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے والے بیداری اور قیام و قعود کے متحمل ہوتے اور صبر جمیل کرتے ہیں۔ اس کے بدلے آخرت میں انہی طویل راحت ایسی نعمت کے ساتھ میسر ہوگی جس کے بدلے ختم ہونا نہیں اور تو اسے مسکین اگر ان کی طرح صبر کرے اور ان کی طرح عمل کرے تو تجھے بھی ان چیزوں میں کامیابی حاصل ہوگی جن میں انھیں ہوتی ہے لیکن تو نے سوتے کی لذت کو زادِ راہ کے حاصل کرنے پر ترجیح دی ہے۔ مساکین بندوں پر تو نے اپنے مال سے سخاوت نہیں کی۔ لہذا خدا نے اپنے زاہد بندوں کو تجھ پر ترجیح دے کر انھیں قریب دیا ہے اور تجھے دُور کر دیا ہے اور انھیں اپنے دروازے کے نزدیک کیا ہے اور تجھے دھتکار دیا ہے اور جان لے کر اگر تو تیک اعمال اور اللہ کی عبادت سے خوش نہیں ہوتا تو سمجھ لے کہ تو بیڑیوں میں جکڑا ہوا قیدی ہے جسے اس کے گناہوں اور خطاؤں نے قید کر رکھا ہے، لہذا دوڑ لگا اے بھائی عبادت کرتے والوں کے ساتھ رات کو بیدار رہ کر تاکہ جناتِ اعلیٰ میں ان سے گئے سبقت لے جائے یاد رہے کہ رات آگے بڑھتے والا عمدہ گھوڑا ہے کہ جس پر صالحین سوار ہو کر جنات کے بلند درجوں کی طرف جاتے ہیں پس تو بھی ان اشخاص میں سے ہو جائے گا۔ جن کی خدا نے اپنی کتابِ عزیز میں تعریف کی ہے اور فرمایا ہے ان کے پہلو فرشِ ثواب سے دُور رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق دیا ہے اُسے خرچ کرتے ہیں۔ پس تم غور کرو کہ کیسی مدح کی ہے خدا نے ان لوگوں کی جو رات کو نماز پڑھتے اور جو کچھ اللہ نے انھیں دیا ہے اُسے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ خوف ہو کہ تو سونے کے بعد نماز کے بدلے بیدار نہیں ہو سکے گا تو سونے سے پہلے نماز کا حصہ لے لے اور اوقاتِ سحر میں استغفار کرتے سے غافل نہ رہ۔ یہ وہ وقت ہے کہ جس میں پرندے بھی نہیں سوتے۔ بلکہ تسبیح و ذکر کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں

اور تمھارے اوپر لازم ہے دعاؤں کی تلاوت اور مناجات کرنا کیونکہ دعا عبادت کا
گودا ہے اور تمھارے لیے سونے سے کوئی چارہ نہیں تو پھر بھی ایک گھنٹہ تو یہ گریہ اور
دعا کے لیے بیدار رہ کیونکہ اگر تو غافل رہا اور ساری رات سوتا رہا یہاں تک کہ دعا کے وقت
بھی تو تمھارا دل مرچکا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جائے تو خدا اُسے اپنے قریب سے دور کر
دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مومن کی کم از کم کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر رات نماز شب کی چار رکعت
پڑھے اور اس سے کم یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ العزیز کی سو آیات کی تلاوت کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ
کی تسبیح اور اپنے لیے اپنے والدین اور مومنین کے لیے دعا کرے۔ پھر اللہ سے استغفار کرے
تاکہ غافلین کے رجسٹر میں اس کا نام نہ لکھا جائے اور تمھیں علم ہو جانا چاہیے کہ مغرب و عشاء
کے درمیان والی نماز کی بہت فضیلت ہے اور یہ صلوٰۃ ابراہیم ہے اللہ کی رجوع کرنے
والے اور مروی ہے کہ اس کا نام غفلت کی گھڑی ہے اور یہ مغرب و عشاء کے درمیان
دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد وَذِ الشُّوْنِ اِذَا ذَهَبَ مُخَاضِبًا اور
دوسری رکعت میں الحمد کے بعد وَعِنْدَ صَفَاتِجِ الْخَيْبِ اور یہ نماز اللہ کے نزدیک
دن کے روزے سے بہتر ہے اور جان لے آئے بھائی اگر تو اطاعت پر عمل کرے اور
عبادات پر موافقت کرے، روزے رکھے صدقہ دے نیکی اور صلہ رحمی کرے اور اس
سے تیرا مقصد خالص اللہ کی رضا ہو جو ریاکاری سے خالی ہو کہ اعمال کو حیط اور ضائع کر دیتی ہے
اور اس میں خدا کے اس قول کی پیروی کر اور البتہ آخرت کا گھر بہتر ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا
کہ خداوند عالم فرماتا ہے ہمیشہ میرا بندہ خالص نوافل کے ذریعہ میرا قریب حاصل کرتا رہتا
ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو جب مجھے اس سے محبت ہو جاتی
ہے تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جن
سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ چیزوں کو پکڑتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے
سوال کرے تو میں اس کو عطا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اُسے پناہ دوں گا
آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب بندہ اپنے بستر سے اٹھے اور اس کی آنکھوں میں آنکھ ہو تاکہ
وہ اپنے مالک کو نماز تہجد کے ساتھ راضی کرے تو خداوند عالم اپنے ملائکہ سے فرماتا

کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم میرے اس بندہ کی طرف نہیں دیکھتے جو اپنے بستر سے اٹھا
ہے اور اس نماز کو بجالانے کے لیے اُس نے اپنی بیٹھی نیند ترک کر دی ہے جو میں نے اس پر
فرق نہیں کی۔ گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ سحری کھانے سے
دن کے روزے پر اور دن کو قیلو لہ کر کے رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے پر مدد حاصل
کرو۔ کوئی شخص ساری رات نہیں سوتا مگر یہ کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر جاتا ہے
اور قیامت کے دن وہ مفلس اور خالی ہاتھ ہو کر آئے گا، ہر شخص کو ایک فرشتہ رات گئے
وقت دو مرتبہ بیدار کرتا اور کہتا ہے اے اللہ کے بندے اٹھ کر اپنے مالک کو یاد کرو
اب اگر تیسری مرتبہ وہ بیدار نہ ہو تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے حضرت
عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے اور روتے
تھے۔ پھر آپ بیٹھ جاتے قرآن پڑھتے دعا کرتے اور گریہ کرتے۔ پھر آپ بیٹھ کر قرآن پڑھتے
دعا کرتے اور روتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ فارغ ہوئے تو لیٹ گئے اور آپ
پڑھتے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کے رخسار اور ریش مبارک
تر ہو گئی، تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا خداوند عالم نے آپ کے گزشتہ اور
آئندہ گناہ معاف نہیں کر دیئے تو آپ نے فرمایا کہ بے شک تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ
ہوں۔ مترجم کہتا ہے کہ اس روایت کا ظہور عصمت انبیاء کے خلاف ہے لیکن چونکہ
یہ اشارہ ہے ایک آیت کی طرف جس کی صحت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں لہذا آیت کی
طرح روایت کی بھی تاویل کرتی پڑے گی۔ جیسا کہ تنزیہ الانبیاء اور دیگر کتب کلام میں درج
ہے۔ فرمایا سردی کا موسم مومن کی بہار ہے۔ دن اس کا چھوٹا ہوتا ہے اس میں وہ روزہ
رکھتا ہے اور رات طویل ہوتی ہے۔ اس میں کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے اور فرمایا
جے خوف ہو کہ وہ نماز تہجد سے سو جائے گا تو موتے وقت یہ آیت پڑھے قُلْ اِنَّمَا
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُؤَلِّهِ اِلٰی اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ
رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ
اَنْتَ بَهِتٰی لِاَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَيْكَ اَدْعُوكَ فَتَجِیْبُنِي وَاسْأَلُكَ فَتُعْطِیْنِي وَ

اَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرْ لِي اُور یہ کہو اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْنِيْ مِنْ مَّضْجِعِيْ لِذِكْرِكَ
وَشُكْرِكَ وَاسْتَغْفَارِكَ وَلَا تَدَاوِنِيْ كِتَابِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جن گھروں میں نماز تہجد پڑھی جاتی ہے اور قرآن
کی تلاوت ہوتی ہے وہ اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکتے ہیں جیسا کہ کو ایک دری اہل زمین
کے لیے چمکتے ہیں۔ اور علم الیقین کے ساتھ جان لو کہ جن تقریبات کے ذریعہ بندہ خدا کے
قریب ہوتا ہے جو اللہ کے نزدیک زیادہ عظیم ہیں وہ نماز تہجد اور اس کے بعد تسبیح و تہلیل
اور خدائے عزیز و حمید سے مناجات کرنے اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے۔ اور
نماز تہجد کی دعاؤں کو گریہ اور خستہ و خضوع سے پڑھتے پھر طلوع فجر تک قرآن مجید
کی تلاوت کرتے اور نماز تہجد کو نماز صبح سے ملانے سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے۔
بے شک میں ایسے شخص کو دنیا میں بغیر کد و کاوش اور تعب و تکان کے رزق و وسیع کی خوش
خبری دیتا ہوں۔ علاوہ عافیت و صحت کے جو اس کے جسم کو شامل ہوگی اور جیب وہ مر
جائے اس کی قبر میں جنت کی نعمتوں اور اس نماز کے نور و ضیاء سے قیامت تک اس کی
قبر کے روشن ہونے کی بشارت دیتا ہوں اور میں اسے خوش خبری دیتا ہوں کہ خداوند عالم
اس سے حساب و کتاب نہیں لے گا اور اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ اُسے جنت کے
مقام اعلیٰ علیین میں محمد و آل محمد کے جوار میں داخل کریں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ پس
کس قدر غنیمت کا مقام ہے وہ کہ جس کا انجام اتنا بہتر ہے۔ جب کہ یہ ریاکاری اور
عجب سے سالم ہو اور آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو جو وصیت فرمائی اس میں ارشاد کیا کہ تم پر
لازم ہے نماز تہجد کا بجالانا اور آپؐ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا اور آپؐ نے فرمایا کیا
تم نماز تہجد پڑھتے والوں کی طرف دیکھتے نہیں ہو کہ اُن کے چہرے سب لوگوں سے
زیادہ حسین ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ رات کے وقت اللہ تعالیٰ سے خلوت میں رہے ہیں
لہذا اُس نے اتنا نور خاص انہیں پہنا دیا ہے۔ حضرت باقرؑ سے نماز تہجد کے وقت
کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا وہی وقت ہے جس کے متعلق ہمارے نانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم کا متادِی سحر کے وقت ندا دیتا ہے کیا کوئی پکارتے والا
 ہے کہ جس کی دعا کو قبول کروں۔ کیا کوئی استغفار کرتے والا ہے تاکہ میں اُسے بخش دوں
 کیا کوئی طلبِ گار ہے کہ میں اُسے عطا کروں پھر وعدہ کیا تھا کہ میں اس تمھارے استغفار
 کروں گا، اور وہ وہی وقت ہے جس میں استغفار کرنے والوں کی قدا تے مدح کی ہے۔
 پس فرمایا وہ لوگ اوقاتِ سحر میں استغفار کرتے ہیں اور نماز تہجدِ اول شب کی یہ نسبت آخر
 شب میں افضل ہے اور وہ دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے اور اس میں نماز پڑھنا مومن
 کا اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہدیہ ہے پس تم اپنے مالک کے دربار میں اچھا ہدیہ پیش کرو
 خدا تمھارے انعامات اچھے قرار دے گا۔ کیونکہ اس پر موانعیت اور ہمیشگی نہیں کرتا مگر
 مومن صدیق اور جان لے خدا تیری تائید کرے کہ نماز تہجدِ آخری نصف شب کی ابتداء میں
 افضل ہے اس شخص کے لیے جو قرأت اور دعا کو طول دے اور جو مختصر کرے اس کے
 لیے آخری وقت افضل ہے۔ صادقؑ نے فرمایا۔ آنکھ کو پورا اھٹھ نیند کا نہ دو۔ کیونکہ یہ
 سب سے کم شکر کرنے والی چیز ہے روایت ہے کہ ایک جھوٹ بولتے سے انسان نماز
 تہجد سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب نماز تہجد سے محروم ہوا تو اس وجہ سے رزق سے بھی محروم
 ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو یہ گمان کرے کہ رات کو
 پڑھتا ہے اور دن کو بھوکا رہتا ہے اور جو کچھ جناب موسیٰؑ ابن عمرانؑ کی طرف وحی ہو
 اس میں تھا اگر تم ان لوگوں کو دیکھو جو تاریکی شب میں میری نماز پڑھتے ہیں اور میں ان کی
 نگاہوں کے سامنے ہوتا ہوں اور وہ مجھ سے خطاب کرتے ہیں حالانکہ میں مشاہدہ سے
 ارفع ہوں اور وہ مجھ سے گفتگو کرتے ہیں۔ حالانکہ حاضر ہونے سے زیادہ باعزت ہوں
 اے فرزندِ عمرانؑ مجھے اپنی آنکھ سے آنسو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے
 خضوع دے دے پھر مجھے تاریکی شب میں پکار تو مجھے قریب سے جواب دینے
 والا پائے گا۔ اے فرزندِ عمرانؑ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ جو یہ گمان کرے کہ اسے مجھ سے
 محبت ہے اور جب رات اس پر چھا جائے تو مجھے چھوڑ کر سو جاتا ہے۔ مفصل
 بن صالح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے مولا و آقا صادقؑ نے فرمایا کہ

خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں جو اس سے اس کے خالص بھید میں معاملہ کرتے ہیں۔ پس وہ ان سے خالص نیکی کا معاملہ کرتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال کے دفتر قیامت کے دن جلدی سے گزر جائیں گے۔ پس جب وہ بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہوں گے تو خدا انہیں پُر کر دے گا۔ ان پوشیدہ چیزوں سے جو پوشیدہ طور پر ان سے اس کے لیے صادر ہوئی ہیں۔ میں نے کہا یہ کس طرح فرمایا خدا تانہیں اصل و بلند تر قرار دیا ہے اس سے کہ اگر اگالتین ان چیزوں پر مطلع ہوں جو اس کے اور ان کے درمیان ہیں اور اس روایت میں اس امر پر دلالت موجود ہے کہ چھپا کر عبادت کرنا افضل ہے ظاہر بظاہر عبادت سے اور جناب رسالت مآب کا ارشاد ہے کہ بہترین عبادت وہ ہے جو زیادہ چھپلے کی جائے اور بہترین ذکر مخفی و پوشیدہ ہے اور آپ کا فرمانا کہ چھپا کر نماز پڑھنا سامنے کی نماز سے سترگنا زیادہ ثواب ہے اور خداوند عالم نے حضرت ذکریا کی طرح کی ہے جب کہ اس نے اپنے رب کو مخفی طور پر پکارا اور خدا نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کو تضرع و زاری اور چھپا کر پکارو، بلند آواز سے تو یہ احادیث و آیات صریح ہیں کہ چھپ کر عبادت کرنا افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں سے سنا کہ وہ بلند آواز سے دُعا مانگ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا آہستہ کرو تم اس ذات کو پکار رہے ہو جو سنتا اور دیکھتا ہے اور تمہارے ساتھ رہتا ہے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ مستحب ہے کہ نماز تہجد یا بچہ پڑھی جائے تو یہ صرف قرأت حمد و سورۃ سے مخصوص ہے نہ کہ دُعا اور معلوم رہے کہ نماز میں رفع یدین کی کیفیت یہ ہے کہ کھلے ہوئے انسان کے ہاتھ سینے کے محاذات میں ہوں سعدین یار سے مروی ہے کہ صادقؑ نے فرمایا اس طرح سے رغبت کرنا اور آپ نے ہتھیلیوں کا یاطنی حصہ آسمان کی طرف کر دیا پھر فرمایا اس طرح دُرتا ہے اور آپ نے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر دی اور فرمایا اس طرح ہے تضرع و زاری اور اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو دائیں بائیں حرکت دی اور فرمایا اس طرح ہے سب کچھ چھوڑ کر خدا سے لو لگانا اور آپ نے اپنی دونوں انگلیاں اوپر کیں اور نیچے کیں اور فرمایا ایتھال اور گڑ گڑاتا اس طرح ہے اور اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے قبلہ کی طرف پھیلا دیئے اور فرمایا جو تم میں سے گڑ گڑائے تو اس کے

آنسو و خساروں پر بہہ رہے ہوں اور اگر روتا نہیں تو رونے کی شکل بنائے اور جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ بیٹھ کر پڑھے اور امیر المؤمنین فرماتے ہیں جو شخص سونے کے وقت نثر مرتبہ اللہ سے استغفار کرے تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا۔ جن کے متعلق خدا فرماتا ہے جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں اور فرمایا جو شخص ہر رات نثر آیات پڑھے اس کا شمار غافلین میں نہیں ہوگا۔ ایک بزرگ نے کہا اگر میں رات گزاروں سو کر اور صبح کروں پشیمانی کے عالم میں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ رات گزاروں کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں اور صبح کروں عجب کے ساتھ اور بنی اسرائیل کے ایک شخص نے قربانی دی پس وہ قبول نہ ہوئی اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا اور کہتا تھا اے نفس یہ تجھ سے اور تیری طرف سے مجھ پر مصیبت آئی ہے تو اس کو ندا آئی کہ تیرا اپنے نفس پر ناراض ہوتا ایک لاکھ سال کی عبادت سے بہتر ہے ایک بزرگ کہتا ہے کہ میں ایک رات اپنے درد و وظیفہ سے سو گیا تو ایک ہاتھ کی آواز سنی جو کہہ رہا ہے کہ کیا تو خداے رحمن کی حاضری سے سو گیا ہے۔ حالانکہ وہ رضوان کے انعام احباب و دوستوں میں تقسیم کر رہا ہے اور جو ہم سے مرید چاہتا ہے وہ طویل رات نہیں سوتا اور اپنے نفس کے لیے تھوڑی سی عبادت پر قناعت نہیں کرتا اور مستحب ہے کہ دعا کرتے وقت اس کے ہاتھ کپڑے کے نیچے نہ ہوں۔ ایک بزرگ نے بیان کیا ہے کہ اس نے دعا کی جب کہ اس کا ایک ہاتھ ظاہر تھا اور دوسرا کپڑے کے نیچے تو اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ باہر والا ہاتھ فور سے پڑے اور دوسرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں پس اس نے نیند ہی کی حالت میں سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو اسے بتایا گیا اگر اس کو بھی باہر رکھتا تو یہ بھی فور سے پڑے ہو جاتا۔ تو اس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا جو شخص کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھے تو اس کے لیے ہر حرف کے بدلے جو وہ پڑھتا ہے سونکیاں ہیں اور بیٹھ کر پڑھنے کی پچاس اور با وضو ہو کر بغیر حالت نماز کے پچیس^{۲۵} نیکیاں ہیں اور بغیر وضو کے دس نیکیاں ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ اس کو الف کے بدلے دس اور لام کے بدلے دس اور میم کے بدلے دس نیکیاں

ملیں گی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا فرماتا ہے جس سے حدت ہو اور وہ وضو نہ کرے اُس نے
 مجھ پر جفا کی اور جو وضو کرے اور دو رکعت نماز نہ پڑھے اُس نے مجھ پر جفا کی اور جو دو رکعت
 نماز پڑھے اور مجھ سے دُعا نہ کرے اُس نے مجھ پر جفا کی اور جو حدت کرے پھر وضو کرے
 دو رکعت نماز پڑھے اور دعا کرے اور میں اس کی دُعا قبول نہ کروں تو میں نے اس پر جفا
 کی اور میں جفا کرتے والا پروردگار نہیں ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مساجد کو گھر بناؤ
 اور اپنے دلوں کو رافت و رحمت کا عادی بناؤ اور زیادہ غور و فکر کرو اور خوفِ خدا سے
 گریہ کیا کرو اور دنیا میں بطور مہمان رہو اور زیادہ ذکر الہی بجالاؤ۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا جو
 شخص بھی جزع فزع کرے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے حسرت ہوگی اور آنحضرتؐ
 نے فرمایا جو شخص اپنی زندگی کی ایک گھڑی اس چیز میں ضائع کر دے کہ جس کے لیے وہ پیدا
 نہیں کیا گیا تو وہ اس قابل ہے کہ قیامت کے دن اس کی حسرت و پشیمانی کا وقت طولانی ہو
 فرمایا دو ایسی نعمتیں ہیں۔ کہ جن میں بہت سے لوگ خسارہ میں ہیں صحت اور فراغت اور
 ان احادیث سے زیادہ اور مبلغِ خدا کا ارشاد ہے۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لے آئے ہو
 تمہیں تمہارے مال اور اولاد ذکرِ خدا سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے تو وہ
 خسارہ میں ہیں۔ اگرچہ وہ ایسا کام ہو جس کی طرف رغبت دلائی گئی ہے لیکن وہ ذکر کے
 مقابلہ میں خسارہ ہے۔ کیونکہ تھوڑا نفع زیادہ کے مقابلہ میں خسارہ ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ
 نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو اپنے مالک کے ذکر سے رطب اللسان رہنا چاہیئے تاکہ
 اس کا شمار غافلین میں نہ ہو۔ ارشادِ قدرت ہے اور اس کی اطاعت نہ کرو کہ جس کے دل
 ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنے خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس
 کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے اور ارشاد ہے۔ پس اعراض کرو اس سے جو ہمارے ذکر
 سے روگردانی کرتا ہے اور مسوائے زندگانی دنیا کے کچھ نہیں چاہتا۔ یہ ان کا مبلغِ علم
 ہے اور خداوندِ عالم نے ہمیں اپنی کتاب میں ذکر کرتے کا حکم دیا ہے۔



تیسواں باب

خوفِ خدا سے گریہ کرنا

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے حضرت عیسیٰؑ سے وحی کی اسے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں سے آنسو اپنے دل سے خشوع اپنے بدن سے خضوع مجھے بخش دے اور حزن و ملال کی مسکائی سے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا۔ جب کہ بے کار لوگ ہنس رہے ہوں اور مردوں کی قبروں پر کھڑے ہو کر انھیں بلند آواز سے پکارو شائد تم ان سے وعظ و نصیحت حاصل کرو اور کہہ دے کہ میں ملحق ہوتے والوں کے ساتھ ملحق ہو رہا ہوں۔ علیؑ نے فرمایا زیادہ گریہ کرنے والے پانچ اشخاص گذرے ہیں۔ آدمؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ یحییٰؑ اور جناب فاطمہؑ۔ حضرت آدمؑ جنت پر اتار روئے کہ ان کے روتاروں پر وادیوں جیسے نشانات پڑ گئے اور یعقوبؑ یوسفؑ پر اتنا روئے کہ آپ کی بنیائی زائل ہو گئی اور یوسفؑ یعقوبؑ کی بدائی پر اتنے روئے کہ قیدیوں کو ان سے اذیت ہوتے لگی۔ پس انہوں نے کہا یا رات کو رویا کرو اور دن کو خاموش رہو یا رات کو خاموش اور دن کو رویا کرو۔ اور جناب فاطمہؑ رسول اللہ کے فراق میں اتنا روئیں کہ اہل مدینہ کو اس کی تکلیف ہوئی پس وہ جنت بقیع میں جاتیں اور وہاں روتی تھیں اور خود علیؑ بن الحسین بیس سال روتے رہے آپ کو کھاتے اور پینے کے وقت لوگ روتا ہوا دیکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں کچھ لوگوں نے آپ کو ملامت کی تو آپؑ نے فرمایا میں اپنے باپؑ اہل بیت کی شہادت کو جب یاد کرتا ہوں تو بے اختیار روتا آجاتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کے دل خوفِ خدا سے ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس یہ چیز انھیں بولنے سے روک دیتی ہے۔ حالانکہ وہ فصیح و بلیغ بلند مرتبہ عقلاء ہیں۔ وہ پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ زیادہ اعمال کو اس کی بارگاہ میں زیادہ نہیں سمجھتے اور تھوڑے اعمال

اس میں ہم پر رحم کرنا اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں ڈھانپ لینا جو ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے اور اپنی مہربانی و شفقت سے مایوس نہ کرتا اور ہم پر تیرا غضب نازل نہ ہوتے پائے اور ہمیں اپنے نبی محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے زمرہ میں محشور کرنا نبی اکرمؐ نے فرمایا جس مومن کی آنکھوں سے مکھٹی کے پر کے برابر آنسو نکلے اور وہ اس کے چہرہ کی گرمی تک پہنچے تو خدا اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے فرمایا وہ آنکھ جہنم کی آگ کو نہیں دیکھے گی جو خوف خدا سے روئی ہو اور نہ وہ آنکھ جو اطاعت الہی میں بیدار رہی اور نہ وہ آنکھ جو خمرات الہی سے بند رہی ہو۔ فرمایا کوئی قطرہ اللہ کے نزدیک آنسو کے اس قطرہ سے زیادہ محبوب نہیں جو خوف خدا سے نکلا ہو اور اس قطرہ خون سے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو اور جو بندہ خوف خدا سے روتا ہے خدا اُسے اپنی رحمت کے خالص شربت سے سیراب کرے گا اور اس کے بدلے اللہ اُسے سرور و خوشی جنت میں دے گا۔ جو لوگ اس کے ارد گرد ہوں گے اُن پر بھی رحم کرے گا چاہے وہ بیس ہزار ہو۔ جو آنکھ خوف خدا سے ڈیڈا جائے اُس کے جسم کو خدا تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا اور اگر وہ آنسو چہرہ پر آجائے تو فقر و فاقہ اور قلت اُس پر نہیں آئے گی اگر کوئی ایک گروہ میں رہ کر روئے تو خدا اس کی وجہ سے اُس گروہ کو نجات دے گا۔ فرمایا جو کسی گناہ پر روئے وہ گناہ بخش دے گا اور جو جہنم کے خوف سے روئے خدا اُسے اُس سے اپنی پناہ میں رکھ لے گا اور جو جنت کے شوق میں روئے خدا اُسے اس میں سکونت دے گا اور اُس کے لیے سب سے بڑی گھیرا ہٹ سے امان نامہ لکھ دے گا اور جو شخص خوف خدا سے روئے خدا اُسے انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا اور بہترین رفیق ہیں۔ فرمایا خوف خدا سے رونا رحمت کی چابی قبولیت کی علامت اور دُعا کے قبول ہونے کا دروازہ ہے۔ فرمایا جب بندہ خوف خدا سے گریہ کرے تو اس سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے پتے درخت سے پس وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

چوبیسواں باب

راہِ خدا میں جہاد کرنا

خداوند عالم فرماتا ہے جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا ان کے لیے ہی خیرات ہیں اور وہی فلاح پاتے والے ہیں۔ فرمایا اور اللہ نے بے شک مومنین سے ان کی جانیں اور مال خرید کئے اس بناء پر کہ ان کے لیے جنت ہوگی۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ پس وہ قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں یہ اللہ کا حتمی وعدہ ہے۔ تو رات، انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کون اپنے وعدہ کو پورا کرتے والا ہے۔ پس تمہیں اس خرید و فروخت پر بشارت ہو جو تم نے کی ہے اور یہی عظیم کامیابی ہے نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے باب المجاہدین کہتے ہیں جہاد کرنے والے اس دروازے سے داخل ہوں گے اور ملائکہ انہیں مرحبا کہیں گے اور اہل محشر ان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ بسبب اللہ کے اس کرم کے جو ان پر ہوا ہو گا اور سب سے عظیم جہاد نفس سے جہاد کرنا ہے کیونکہ وہ برائی کا حکم دیتا شر کی طرف رغبت کرتا شہوات کی طرف مائل ہوتا اچھے کام میں بوجھل بن جاتا، زیادہ آرزوئیں کرتا بھول قیامت کو بھول جاتا، ریاست و سرداری کو پسند کرتا اور راحت و آرام کو طلب کرتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ نفس برائی کا حکم دیتا ہے مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ فرمایا بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ جو شخص اپنے حالات کی اصلاح اور نفس کی سلامتی چاہتا ہے تو وہ ہر حالت میں اپنا طریق کار جہاد نفس کو قرار دے تاکہ وہ اس میں اس چیز کی مخالفت نہ کرے جو کتاب خدا سنت رسول اور ائمہ اہل بیت علیہ السلام کے

سُنن اور آداب کے موافق ہے۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ مومن اس طرح صبح و شام کرتا ہے کہ اس کے نزدیک اس کا نفس مہم ہوتا ہے اور وہ اس پر عیب لگاتا رہتا ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص بنی اسرائیل میں نماز تہجد سے سو گیا جب وہ بیدار ہوا تو اپنے آپ کو ملامت کرتے لگا وہ کہتا تھا کہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرا طریقہ ہے اور تیری کوتاہی ہے کہ میں اپنے مالک کی عبادت سے محروم ہو گیا ہوں تو خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے اس بندے سے کہو میں نے تیرے نفس کو ملامت کرتے کا ثواب سو سال مقرر کیا ہے عقلمند کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس سے جہاد اللہ کے حقوق کو قائم کر کے اور سلامتی کے راستہ پر چل کر کرے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔

تو ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کرتے ہیں لہذا جو شخص شیطان سے صحیح سالم رہتا چاہتا ہے وہ اپنے نفس سے جہاد کرے اور اُس سے اس طرح حیا و کتاب رکھے جیسے ایک شریک دھرمے شریک سے کرتا ہے اور ابوذرؓ نے بہت عمدہ بات کہی ہے کہ خداوند عالم نے کسی بندہ پر اس سے زیادہ اچھی بخشش نہیں کی کہ اس اُسے اپنے نفس میں سزائش کرنے والا مقرر کیا ہے جو اُسے حکم کرتا ہے اور منع کرتا ہے اور جہاد نفس میں سے یہ ہے کہ انسان نہیں کھاتا جب تک اس کی ضرورت نہ ہو اور نہیں سوتا جب تک اس پر نیند کا علیہ نہ ہو اور گفتگو نہیں کرتا۔ مگر ضرورت کے وقت خلاصہ یہ کہ خواہش سے اس کا قلع قمع کر دیتا ہے جس طرح خدا فرماتا ہے اور بہر حال وہ شخص جو اپنے مالک کے مقام سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے تو جنت اُس کا ملجا و مادی ہے اور جہان کو کہ جہاد نفس کا راحت و آرام ہے۔

پہلیوں باب

گوشہ نشینی اور گمنامی کی مدح

جان لو کہ سب اچھائیوں کا اجتماع اور تحیر کا احرار لوگوں سے متوحش ہونے اور کنارہ کشی کرنے میں ہے کیونکہ علیحدہ رہتے ہیں اخلاص پیدا ہوتا ہے غیبت چٹل توری اور بیودہ یاتوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور آنکھ و کان ان چیزوں سے سالم رہتے ہیں جو جائز نہیں ہیں اور لوگوں سے وحشت خدا سے مانوس ہونے کی علامت ہے اور علیحدہ رہنا وصال کے نشانات میں سے ہے۔ سفیان ثوری سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حنفی بن محمد کی زیارت کا قصد کیا تو آپ نے مجھے حاضری کی اجازت دی پس میں نے آپ کو ایک تہہ خانہ میں پایا جس میں دس بیٹریاں اترتی پڑتی تھیں۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول! آپ اس جگہ تشریف فرما ہیں حالانکہ لوگوں کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا اے سفیان زمانہ خراب ہو چکا ہے اور بھائی بندا جینی بن گئے ہیں اور آنکھیں بدل چکی ہیں پس ہم نے تنہائی کو سکون کی جگہ بنا لیا ہے کیا تیرے پاس کچھ لکھنے کے لیے ہیں تے کہا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ اشعار لکھ لو: "وحدت و تنہائی سے تہ گھبرا اور اپنے اس زمانہ میں زیادہ تر علیحدہ رہا کرو۔ بھائی چارہ خراب ہو گیا ہے۔ اب یہاں کوئی اخوت و برادری نہیں رہی سوائے زبان اور ہاتھ سے چاہلو سی کرتے کے اور جیب ان کے دلوں کی پوری چیزوں کو دیکھے تو وہاں زہر قاتل اور سیاہ رنگ کا سانپ ہے اور جیب تم اس کے دل میں اس کے ضمیر کی تلاشی لو تو وہاں نہ ختم ہونے والی کڑواہٹ ملے گی اور حقیقت میں گوشہ نشینی برے اور مذموم امور سے علیحدگی کا نام ہے اور جو شخص علوم و معارف کو حاصل کر کے ان پر عمل کرے پھر گوشہ نشین ہو جائے تو اس کے امر کی بنیاد اساس ثابت پر ہے اور گوشہ نشینی اختیار کرتے واسے پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالک کے ذکر میں مشغول اور اس کی صنعتوں میں

غور و فکر کرے ورنہ اس کو گوشہ نشینی مصیبت اور فتنہ میں ڈال دے گی اور اس کے پاس
ایسی قوت علمی ہوتی چاہیے کہ جو شیطان کی سرگوشیوں اور وسوسوں کو دور کر سکے اور اس میں شک
نہیں کہ خیر دنیا و آخرت گوشہ نشینی اور علاقہ دنیا کے کم کرنے میں ہے اور ان کا شرک و کثرت
علاقہ اور لوگوں سے میل جول میں ہے اور گناہی ہر خیر کا سر ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں
نے کسی امام کو عالم خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے۔ گناہی ایک نعمت ہے اور ہر شخص اس
سے انکار کرتا ہے اور شہرت عذاب ہے اور ہر شخص اس کی تمنا رکھتا ہے اور تو تگری فتنہ
ہے ہر شخص اس کی آرزو کرتا ہے اور فقر و فاقہ بچاؤ ہے اور ہر شخص اس سے دُوری اختیار
کرتا ہے اور بیماری گناہوں کو گراتی ہے اور ہر ایک اس سے بچتا ہے اور انسان اپنی
ذات کی فکر میں ہوتا ہے جب تک وہ پہچانتا نہ جائے اور حیب وہ مشہور ہو جاتا ہے تو پھر
وہ دوسروں کے لیے ہے امیر المومنین نے کیل بن زیاد سے فرمایا لباس بدل کے رہ اور مشہور
نہ ہو اور اپنے آپ کو پوشیدہ کر لے اور تیرا ذکر نہ ہو علم حاصل کر اور عمل کر خاموش رہ تو سالم
ہے گانیک تجھ سے خوش ہوں گے اور فاسق و فاجر تجھ پر غضب ناک ہوں گے اور جب
تجھے دین کے معاملہ معلوم ہو جائیں۔ تو پھر تیرے لیے کوئی حرج نہیں کہ نہ تو لوگوں کو پہچانے اور
نہ لوگ تجھے پہچانیں اگر تو اپنے دل پر فکر اور زبان پر ذکر کو لازم قرار دے تو خداوندِ عالم
تیرے دل کو ایمان رحمت نور اور حکمت سے پُر کر دے گا اور فکر و غیرت حاصل کرنے
سے مومن کے دل سے حکمت کے عجائبات خارج ہو کر زبان پر آئیں گے پس ایسی باتیں
اُس سے سُنی جائیں گی جنہیں علماء پسند کرتے ہیں اور عقلاء ان کے سامنے جھکتے ہیں اور
حکماء ان سے تعجب کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ اولیٰ کی ماں سے ایک شخص نے کہا کہ تیرے
بیٹے کو یہ عظیم حالت و کیفیت کیسے حاصل ہوئی ہے کہ جس سے نبی اکرم نے اس کی ایسی
مدح و تعریف کی ہے جیسی کسی صحابی کی نہیں کی۔ حالانکہ اولیٰ نے نبی کریم کو دیکھا تک
نہیں۔ وہ کہتے لگی جیسے بھی وہ اس مقام تک پہنچا ہے وہ ہم سے گوشہ نشین رہتا ہے اور
غور و فکر اور عبرت حاصل کرتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ کو
وحی کی جو شخص کسی دوست سے محبت کرتا ہے تو اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور جو

کسی دوست سے مانوس ہو جاتا ہے اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے فعل کو پسند کرتا ہے اور جسے کسی دوست پر وثوق ہو جاتا ہے وہ اس پر اعتماد کر لیتا ہے اور جو کسی دوست کی طرف مشتاق ہو جاتا ہے تو اس کے پاس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اے موسیٰ میرا ذکر کرتے والے کے لیے ہے میری زیارت مشتاق لوگوں کے لیے ہے اور میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے اور میں مخصوص ہوں محبت کرنے والوں کے لیے۔ کعب الاحبار کہتا ہے کہ خداوند عالم نے ایک نبی کو وحی کی جیب تم کل آخرت میں خطیرۃ القدس میں میری ملاقات کا ارادہ کرو۔ تو دنیا میں غریب محزون دشت زدہ رہو، مثل اس تنہا پرندے کے جو میل میدان میں اڑا رہتا ہے اور پھل دار درختوں کے اوپر سے کھاتا ہے، جیب رات ہو جاتی ہے تو اپنے گھونسلے میں جا کر پناہ لیتا ہے اور اس پرندے کو لوگوں سے دوری میں دشت نہیں ہوتی۔ جیب کہ وہ اپنے مالک سے مانوس ہے اور جو شخص خلوت کی وجہ سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے اور اس سے مانوس ہو جائے تو وہ اللہ سے پناہ حاصل کر چکا ہے اور گوشہ نشینی کی سختی کو بھیلتا اور اس پر صبر کرتا لوگوں سے میل جول رکھنے کے برے انجام سے آسان ہے اور تنہائی صدیقین کا طریقہ ہے اور مفلسی کی علامت لوگوں سے قرب حاصل کرنا ہے اور لوگوں سے میل جول رکھنا دین کے لیے ایک مصیبت عظیم ہے۔ کیونکہ جو لوگوں سے میل جول رکھے گا تو اُسے ان سے نرمی اور مدارات کرنی پڑے گی اور جو ان سے مدارات کرے گا تو وہ ریاکاری کرے گا اور ان سے مدد ہنت اور منافقت کرے گا اور ان کی دیکھ بھال کرے گا اور اللہ کی محبت لوگوں کی نگہبانی اور ریاکاری کے ساتھ درست نہیں ہو سکتی اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین سالم رہے اور اس کے بدن اور دل کو راحت پہنچے تو وہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ پس یہ زمانہ دشت کا زمانہ ہے۔ وہ عقل مند جو اپنے نفس کے لیے مخلص ہے وہ تنہائی کو پسند کرتا ہے اور اس سے مانوس رہتا ہے اور میں نے کوئی عارف ایسا نہیں دیکھا جسے خدا سے دشت ہوتی ہو۔ پس تنہائی کو اپنا لو اور دیوار کے پیچھے چھپ جاؤ اور لوگوں کے دلوں سے اپنے ناموں کو محو کر دو۔ ان کے دھوکوں سے بچ جاؤ گے اور جب امیر المومنینؑ نے اس زمانہ اور اس کے فتنے کو یاد کیا تو فرمایا کہ یہ

ایسا زمانہ ہے جس میں صرف وہ مومن بچ سکے گا جو گھر میں اکثر لیٹا رہے۔ جب وہ موجود ہو
تو نہ پہچانا جائے اور جب غائب ہو تو اس کی جستجو نہ ہو، ایسے اشخاص ہدایت کے چراغ اور
راستہ کے نشانات ہیں وہ فتنہ و فساد کرتے والے نہیں اور نہ چغل خوری کا بیج بوتے ہیں
یہ ایسے افراد ہیں جن پر خداوند عالم اپنی رحمت کے دروازے کھول اور عذاب کے دروازے
بند کر دیتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ بندے کو نافرمانی کی ذلت سے اطاعت کی عزت
کی طرف اور لوگوں کے فتنے سے سلامتی کی طرف منتقل کرے تو اُسے تنہائی سے مانوس کر
دیتا ہے۔ اور خلوت کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے اور قناعت کے ذریعہ اُسے بے پرواہ
کر دیتا ہے اور اُسے اپنے عیوب دکھا دیتا ہے۔ اور لوگوں کے عیوب اس کی نگاہ محبوب
اور پوشیدہ کر دیتا ہے اور جسے یہ عطیہ مل جائے تو اُسے خیر دینا و آخرت مل جاتی ہے۔



پہلیوں باب

درع اور اس کی طرف رغبت دلانا

حضرت صادق نے فرمایا تم پر لازم ہے درع اختیار کرنا اور محرمات خداوندی سے رُکنا اور کوشش کرنا اور پیچ بولنا اور اس کی امانت واپس کر دینا جو تمہیں امین بنائے پس اگر امام حسینؑ کا قاتل میرے پاس وہ تواریخ اور امانت رکھے کہ جس سے اُس نے آپؑ کو شہید کیا ہے تو وہ بھی میں اُسے واپس کر دوں گا۔ اور فرمایا لوگوں میں درع اور محرمات الہی سے رُکنے کے زیادہ حق دار آل محمد اور ان کے شیعہ ہیں تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں۔ کیونکہ یہ قیادت کرتے ہیں۔ اس کی جو اقتداء کرے، پس اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو چوتک جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ تقویٰ درع اور کوشش کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے تم میں سے زیادہ مکرم وہ ہے جو

فرمایا خدا کی قسم تم ہی اللہ اور اس کے ملائکہ کے دین پر ہو پس اس دین میں درع کوشش اور زیادہ عبادت کے ساتھ ہماری اعانت کرو اور تم پر درع اختیار کرنا لازم ضروری ہے حضرت امام جعفر صادق روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم قبر و مبرک پہنچے یعنی مسجد نبویؐ میں۔ پس وہاں آپؐ کے کچھ اصحاب موجود تھے۔ آپؐ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور سلام کیا پھر فرمایا خدا کی قسم میں تم سے تمہاری خوشبو اور تمہارے ارواح سے محبت کرتا ہوں۔

کیونکہ تم ہماری ولایت درع و کوشش کے بغیر ہرگز حاصل نہیں کر سکتے اور جو شخص کسی امام کی اقتداء کرتا ہے تو وہ اس جیسا عمل کرے پھر فرمایا تم اللہ کے پیاہی اور اللہ کے شیعہ ہو اور تم سابقین الاولون ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرتے والے ہو اور

ہم اللہ اور رسول کی ضمانت پر تمہاری جنت کے ضامن ہوئے ہیں تم پاک و پاکیزہ ہو اور
 تمہاری عورتیں پاک و پاکیزہ ہیں ہر مومن صدیق اور ہر مومنہ عذیبہ اور کئی مرتبہ حضرت
 امیرؓ نے قبرستان سے فرمایا خوش ہو اور خوش خیری دے اور خوش خیری حاصل کر پس خدا
 کی قسم جب رسول اللہ فوت ہوئے تو آپ ساری امت پر سوائے شیعوں کے ناراض
 تھے، یاد رکھو ہر چیز کا ایک عروہ (دستہ) ہے۔ اور شیعہ دین کا عروہ و دستہ ہیں ہر چیز کا
 ایک امام ہوتا ہے اور تمام زمینوں کا امام وہ زمین ہے جس میں شیعہ رہتے ہیں۔ یاد رکھو
 ہر چیز کا ایک شرف ہے۔ اور دین کا شرف شیعہ ہیں۔ خدا کی قسم اگر زمین میں تم میں سے
 کچھ افراد نہ ہوں تو زمین اپنے رہنے والوں سمیت گردش کرنے لگے اور جو مخالف
 زمین پر رہتا ہے چاہے وہ کتنی عبادت کرے اور کوشش کرے پس وہ اس آیت
 کی طرف متوجہ ہے (کچھ نفوس) خشوع کرنے والے عمل کرتے والے اپنے آپ کو
 تھکا دینے والے ہیں وہ گرم کی ہوئی آگ میں جلیں گے خدا کی قسم جو مخالف اچھی دعا
 کرتا ہے وہ تمہارے لیے ہے اور تم میں سے جو ایک دعائے خیر کرتا ہے وہ اس کے
 لیے اللہ کی طرف سے ایک سو ہوگی اور تم میں سے جو کسی چیز کا اللہ سے سوال کرتا
 ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک سو ہوگا اور جو کوئی تم میں سے ایک تیک کام کرتا ہے
 اس کے کئی گنا ہوتے کا شمار ہی نہیں۔ خدا کی قسم تمہارا روزے دار جنت کے باغ میں
 بیچرتا ہے۔ اور خدا کی قسم تمہارا حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کے مخصوص بندوں میں سے
 ہے اور تم سارے کے سارے اللہ کو پکارنے والے ہو اور تمہاری دعائیں اس کے
 ہاں قبول ہیں نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم محزون ہو گے تم سب کے سب جنت
 میں جاؤ گے۔ لہذا درجات میں ایک دوسرے پر بازی لے جاؤ، اور خدا کی قسم
 خدا کے عرش کے زیادہ قریب ہمارے شیعہ ہوں گے۔ پس خوش خیری ہے ہمارے
 شیعوں کے لیے خدا نے کتنے اچھے احسان کئے ہیں ہمارے شیعوں پر خدا کی قسم حضرت
 امیر المومنینؓ کا ارشاد ہے ہمارے شیعہ اپنی قبروں سے اس حالت میں خارج ہوں
 گے کہ ان کے چہرے چمکتے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی انہیں امان دی

جائے گی۔ لوگ ڈر رہے ہوں گے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور لوگ محزون و مغموم ہوں گے اور ان پر کوئی حزن و ملال نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم تم میں سے کوئی ایک نماز کی کوشش نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ ملائکہ اُسے پیچھے سے گھیر لیتے ہیں اور اس کی کامیابی کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ یاد رکھو ہر چیز کا ایک سدھو ہے اور اولاد آدمؑ کا جو ہر محمدؐ ہم اور تم ہو (مترجم کہتا ہے کہ لفظ شیعہ پر نظر رہے۔ کہ شیعہ کا معنی ہے پیروکار تو ظاہر ہے جو علیؑ اور اولاد علیؑ کا پیروکار ہے اس کے لیے ان مدارج کا حصول یقینی ہے) اور خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرا قریب حاصل کرنے والے کسی چیز سے اتنا قریب نہیں حاصل کر سکتے جتنا میری حرام کی ہوئی چیزوں سے ورع اختیار کر کے اور ان سے دور رہ کر حاصل کر سکتے ہیں۔



ستائیسواں باب

سکوت اور خاموشی

امام رضاؑ نے فرمایا فقہ کی علامات میں سے علم وحیا اور خاموشی ہے اور خاموشی حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور یہ نجات کو کسب کرتی یہ سلامتی اور کرامات کا تہیہ کی راحت و آرام کا سبب ہے۔ اور یہ ہر اچھائی کا رہبر ہے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ مرد مسلمان اس وقت تک صحیح سالم ہے جب تک وہ خاموش ہے جب وہ گفتگو کرتا ہے تو اچھایا بُرا لکھا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کیا میں تجھے ایک ایسے امر کی رہبری نہ کروں کہ جس سے خدا تجھے جنت میں داخل کرے اُس نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول تو آپؐ نے فرمایا جو خدا تجھے دے اسے لے لے۔ کہنے لگا اگر ایسا نہ ہو تو فرمایا پھر مظلوم کی مدد کر، اس نے کہا اگر اسی پر مجھے قدرت نہ ہو تو فرمایا خیر کو غنیمت سمجھ ورنہ خاموش رہ تو پیچ جائے گا۔ ایک شخص نے امام رضاؑ سے عرض کیا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کر عزت حاصل کرے گا اور شیطان کے ہاتھ میں اپنی مہارت نہ دے ورنہ ذلیل ہوگا حضرت امیرؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ جان لے اے بیٹا کہ زبان کلٹنے والا کتاب ہے اگر تو نے اُسے چھوڑ دیا تو یہ تجھے کاٹ لے گی اور کتنے کلمات ہیں جو نعمت کو چھین لیتے اور مصیبت کو پہنچ لاتے ہیں پس اپنی زبان کو محفوظ کر جس طرح سوتے اور چاندی کی حفاظت کرتا ہے جو اپنی زبان کی باگ ڈور چھوڑ دے وہ اُسے ہر بُری چیز کی طرف لے جائے گی اور رسول اللہؐ نے فرمایا۔ لوگوں کو نتھنوں کے بل جہنم کی آگ میں زبانوں کی وہ باتیں گرائیں گی جو دوسروں کے متعلق کہیں جائیں اور جو شخص دیا و آخرت کی سلامتی چاہتا ہے وہ اپنی زبان کو شریعت کی لحام سے قید کرتا ہے پس اُسے نہیں چھوڑنا مگر ایسی چیزوں میں جو دیا و آخرت میں اس کے لیے فائدہ مند ہیں رسول اللہؐ

نے فرمایا جو خاموش رہا نجات پا گیا اور عقبہ بن عامر کہتا ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کس چیز سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہ پر گریہ کرو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جو اپنے پیٹ زبان اور شرم گاہ کے شر سے بچ گیا تو وہ ہر قسم کی بُرائی سے بچ جاتا ہے۔ فرمایا کسی شخص کا ایمان سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو۔ اور اس کا دل سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔ کیونکہ مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب گفتگو کرتے لگتا ہے تو اس میں تدبیر کرتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے چھپائے رکھتا ہے اور متافق کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے وہ ہر وہ بات کر دیتا ہے جو زبان پر آجائے اور پرواہ نہیں کرتا کوئی بات اس کے لیے مضر ہے اور کوئی مفید اور فرزند آدم کے اکثر گناہ اس کی زبان کی بدولت ہیں۔ فرمایا جو اپنی زبان کو روک لے خدا اس کے عیوب کو چھپا دیتا ہے اور جس کا اپنے غصہ پر کنٹرول ہو وہ اس کے عذاب سے بچ جاتا ہے اور جو اللہ کے ہاں عذر پیش کرے وہ اس کے عذر کو قبول کر لیتا ہے۔ ایک عرب نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کی وجہ سے میں نجات حاصل کر لوں۔ فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو سیراب کرو اور اچھی چیز کا حکم کرو اور بُری چیز سے منع کرو۔ پس اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اپنی زبان کو روک لو، کیونکہ اس سے شیطان پر غالب آجائے گا۔ فرمایا تھا ہر گفتگو کرتے والے کی زبان کے پاس ہے لہذا انسان کو اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اس کے علم میں ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے فرمایا جب کسی مومن کو خاموشی اور باوقار پاؤ تو اس کے قریب جاؤ کیونکہ اس پر حکمت کا اتقا ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ نے فرمایا کہ عبادت کے دس اجزاء ہیں۔ ان میں سے تو خاموشی میں ہیں اور ایک جز لوگوں سے بھاگ جاتے ہیں ہے۔ آل داؤد کی حکمت میں ہے کہ کہتے والا اپنی گفتگو پہچانتے اور اپنی زبان کی نگہبانی کرے اپنی حالت میں مگن رہے، اپنے زیادہ قابلِ وثوق بھائیوں سے وحشت محسوس کرے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرے وہ تھوڑے پر راضی ہو جاتا ہے اور اکثر معاملات اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں۔

اور جو اپنی گفتگو کو اپنے عمل میں شمار کرے تو اس کی گفتگو کم ہو جائے گی۔ مگر یہ کہ کسی اچھی بات کے متعلق ہو اور جان لو کہ بہترین حالت یہ ہے کہ تم اپنی زبان کو غیبت چٹل توری اور یہودہ بات سے محفوظ اور اپنی زبان کو ذکرِ خدا یا علم سیکھنے میں مشغول رکھو۔ کیونکہ علم کا سیکھنا بھی ذکرِ خدا میں داخل ہے۔ چوتھم زندگی ایک عظیم تجارت گاہ ہے۔ اس کا ہر سانس اس کا ایک جوہر ہے۔ جب انسان ذکر کو چھوڑ دے اور اپنی زبان کو یہودہ بات میں مشغول رکھے تو اس طرح ہے جیسے کوئی شخص موتی کو دیکھ لے۔ پس اس کو اٹھانے کا ارادے کرے اور اس کے بدلے ڈھیللا اٹھا لے۔ کیونکہ انسان جب ملک الموت کو دیکھ لے کہ وہ اس کی رُوح قبض کرنے آیا ہے۔ اب اگر اس سے تاخیر کی خواہش کرے کہ وہ اُسے ایک لحظہ یا ایک سانس یستے تک چھوڑ دے تاکہ یہ اس لحظہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے لے اور اس کے بدلے پوری دنیا کی سلطنت پیش کرے تو یہ اس سے قبول نہیں ہوگا۔ اور کئی دفعہ انسان تے گھنٹہ گھنٹہ فضول ویے کا ریلکہ کئی گھنٹے اور دن ضائع کئے ہیں اور یہ عظیم خسارہ ہے اور مومن وہ ہے جس کا بولنا ذکر جس کی خاموشی فکر اور جس کا دیکھنا عبرت ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے عمل کی تعلیم نہ دوں جو میزانِ عمل میں بھاری اور زبان پر ہلکا ہو کہتے لگے بے شک اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا خاموشی اور خوش خلقی اور فضول باتوں کو ترک کرنا۔ روایت ہے کہ جنابِ لقمانؑ نے حضرت داؤدؑ کو دیکھا کہ وہ زرہ بتا رہے ہیں۔ پس چاہا کہ ان سے سوال کریں۔ لیکن خاموش ہو گئے۔ جب داؤدؑ نے اسے پہنا تو سوال کے بغیر لقمان کو زرہ کی حالت معلوم ہو گئی اور فرمایا کہ جس کی گفتگو زیادہ ہو گئی اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوئیں وہ یہودہ باتیں زیادہ کرے گا اور جو زیادہ فضول باتیں کرے وہ جھوٹ زیادہ بولے گا اور جو زیادہ جھوٹ بولے اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، اور جس کے گناہ زیادہ ہوں تو جہنم اُس کی زیادہ مستحق ہے اور خداوندِ عالم نے زبان کو چار دروازوں کے پیچھے رکھا ہے کیونکہ یہ زیادہ مضر ہے۔ دو پیٹ و وونوں ہونٹ ہیں اور دو پیٹ

دانت ہیں۔ ایک عالم نے کہا کہ انسان کے لیے ایک تریان پیدا ہوئی ہے اور
 دوکان اور دو آنکھیں تاکہ بات کرنے کی نسبت زیادہ سُنے اور زیادہ دیکھے
 اور روایت ہے کہ خاموشی حکمت و دانائی کی دولت و ثروت ہے۔



اٹھائیسواں باب

خوفِ خدا

روایت ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے سینے سے تمازیں خوفِ خدا سے اس قسم کی آواز نکلتی تھی جیسے دیگ کے کھولنے کی آواز ہوتی ہے اور ہمارے سید و سردار جناب رسولِ خدا کی بھی یہی کیفیت تھی اور امیر المومنینؑ جب وجہتِ وحی للہی فطر السموات والارض کہتے تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور رنگِ خوفِ خدا سے زرد پڑ جاتا اور یہ بات آپؐ کے چہرے سے پہچانی جاتی تھی اور آپؐ نے ہزار غلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے آزاد کئے اور آپؐ کھجور کے درخت بولتے انہیں بیچتے اور ان کی قیمت سے غلام خرید کر کے انہیں آزاد کر دیتے تھے اور اس کے علاوہ بھی انہیں اتنا ساتھ دیتے تھے کہ جس سے وہ لوگوں سے بے پروا رہتے اور آپؐ کے ایک غلام نے آپؐ کو خبر دی کہ آپؐ کے فلاں یاغ میں ایک چشمہ پھوٹ پڑا ہے اس سے اس طرح پانی نکلتا ہے جیسے اونٹ کی گردن۔ فرمایا وارث کو خوش خبری دو، وارث کو خوش خبری دو، وارث کو بشارت دو۔ پھر آپؐ نے گواہ حاضر کئے انہیں گواہ بنا کر اُسے راہِ خدا میں وقف کر دیا۔ اس وقت تک جب کہ خدا زمین اور اہل زمین کا وارث ہوا اور فرمایا میں نے اس بے کیا ہے تاکہ خداوندِ عالم میرے چہرے سے آگ کو موڑ دے اور معاویہ امامِ حنبل کو اس کے دو لاکھ دینار دیتا تھا۔ فرمایا میں اس چیز کو نہیں بیچتا جسے میرا باپ اللہ کی راہ میں وقف کر چکا ہے۔ آپؐ کے سامنے جب دو کام ہوتے تھے تو آپؐ اُسے کرتے جو اللہ کی اطاعت کے لحاظ سے زیادہ سخت ہوتا اور جب آپؐ سجدہ شکر کرتے تو خوفِ خدا سے آپؐ پر غشی طاری ہو جاتی اور جناب فاطمہؑ خوفِ خدا سے حالتِ نماز میں ہانپتی تھیں اور امام زین العابدینؑ کا چہرہ خوفِ خدا سے

متغیر ہو جاتا۔ بتایا تھا کہ ان کے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا خدا سے اس طرح خوف رکھ کہ اگر جن وانس کی نیکیاں لے کر جائے تب بھی تجھے ڈر ہو کہ وہ تجھے عذاب کرے گا اور اس سے اتنی امید رکھ کہ اگر جن وانس کے گناہ لے کر اس کے پاس جائے تو امید رکھ کہ وہ تجھے بخش دے گا۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ اے فرزندِ آدم تم ہمیشہ اچھائی میں رہو گے۔ جب تک تمھاری ذات کے اندر سے کوئی زجر و توہینہ نہ کرتے والا تمھیں سرزنش کرتا رہا اور جب تک خوفِ خدا تیرا شعار (اندرونی لباس) اور عزت تیرا وتار (بیرونی لباس) رہا، فرزندِ آدم تو مرنے والا ہے اور تجھ سے حساب لیا جائے گا۔ پس جواب تیار کر اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی۔ اے موسیٰ تنہائیوں میں مجھ سے ڈر میں تیرے عیوب کو چھپا دوں گا۔ اور مجھے اپنی تنہائی اور خلوتوں میں یاد کر اور لذت سے خوش ہونے کے وقت بھی۔ تو میں تیری غفلتوں کے وقت تجھے یاد رکھوں گا۔ اور اپنے غصہ پر کنٹرول کر اس شخص سے جس کے معاملات کا میں نے تجھے مالک کیا ہے۔ تو میں اپنا غضب اور غصہ تجھ سے روک دوں گا اور میرے پوشیدہ راز کو چھپا اور ظاہر بظاہر میری طرف سے مددات اور زینت برت اپنے اور میرے دشمن کے لیے صادق نے فرمایا دنیا میرے نزدیک مُردار کی طرح ہے۔ جب میں مضطرب و مجبور ہوتا ہوں۔ اس کی طرف تو اس سے کھالیتا ہوں۔ اے حفص خدا جانتا ہے کہ بندے کیا کر رہے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔ پس خدا تے اُن کے بُرے اعمال پر علم و پروباری برتی ہے۔ اپنے نابینا عالم کی بنا پر اور جلدی تو وہ شخص کرتا ہے جسے قوت کا خوف ہو۔ پس عذاب کی تاخیر تجھے دھوکا نہ دے۔ پھر آپ نے خدا کے اس ارشاد کی تلاوت کی کہ یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے قرار دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت متقیوں کے لیے ہے۔ پھر آپ روتے لگے اور فرمایا اس آیت سے امیدیں ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم تیک لوگ فائز و کامیاب ہوئے اور بُرے خسارہ میں رہے۔ کیا تمھیں معلوم ہے ابرار و نیک کون ہیں وہ جو خدا کا خوف و تقویٰ رکھتے ہیں اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ خدا کے قریب ہوتے ہیں اور

ملکوت و جلوت میں خدا سے ڈرتے ہیں۔ خوفِ خدا کا علم کافی ہے اور اس سے مغرور ہونے کی جہالت کافی ہے۔ اسے حقیر ہو علم حاصل کرے اور عمل کرے وہ ملکوتِ اعلیٰ میں عظیم لکھا جائے گا اور لوگوں میں سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا وہ ہے جس میں زیادہ خوف و خشیتِ الہی ہو اور جو دنیا سے زیادہ پرہیز کرتا ہو۔ آپ سے ایک شخص نے کہا اے فرزندِ رسول مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا جہاں کہیں ہو اللہ سے ڈرو مجھے دشتِ محسوس نہیں ہوگی۔ صادقؑ نے فرمایا ایک دفعہ رسولِ خدا بیٹھے ہوئے کہ جبریلؑ معنوم و محزون نازل ہوا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی جبریلؑ میں تجھے دکھی اور محزون کیوں دیکھ رہا ہوں، عرق کرنے لگا میں ایسا کیوں نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے جہنم کو پھوٹکنے والی چیزیں آج رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا جہنم کی منافقہ (چھوٹکیاں) کیا ہیں۔ عرق کیا خدا نے جہنم کے روشن کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس میں ایک ہزار سال آگ جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سُرخ ہو گئی۔ پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی۔ پس وہ سیاہ تاریک ہے جس کی تاریکیوں پر تاریکیاں ہیں پس اگر اس کی بیڑیوں کا ایک حلقہ کہ جس کا طول ستر ہاتھ ہے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کی گرمی سے بگل جائیں۔ اور اگر زقوم اور ضریح دھوہڑ کا ایک قطرہ اگر اہل دنیا کے پانی میں گر جائے تو اس کی بدبو سے اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔ پھر جنابِ رسول خدا اور جبریلؑ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ کوئی ایسا گناہ نہ کرو جس سے

جہنم کے مستحق ہو جاؤ۔ لیکن اسی طرح رہو (یعنی محزون و معنوم) اور خوفِ دوڑ کے متعلق قرآن مجید میں بہت سے آیات ہیں۔ جیسا کہ خدا کا یہ ارشاد اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو فرمایا پس صرف مجھ سے ڈرو۔ اور ایک قوم کی مدح میں فرمایا وہ اپنے مالک سے ڈرتے ہیں جو ان پر غالب ہے۔ فرمایا اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے لیے وہ جنتیں ہیں فرمایا اور جو اپنے رب کے مقام و منزلت سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے تو جنتِ اس کی جائے پناہ ہے۔ فرمایا

پس اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ڈرتے ہیں اور خوفِ خدا عظم کا ثمرہ ہے اور اس میں علم نہیں جس میں خوفِ تمہیں اور خوفِ نفس کا چراغ ہے۔ نفس اپنی تاریکی میں اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اس کا خوفِ خوفِ تمہیں ہو رہتا ہے اور آنسو صاف کر دیتا ہے یہ تو بھوٹا خوف ہے۔ خائف تو وہ ہے جو اس چیز کو بھوٹا دے جس پر عذاب ہو گا۔ اگر انسان جہنم کی آگ سے ڈرے۔ جیسے وہ فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے تو اس سے مومن ہو جائے، اور مومن کا دل مطمئن نہیں رہتا اور اس کے خوف میں سکون نہیں آتا جب تک وہ جہنم کا پل اپنے پیچھے نہ بھوٹ جائے اور جنت کے دروازے کا رخ نہ کرے اور آج کسی کے خوف کو سکون نہیں جب تک کل اس کا دل مومن نہ ہو اور اسی طرح خداوند عالم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے بندے کے لیے دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا ہے تو آخرت میں میں اُسے مومن کر دوں گا اور اگر وہ دنیا میں مومن رہے تو آخرت میں اُسے ڈراؤں گا اور خوف کا معنی ہے ہر گھڑی عقاب کا انتظار رکھنا اور سوائے خراب دل کے خوف بُدا نہیں ہوتا۔ جلوت و غلوت میں ہمیشہ خدا پر نگاہ رکھنا دل میں خوف کو ابھارتا ہے اور اس کی ایک علامت اُمید کو کوتاہ کرتا۔ سختی سے عمل کرنا اور ورع و پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ سے اس ارشاد کے متعلق پوچھا اور وہ لوگ ہو کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں جب کہ ان کے دل دھڑکتے ہیں وہ اپنے رب کی طرف پلٹ جائیں گے۔ کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو زبانا کرتا ہے۔ پوری کرتا ہے شراب پیتا ہے دراتھا لیکہ وہ خائف ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے صدقہ دیتا ہے اور باوجود اس کے اُسے ڈرہوتا ہے کہ شاید یہ قبول نہ ہوں اور جب دل کے خوف کو سکون آجاتا ہے تو وہ شہوات کو جلا دیتا ہے اور دنیا کی رغبت کو دور کر دیتا ہے اور چہرہ پر حزن کے آثار پیدا کر دیتا ہے۔



اتیسواں باب

اللہ سے امید رکھنا

حضرت صادقؑ نے فرمایا تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جب خدا سے کوئی چیز مانگے تو وہ اُسے دے دے تو وہ لوگوں سے اُمید ختم کر لے اور اپنی اُمید خدا سے وابستہ کر دے۔ جب خدا کو اس کا علم ہو جائے تو جو چیز بھی اُس سے مانگے گا وہ اُسے دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریلؑ کا کتاب ہے کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا اے میرے بندے جب تو مجھے پہچان لے اور میری عبادت کرے اور مجھ سے اُمید رکھے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ قرار دے تو جو کچھ بھی تیرے گناہ ہیں میں انھیں معاف کر دوں گا، اور اگر زمین کی وسعت کے برابر گناہ اور خطائیں لے کر تو میرا سامنا کرے تو میں اتنی ہی مغفرت اور عفو کے ساتھ تیرا استقبال کر دوں گا۔ اور تجھے بخش دوں گا، اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا خداوندِ عالم فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم کی آگ سے نکال دو جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو پھر فرمائے گا، تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس شخص کو جو رات و دن کے کسی لمحہ میں مجھ پر ایمان لایا ہے اس کے ساتھ نہیں قرار دوں گا جو ایمان نہیں لایا اور حقیقتِ رجاء و اُمید ہے۔ اللہ کی رحمت میں اُمید کو کشادہ کرنا اور خدا سے حسن ظن رکھنا اور جان لو کہ اُمید رکھنے والے کی علامت ہے اچھی اطاعت کرنا۔ کیونکہ رجاء و اُمید کے تین مراتب ہیں۔ ایک شخص اچھا کام کرتا ہے اور قبول ہونے کی اُمید رکھتا ہے اور ایک شخص بُرا کام کرتا ہے اور اس کی بخشش کی اُمید رکھتا ہے اور ایک شخص بہت جھوٹا اور معزور ہے وہ نافرمانیاں کرتا ہے اور اصرار و گناہوں کو معمولی سمجھنے کے باوجود بخشش کی اُمید رکھتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے شیعوں کا ایک گروہ گناہ کرتا

سے اور یہ کہتا ہے کہ تم اُمید رکھتے ہو، فرمایا وہ چھوٹ بولتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں جو شخص کسی چیز کی اُمید رکھتا ہے اس کے لیے عمل کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم میں سے ہمارا کوئی شیعہ نہیں مگر جو اللہ سے ڈرے۔ فرمایا کچھ لوگ حضرت امیر کے سامنے آئے اور انہوں نے آپ پر سلام کیا اور عرض کیا ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ اے امیر المومنین فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم میں شیعوں کی نشانیاں نہیں دیکھتا۔ انہوں نے عرض کیا شیعوں کی کیا نشانیاں ہیں۔ اے امیر المومنین فرمایا رات کو بیدار رہتے سے اُن کے چہرے زرد ہوتے ہیں۔ گریہ کر کے اُن کی آنکھیں چمکھیا جاتی ہیں۔ بھوکا رہ کر ان کے شکم کمر سے لگ جاتے ہیں۔ دُعا کرتے کرتے اُن کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ عبادت خدا میں کھڑے رہ کر اُن کی کمریں جھک گئی ہیں۔ ان پر خشوع و خضوع کرتے والوں کا عیار ہے یعنی خشوع سے اُن کے چہرے گرد آلود ہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا اے فرزند رسول میں گناہوں کا ارتکاب کرتا ہوں اور اس کے باوجود میں عفو کی اُمید رکھتا ہوں۔ اس سے فرمایا اے شخص خدا سے ڈر اور اس کی اطاعت میں عمل کر اور رسول اللہ اور امیر المومنین سب لوگوں سے زیادہ خدا سے حُسن ظن رکھتے تھے اور اُس سے زیادہ اُمیدوار تھے۔ اور وہ خدا سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ اور ان میں زیادہ ہیبت و ڈر تھا خدا کا باقی لوگوں کی نسبت اور یہی حال تھا تمام انبیاء کا اور ان میں سے ہر ایک کے زمانہ میں ان سے زیادہ حُسن ظن رکھنے والا اور شدت سے خوفِ خدا رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے فرمایا اگر تمہاری استطاعت میں ہو کہ تم میں شدت سے خوفِ خدا اور تمہیں اُس سے حُسن ظن ہو تو اُن دونوں کو جمع کر دو۔ کیونکہ بندے کو اپنے مالک سے اتنا حُسن ظن ہوتا ہے جتنا اُس سے اس کا ڈر اور خوف ہوتا ہے اور اللہ سے سب لوگوں میں سے زیادہ حُسن ظن اس کو ہو سکتا ہے جس میں اس کا زیادہ خوف ہو۔ پس اپنی امیدوں اور آرزوؤں کو چھوڑو اور جدوجہد کرو۔ اللہ اور اس کی مخلوق کے حق کو ادا کرو۔ اور جو اس کے حق کو بہترین طریقہ سے ادا کرے وہ جہنم کی آگ سے

یہی ہے۔ کسی کی اللہ پر کوئی حجت نہیں اور خداوند کسی شے کے درمیان کوئی قرابت نہیں اور خدا نے جو آدمؑ کی ضرب المثل بیان کی ہے کہ اُس نے دانہ کھا کر علم عددی کی تھی تو یہ تمہارے لیے عبرت اور موعظ ہے اور امیر المومنین اپنی تسبیح میں عرض کرتے تھے منترہ ہے۔ وہ خدا جس نے آدمؑ کی غلطی کو عبرت قرار دیا ہے۔ اُن کی اولاد کے لیے اس سے مقصد یہ تھا کہ تمہارا باپ جو تمہاری اصل ہے کہ جس کو خدا نے جُنا۔ اور انبیاء کا باپ قرار دیا جب اس کو نافرمان کہا ہے اور جنت سے زمین پر اُتار دیا اور وہ اور تمہاری ماں ہوا جنت کے درختوں کے پتے اپنے اور پر لپیٹ رہے تھے ایک دانہ کی وجہ سے تو تمہاری کیا حالت ہو گئی۔ جب کہ تم سارے کے سارے ڈھیر اور کھلیاں کھا جاتے ہو تو یہ بہت ہی بڑا طمع اور حرص ہے، اللہ کے مقابلہ میں چاہئے کہ امید اور خوف مومن کے دل میں پرندے کے دو پروں کی طرح ہوں جب وہ برابر ہوتے ہیں تو وہ اڑ سکتا ہے اور جب ایک ہو اور دوسرا نہ ہو تو وہ ایک بھی ٹوٹ جاتا ہے اور دل اور عمل میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور بندے کو چاہئے کہ وہ خدا سے وسیع اُمید رکھے اور اپنے دل میں یہ بات پیدا کرے کہ وہ خدا کی عفو و رحمت اور کرم کو دیکھ رہا ہے۔ جب کہ وہ اس کی بارگاہ میں جائے گا جو کہ اس کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتی اور اس میں شک نہیں۔ عقل مند اپنے آپ کو مقصر اور کوتاہ سمجھتا ہے اور اسے اپنے عمل کے قبول ہونے کا وثوق نہیں ہوتا اور اسے سوائے خدا پر حسن ظن رکھتے اور اس کی عفو کی امید رکھتے اور اس کے علم و کرم اور اس کی طرف رغبت کرتے اور اس کے سامنے تضرع و زاری کرتے اور گڑ گڑاتے کہ کسی چیز پر اعتماد نہیں ہوتا۔ جس طرح آنحضرتؐ نے فرمایا خدا یا میرے گناہ مجھے تجھ سے ڈراتے ہیں اور تیرا جو دوست یا مجھے تیری طرف سے خوش خبری دیتا ہے۔ پس مجھے خوف کی وجہ سے گناہوں سے نکال لے اور اپنے جو دو کرم سے عطیوں تک پہنچا دے تاکہ کل میں قیامت میں تیرے کرم کا آزاد کردہ ہو جاؤں جیسا کہ دنیا میں تیری نعمتوں کا پروردہ تھا۔ اور کل کے دن جو نجات کا پروانہ مجھے عطا فرمائے گا وہ اس اُمید و رجائے عظیم نہیں جو تو نے مجھے بخشی

ہوئی ہے۔ اور تیری ڈیوڑھی پر کب کوئی امیدوار نا امید ہوا ہے یا کب تیرے دروازے
 سے کوئی سائل واپس لوٹا ہے خدا یا کوئی ایسا تجھے پکارتے والا نہیں کہ جس کی دعا کو
 تو نے قبول نہ کیا ہو کیونکہ تو خود کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں
 اور تو وعدہ خلافتی نہیں کرتا۔ پس محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری دعا کو قبول کرے
 اور اپنی رحمت سے میری امید کو قطع نہ کر۔ اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم
 کرنے والے۔ روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب کہ میرے بندوں کو خیر دے
 دے کہ میں غفور الرحیم ہوں۔ یہ ہے کہ رسول اللہؐ کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے جو
 ہنس رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ ہنس رہے ہو۔ اگر تمہیں وہ کچھ معلوم
 ہو جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو کم اور گریہ زیادہ کرو۔ پس جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے
 محمدؐ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو خیر دے دو کہ میں غفور
 الرحیم ہوں۔ اور میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ خداوندِ عالم تجب کرتا ہے بندے کے خدا کی رحمت سے
 مایوس ہونے اور اس کی عفو و بخشش سے ناامید ہونے پر باوجود اس کی رحمت کی عظیم
 وسعت کے مہر وی ہے کہ امام زین العابدینؑ زھوی نامی شخص کے قریب سے گزرے
 وہ مجنونا لہو اسی کے عالم میں ہنس رہا تھا، آپؐ نے پوچھا اسے کیا ہو گیا ہے لوگوں نے
 بتایا اس نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ فرمایا خدا کی قسم اس کا خدا کی رحمت سے مایوس ہونا قتل
 کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ سے حسن ظن کرتے پر اعتماد
 کرے۔ کیونکہ یہ بہت بڑا وسیلہ ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے
 کے حسن ظن کے پاس ہوں۔ ایک شخص نے خواب میں اپنے ایک ساتھی کو بہترین
 حالت میں دیکھا تو کہنے لگا یہ مرتبہ تو نے کس طرح حاصل کیا ہے اس نے جواب دیا
 اپنے رب سے اپنے حسن ظن کی وجہ سے اور کوئی شخص خیر دنیا و آخرت اللہ سے
 حسن ظن اور اچھا گمان رکھنے کے بغیر نہیں حاصل کر سکتا۔ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے
 کہ اللہ پر بھروسہ رکھنا اور اُس سے اچھا گمان رکھنا ایسا قلعہ ہے کہ جس کی حفاظت میں

ہر مومن داخل ہوتا ہے۔ اور اللہ پر توکل کرتا ہر بُرائی سے نجات کا سبب اور ہر دشمن سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ صادقؑ نے فرمایا کہ کسی مومن کو خیر دنیا اور آخرت عطا نہیں ہوئی مگر اللہ سے اچھا گمان رکھنے اس سے اُمید وار رہنے اچھا خلق اپنانے اور لوگوں کی عزت و آبرو سے رکنے کے ساتھ۔ کیونکہ خداوند عالم کسی بندے کو توبہ اور استغفار کے بعد عذاب نہیں کرتا۔ مگر خدا سے بدگمانی کرتے اُس سے اُمید میں کوتاہی کرتے بدخلق ہونے اور مومنین کی غیبت کرتے سے اور کوئی بندہ اپنے مالک سے اچھا گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ خدا اس کے اچھے گمان کے پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کریم ہے اُسے شرم آتی ہے کہ وہ بندے کے اچھے گمان اور اس کی اُمید کے خلاف کرے لہذا اللہ سے اچھا گمان رکھو اور اس چیز میں رغبت کرو جو اللہ کے پاس ہے۔ کیونکہ خدا ان کے متعلق کہتا ہے جو لوگ اللہ سے بدگمانی رکھتے ہیں کہ ان کے گرد بُرائی کا دائرہ ہے۔ ان پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور ان کے لیے اس نے جہنم تیار کر رکھا ہے اور وہ بُری باز گشت ہے۔ ایک شخص نے اپنے ساتھی کو خواب میں دیکھا تو کہا خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو وہ کہنے لگا میرے حُسن ظن کی بناء پر مجھے بخش دیا ہے اور میرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے اچھے گمان کے پاس ہوں۔ پس اسے میرے متعلق صرف حُسن ظن ہی رکھنا چاہیئے ایک شخص اکثر اوقات خدا سے عصمت و بچاؤ کی دُعا کیا کرتا ہے۔ تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ تم سب کے سب مجھ سے عصمت و گناہ سے محفوظ رہنے کا سوال کرتے ہو۔ اب اگر میں تم سب کو محفوظ کر لوں تو میری عقو اور میری رحمت کس کے شال حال ہوں گی اور خداوند عالم نے جنابِ داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں سے کہہ دے میں نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ تم سے نفع اٹھاؤں بلکہ اس لیے کہ تم مجھ سے نفع حاصل کرو خدا نے پیغمبرؐ فرمایا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس نے ایک نیکی دس نیکیوں کے مقابلہ میں قرار دی ہے اور جسے چاہتا ہے مزید سات سو گنا زیادہ دیتا ہے۔ اس ارشاد کے مطابق ان لوگوں کی مثال جو اپنے

مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے جیسی ہے جس سے سات سنبل نکلتے ہیں
 ہر سنبل میں سو دانے ہیں اور بُرائی کے بدلے ایک ہی بُرائی ہے۔ اور نیکی کی تیاری کرنا
 ایک نیکی ہے چاہے اُسے تہ بھی کرے اور گناہ کی تیاری میں کچھ نہیں جب تک بُرائی
 کا ارتکاب نہ کرے اور گناہ سے توبہ کرتے کہ ایک نیکی قرار دیا ہے۔ اور خدائے
 تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس یہ بات دلیل ہے اس کی کہ خدائے
 ہمیں اس سے پیدا کیا ہے تاکہ اپنے معاملہ میں ہمیں نفع دے اور امام حسن عسکریؑ سے
 روایت ہے کہ ابو دلف نے کھجور کا ایک درخت صدقہ میں دیا۔ پھر خدائے اسے ہر
 حُرْمے کے دانے کے بدلے ایک بستی عنایت کی اور اس درخت پر تین ہزار ساٹھ دانے
 حُرْمے کے تھے۔ پس خدائے اُسے تین ہزار ساٹھ بستیاں دیں اور ایک روایت ہے کہ
 ایک عورت جناب داؤدؑ کے زمانہ میں اپنے گھر سے نکلی اور اس کے پاس تین روٹیاں
 اور تین رطل جو تھے پس اُس سے ایک فقیر نے سوال کیا تو اس نے وہ تینوں روٹیاں اسے
 دے دیں اور کہنے لگی کہ جو پیس کر خود کھالوں گی اور وہ اس نے کسی چیز میں باندھ کر
 اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے اچانک سخت ہوا چلی اور وہ اُس کے جوئے گئی تو اُس
 عورت کو اُس سے وحشت محسوس ہوئی اور اس کا دل تنگ ہوا، وہ جناب داؤدؑ
 کی خدمت میں آئی اور اُن سے شکایت کی تو اُنھوں نے اس سے کہا کہ میرے بیٹے
 سلیمانؑ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کرو۔ اب وہ عورت جناب
 سلیمانؑ کے پاس گئی تو اُنھوں نے اسے ہزار درہم دیئے

وہ جناب داؤدؑ کے پاس واپس آئی اور
 انھیں بتایا، تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ انھیں واپس کر دو، اور کہو کہ میں چاہتی ہوں
 کہ مجھے بتائیے کہ ہوائے میرے جو کیوں یسے ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا اے خاتون ہم
 نے تجھے ہزار درہم دیئے ہیں وہ کہنے لگی میں کوئی چیز نہیں لیتی۔ سلیمانؑ نے ایک
 ہزار درہم اور دیئے۔ وہ حضرت داؤدؑ کے پاس لوٹ کے آئی اور انھیں بتایا
 تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ انھیں واپس کر دو، اور کہو کہ میں کچھ نہیں لیتی۔ بلکہ خدائے سوال

کہ وہ آپ کے سامنے اُس فرشتہ کو حاضر کرے جو ہوا پر موقوف ہے کہ اس نے میرے
 جو کیوں لیے ہیں۔ خدا کی اجازت سے یہ ہیں یا بغیر اجازت کے۔ اب حضرت
 سلیمانؑ نے اللہ سے سوال کیا ہے تو خدا نے اس فرشتے کو حاضر کر دیا حضرت سلیمانؑ نے
 اس سے اُس کے جو کے متعلق پوچھا۔ تو وہ کہنے لگا ہم نے اللہ کے حکم سے یہ لیے ہیں۔
 کیونکہ ایک تاجر کے پاس بہت سی کشتیاں تھیں اور اس کا زادِ راہ ختم ہو گیا تھا۔ اس
 نے تذکر کی کہ اگر اس نے کسی کے زادِ راہ سے کھانا کھایا تو اس کو کشتیوں کے مال کا تیسرا
 حصہ دے گا تو ہم نے اس کو جو دیئے اس نے وہ کھائے ہیں اور اس پر تذکر کا پورا کرنا
 واجب ہو گیا ہے پس جناب سلیمانؑ نے اس تاجر کو بلایا اور اس سے سوال کیا تو اُس
 نے اس بات کا اقرار کر لیا اور کہنے لگا جو والی عورت کو بلایئے۔ پھر وہ تاجر اس عورت
 سے کہنے لگا تجھے کشتیوں کا تیسرا حصہ ملے گا اور وہ تیرا حق تین لاکھ ساٹھ ہزار دنیا ر
 ہیں اور وہ مال اُس نے اس عورت کو دے دیا، تو حضرت داؤدؑ نے فرمایا اے بیٹا
 جو نفع والا معاملہ کرنا چاہتا ہے وہ اس کریم رب کے ساتھ کرے اور اسی لیے حدیث
 میں آیا ہے جب تم تنگ دست ہو جاؤ تو صدقہ کے ساتھ اللہ سے تجارت کرو پس
 منزہ ہے وہ خدا جس سے معاملہ اور تجارت کرتا نفع مند اور مفید ہے۔



تیسواں باب

خدا سے شرم و حیا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیا ایمان کا جزو ہے ایک دن آپ نے صحابہ سے فرمایا اللہ سے حیا کرو جو حق ہے حیا کرنے کا کہنے لگے کیا کریں اے اللہ کے رسول تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم کرنا چاہتے ہو تو حفاظت کرو سر کی اور جس کو سرتے جمع کر رکھا ہے اور شکم کی اور جسے اس نے گھیر رکھا ہے اور انسان یا درے موت کو اور طویل مصیبت کو اور جو آخرت چاہتا ہے وہ زندگانی دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے، جو ایسا کرے تو اس نے خدا سے شرم و حیا کی ہو حق ہے شرم و حیا کا روایت ہے کہ جبریل حضرت آدمؑ پر نازل ہوئے۔ حیا و عقل اور ایمان کو لے کر اور کہنے لگے خداوند عالم آپ سے کہتا ہے کہ ان میں سے ایک کو چن لیجئے تو آپ نے عقل کا انتخاب کیا تو جبریلؑ نے ایمان اور حیا سے کہا تو تم دونوں چلے جاؤ وہ کہنے لگے ہمیں حکم ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیا و ایمان کا جزو ہے پس جس میں حیا نہیں تو اس میں نہ کوئی خیر ہے اور نہ ایمان۔ مروی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے جب تو مجھ سے شرم و حیا کرے تو میں لوگوں کو تیرے عیوب اور زمین کے ٹکڑوں کو تیرا گناہ و ذنوب بھلا دوں گا اور کتاب اعمال سے تیری لغزشیں محو کر دوں گا اور قیامت کے دن تیرے حساب و کتاب کی جانچ بڑتال نہیں کروں گا اور روایت ہے خدا فرماتا ہے۔ میرے بندے جب تو مجھ سے حیا کرے اور مجھ سے ڈرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ وہ مسجد کے دروازے پر نماز پڑھ رہا ہے تو وہ کہنے لگا، مسجد کے اندر کیوں نہیں پڑھتا۔ کہنے لگا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس

کے گھر میں داخل ہوں جب کہ میں گناہ کر چکا ہوں اور شرم و حیا کرنے والے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس کام پر نہیں دیکھا جائے گا جس سے اُسے شرم آتی ہے۔ روایت ہے کہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ پر وحی کی کہ تم خود وعظ حاصل کرو ورنہ مجھ سے شرم کرو کہ دوسرے لوگوں کو وعظ کرو اور یہ وقت لوگوں کی پانچ علامتیں ہیں۔ کم شرمی آنکھ کا خشک ہونا دنیا کی طرف رغبت کرنا، لمبی امید رکھنا اور دل کا سخت ہونا اور خداوند عالم کا اپنی کسی کتاب میں ارشاد ہے میرا بندہ مجھ سے انصاف نہیں کرتا وہ مجھے پکارتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں اُس کو پلٹا دوں اور وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے شرم نہیں کرتا۔ اور حیا کی انتہا ہے کہ دل یہ جان کر کچل جائے کہ خدا مجھ پر مطلع ہے اور اس کی طرف طویل نگاہ رکھنا کہ جس کی نظر سے ظاہر و باطن غائب نہیں۔ اور جب گناہ کرتے وقت بندے کا اعتقاد ہو کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے تو وہ بے شرم اور خدا کی قدرت سے جاہل ہے اور اگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ کافر ہے۔



اکنیسوال باب

حزن و ملال اور اس کی فضیلت

ارشادِ قدس ہے کہ اس کی آنکھیں حزن کی وجہ سے سفید ہو گئیں پس وہ اپنے غم سے کو پی جاتے والا تھا۔ جنابِ یعقوبؑ کا حزن خدا کی عبادت تھانہ کہ جزع و فرع تھی روایت ہے کہ نبی کریمؐ دائم الفکر تھے اور ہمیشہ محزون رہتے تھے اور یہ نیک لوگوں کی صفت ہے اور خداوند عالم ہر حزن دل کو دوست رکھتا ہے اور جیب خدا کسی دل کو دوست رکھتا ہے تو اس میں حزن کا ایک گوشہ نصیب کر دیتا ہے اور حزن نہیں ٹھہرتا مگر قلب سلیم میں اور جس دل میں حزن نہیں وہ خراب و فاسد ہے اگر کوئی محزون شخص کسی گروہ میں رہتا ہے تو خداوند عالم اُس گروہ پر رحم کرتا ہے اس کتاب کا مصنف کہتا ہے اس میں تعجب نہیں کہ انسان کس طرح محزون رہتا ہے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ انسان ایک لمحہ حزن کے بغیر کیسے رہتا ہے اور اس طرح کیسے نہ ہو حالانکہ وہ صبح شام کرتا ہے سفر بعید کے پروں پر سوار ہے اس کی پہلی منزل موت اس کے وارد ہوتے کی جگہ قبر اور اس کے صادر ہوتے کی جگہ قیامت اور اس کا موقف خدا کے سامنے ہے اُس کے اعضاء اُس کے گواہ اور اس کے جوارح اس کا لشکر ہیں اور اس کے ضمائر اس کے جاسوس ہیں اس کی خلوتیں اس کا ظاہر ہیں صبح و شام کرتا ہے درمیان ایسی نعمت کے جس کے زوال کا خوف ہے اور ایسی موت کے جس کے آنے کا خوف ہے اور ایسی مصیبت کے جس کے وارد ہونے کا ڈر ہے اس کی اہل بوشیدہ ہے بیماریاں چھپی ہوئی ہیں۔ عمل محفوظ ہے۔ اپنے شکم کا پچھاڑا ہوا ہے۔ اپنی شہوت کا بندہ ہے اپنی بیوی کا نوکر ہے اپنے تمام حالات میں سختی و تکان میں ہے یہاں تک کہ اوقاتِ لذت میں بہت سے دشمنوں

سے گھرا ہوا ہے اور وہ اس کا نفس شیطان اور اہل و عیال ہیں جو اپنی روزی کا اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ حاسد اس پر حسد کرتا ہے۔ پڑوسی اس سے اذیت دیتا ہے اور رشتہ دار اس سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔ برساتھی اس کی موت کا خواہاں ہے موت اس کی طرف منہ کھولے ہوئے ہے اور بیماریاں اس پر برس رہی ہیں اور ان سب باتوں کو امیر المومنینؑ نے اپنے اس قول میں جمع کر دیا ہے۔ زمانہ کی آنکھ مکروہ چیزوں کے ساتھ بھپکتی ہے اور لوگ اس کی پلکوں کے درمیان ہیں۔ خدا کی قسم دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کو موت نے رسوا کر دیا ہے کسی عقل مند کے لیے خوشی کا کوئی مقام نہیں چھوڑا اور مومن کے لیے کھڑے ہو جاتے سے کوئی دوست اور رشتہ دار باقی نہیں رہتا دیا اور جو خدا کی رضا اور اس کی محبت چاہتا ہے وہ سالم نہیں رہ سکتا۔ جب تک لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جائے اور ان سے علیحدگی اور دوری اختیار نہ کرے جس طرح خداوندِ عالم فرمانے اور اس سے بھاگو۔ اللہ کی طرف بے شک میں تمہیں واضح طور پر ڈراتا ہوں۔ خدا کی طرف بھاگنے سے اس کی مراد گناہوں سے پناہ لینا اور لوگوں سے کٹے جانا اور تمام حالات میں اللہ پر بھروسہ کرنا ہے اور جو لوگوں کے قریب رہے انہیں نہیں پہچان سکتا البتہ لوگوں سے وحشت کرتا ان کی معرفت کی دلیل ہے ایک حکیم نے دوسرے دانا کو وصیت کرتے ہوئے اس سے کہا اس کی معرفت حاصل نہ کر جس کو تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا بھائی میں مزید تجھے کہتا ہوں کہ جسے جانتا ہے اس کا بھی انکار کر کیونکہ جو انسان کو نہ جانتا ہو وہ اسے تکلیف نہیں دیتا اور دو اشخاص کے درمیان تعارف کئی وجوہ سے ایک عظیم خطرہ ہے ایک تو یہ کہ ان کے درمیان ایک حق پیدا ہو جاتا ہے ہر ایک کو دوسرے کا لحاظ کرتا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ مواصلات کرتا اس کی مدد کرتا بیماری میں اس کی عیادت کرتا اس کی عدم موجودگی کے وقت اس کی غیبت کی تردید کر کے اس کی تکہبانی کرتا اور اس کے اہل و عیال میں بہترین حفاظت کرنے اور بہترین خلق کے ساتھ اس کی جانشینی کرنا اور اس کی مصلحت کی اسے نصیحت کرتا ہے اور اس کے تمام حالات

میں اس کے لیے وہی کچھ چاہتا ہے جو کچھ اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے اور یہ کام
 انتہائی یو بھل اور عظیم ہے اس پر کوئی دائم نہیں رہ سکتا۔ مگر وہ جس کی خدا اپنی عصمت
 کے ساتھ تائید کرے خدا کی قسم اگر غفلت و جہالت نہ ہو تو کوئی عقل مند اس زندگی
 سے لطف نہ اٹھائے اور نہ فرش بچھائے اور نہ اپنے لیے کوئی کھانا بچا کے اور نہ
 کوئی کپڑا لپیٹ کے رکھے اور ہمیشہ وہ غیر مطمئن و مضطرب اور تر پتار ہے مثل اس
 شخص کے جو قید ہوا ہے اسے شخص کے ہاتھ جو اسے ذبح کرنا چاہتا ہو۔ اور اس طرح
 ہمارا معاملہ دنیا میں ملک الموت کے ساتھ ہے ہم مثل بھیڑ کے ہیں اور ملک الموت
 قصاب ہے۔ مصنف کا شعر ہے۔ موت کو غم و خوشی میں نہ بھلا، زمین بھیڑیا ہے
 اور عزرائیل قصاب ہے اور عجائبات دنیا میں سے ایک یہ ہے۔ کہ انسان اس شخص
 پر خاک ڈالتا ہے جس سے نجات کرتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ عنقریب اس پر بھی
 خاک ڈالی جائے گی۔ جس طرح اس نے دوسرے پر مٹی ڈالی ہے اور وہ اس کو بھول
 جاتا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ وہ ہنتا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے
 کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنتے ہو اور روتے نہیں اور روایت ہے کہ اس
 قرآن میں جس کو خدا نے دو لڑکوں کے لیے مھو طر رکھا تھا۔ لکھا ہوا تھا کہ مجھے تعجب
 ہے اس سے جسے موت کا یقین ہے وہ کس طرح خوش ہوتا ہے اور ہنتا ہے اور
 مجھے تعجب ہے اس پر جسے حساب کا یقین ہے وہ کس طرح گناہ کرتا ہے اور
 تعجب ہے اس پر جسے قدر و قضا کا یقین ہے کس طرح وہ محزون ہوتا ہے اور
 تعجب ہے اس پر جو دنیا اور اس کے اپنے رہنے والوں کے ساتھ اُلٹ پھیر کو
 جانتا ہے وہ کس طرح اس پر مطمئن ہوتا ہے اور لوگوں میں سے زیادہ عقل مند اور زیادہ
 صاحب فضل وہ شخص ہے جو اپنے کام کرتے کے باوجود قوت زدہ ہو، اور
 زیادہ بے وقوف اور جاہل وہ یدکار ہے جو مامون ہے۔ مصنف کتاب کہتا ہے
 جوانی کے زمانہ میں جب میں وہ دعا پڑھتا تھا۔ جو تمار تہجد سے پہلے ہے اور میں
 ان الفاظ تک پہنچتا تھا یا تو کر موت اور مطلع کی ہولناکی اور تیرے سامنے کھڑے

ہونے کی یاد سے میرا کھانا اور پیتا میرے گلے میں پھنس جاتا ہے اور میرا تھوک اٹک
 جاتا ہے۔ اور مجھے یہ امر میرے بستر پر بے چین کر دیتا ہے اور میری نیند کو روک
 دیتا ہے تو میں شرمندہ ہوتا تھا چونکہ یہ چیزیں مجھ میں نابید تھیں لہذا میں نے اس کی وجہ
 یہ نکالی جو اُسے چھوٹ سے نکال دے پس میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ غریب
 یہ چیزیں مجھے دستیاب ہو جائیں گی۔ جب میری عمر زیادہ ہو گئی اور قوت میں ضعف
 پیدا ہوا۔ اور وحشت و غریبیت کے گھر کی طرف جلدی منتقل ہونے کا انتظار لاحق ہوا
 تو اب یہ چیز میرے دل سے جدا نہیں ہوتی اب مجھے جب شام ہوتی ہے تو میں
 بسا اوقات اُمید کرتا ہوں۔ کہ صبح نہ ہو اور جب صبح کرتا ہوں تو شام نہ ہونے کی آرزو
 کرتا ہوں اور جب ایک قدم بڑھاتا ہوں تو دوسرا قدم نہیں اٹھانا چاہتا اور اپنے منہ
 میں ایسا لقمہ نہیں جاتا کہ جسے خوش گواری سے نگل سکوں۔ اب میں کہتا ہوں کہ خدا یا جب
 میں موت اور طلوع قیامت کی ہولناکی اور تیرے سامنے کھڑے ہوتے کو یاد کرتا ہوں
 تو میرا کھانا پیتا گلے میں پھنس جاتا ہے اور میرا عذاب دہن اٹک جاتا ہے اور مجھے
 بستر پر تڑپا دیتا ہے اور میری نیند کو روک دیتا ہے۔ اور میری بیداری کو ناخوشگوار
 کر دیتا ہے اور میری دلی راحت کو مجھ سے چھین لیتا ہے۔ خدا یا! اے میرے آقا
 و مولائے تیرے خوف نے مجھے طویل حزن و ملال اور جسم میں کمزوری پیدا کر دی ہے
 اور عظیم ہتم و غم اور دائمی دکھ درد مجھ پر طاری کر دیا ہے اور مجھے آل و اولاد اور مال
 و عطیتوں سے مشغول کر دیا ہے اور مجھے مسکین و غریب و تنہا چھوڑ دیا ہے اور
 میں اگرچہ گھر والوں اور اولاد کے صحن میں ہوتا ہوں میں محسوس نہیں کرتا اس آتش کو جو
 میرے پوٹوں سے نکلتے ہیں اور وہ آواز جو میرے سینے اور پلبوں کے درمیان
 سے پیدا ہوتی ہے اے میرے آقا میرے حزن و ملال کو اپنے حقو کی
 ٹھنڈک سے سیراب کر دے اور میرے ہتم و غم کو اپنی وسیع رحمت
 اور مغفرت سے دور کر دے کیونکہ میں تیرے خوف کے بغیر تجھ
 سے مامون نہیں اور میں تیرے سامنے ذلیل ہونے کے بغیر اعانت

نہیں طلب کرتا اور کامیاب نہیں ہوں گا تجھ پر وثوق اور توکل کئے
 بغیر آئے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور بہترین
 بخشنے والے۔



تیسواں باب

خدا کے سامنے خشوع اور اظہارِ ذلت کرنے کا بیان

ارشاد قدرت ہے تحقیق فلاح پاگئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں پھر سورہ مومن کی پوری آیت میں اُن کی خود تفسیر کی ہے ہم کہتے ہیں کہ خشوع کا معنی ہے دائمی خوف جو دل سے جُدا نہ ہو اور وہ بھی اللہ کے سامنے بندے کا پورے ہم و غم اور ڈرتے ہوئے دل کے ساتھ قیام کرنا ہے اور روایت ہے کہ جس کا دل خاشع ہو شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ اور خشوع کی ایک علامت ہے آنکھوں کا نیچا رکھنا اور علائقِ دنیا کا قطع کرنا اور خشوع کرنے والے کی شہوت کی آگ بجھ جاتی ہے اور اس میں اُمید کا دھواں ساکن ہو جاتا ہے۔ اور عظمتِ خدا کا نور اس کے دل میں روشن ہو جاتا ہے پس اس کی امید مر جاتی ہے اور وہ اپنی موت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس وقت اس کے اعضاء و جوارح خشوع کرتے ہیں اور آنسو بہتے ہیں اور اس کی حسرت زیادہ ہوتی ہے اور بدن و دل کو خدائے علام الغیوب کا مطیع و فرمانبردار بھی کر دیتا ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے خدائے رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری کے ساتھ چلتے ہیں اور اُن سے جاہل خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلامتی ہو یعنی انکساری اور خشوع کرتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی طواغی سے کھیل رہا ہے فرمایا اگر دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح بھی خشوع کرتے یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خشوع افعالِ قلوب میں سے ہے کہ جس کے آثار اعضاء و جوارح پر ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بھی دلوں کا عظمتِ خدا کے ظاہر ہونے کے وقت مرجھا جاتا ہے اور وہ ہیبتِ الہی کا مقدمہ ہے اور انسان کو چاہیئے

کہ وہ اتنا تشنوع ظاہر کرے جتنا اس کے دل میں ہے اور تشنوع یہ ہے کہ خاک پر سجدہ کر کے خدا کے سامنے اظہارِ ذلت کرے اور صادقاً تربتِ امام حسین پر ہی سجدہ کرتے تھے۔ خدا کے سامنے ذلت انکساری اور مسکینی کے لیے اور آنحضرتؐ اپنے کپڑے کو بیوند لگاتے تھے اور اپنے جوتے کو گانٹھتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ دوتے تھے اور غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور زمین پر بیٹھتے اور گدھے پر سوار ہوتے اور پیچھے بھی کسی کو بٹھالیستے تھے اور اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ خود ہاتھ الگ نہیں کرتا تھا اور آپؐ کو شرم و حیا اُس سے ماتع نہیں ہوتا تھا کہ وہ ضرورت کی چیزیں یا زار سے گھر والوں کے لیے جائیں اور غنی و فقیر سے مصافحہ کرتے تھے اور جس چیز کی انھیں دعوت دی جاتی اس کو حقیر نہیں سمجھتے تھے چاہے ردی کھجوریں کیوں نہ ہوں۔ آپؐ کم خرچ شریف الطبع جمیل المعاشرت۔ کشادہ رو، ہشاش بشاش۔ بغیر منسنے کے، محزون بغیر ترشش روئی کے، متواضع منکر المزاج بغیر ذلت کے جو ادا اور سخی بغیر اسراف کے ہر مسلمان کے لیے نرم دل اور رحیم و کریم تھے کبھی کھانے سے سیری کی وجہ سے آپؐ کے حلق میں کوئی چیز نہیں پھنسی تھی اور حرص و طمع کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے اور ان کی مدح کے لیے خدا کا یہ قول کافی ہے کہ تم خلقِ عظیم پر فائز ہو اور خداوندِ عالم نے مومنوں کی طرف وحی کی کہ میں تم سے کیوں متاجبات کی اور تمہیں اپنی مخلوق کی طرف کیوں مبعوث کیا کہنے لگے معلوم نہیں میرے پروردگار۔ فرمایا چونکہ میں نے اپنے بندوں کی اُلٹ پلٹ کو دیکھا اور ان کا امتحان کیا تو میں نے اپنے لیے تیرے دل سے زیادہ مطیع و قلیل کسی کو نہیں پایا۔ لہذا میں نے چاہا کہ اپنی مخلوق میں سے تمہیں بلند کروں کیونکہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے قریب ہوں اور عقل مند کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ سمجھے اور عزت تو اضع اور تقویٰ ہے اور جو عزت تکبر میں تلاش کرے وہ اُسے نہیں پاسکتا اور روایت ہے کہ دو فرشتے بندے پر موکل ہیں وہ اُسے بلند کرتے ہیں اگر وہ تواضع کرے اور اُسے پست کرتے

ہیں اگر وہ تکبر کرے اور شرف تو اضع میں عزت تقویٰ میں اور غنی قناعت میں ہے اور
 سب سے زیادہ اچھی تواضع یا دشمنوں اور انعیاء کے لیے ہے اور سب سے زیادہ
 قبیح ہے۔ فقراء کا تکبر کرنا اور خداوندِ عالم نے اپنے نبیؐ کو لوگوں سے عفو و درگزر
 کرتے کا اور ان کے لیے استغفار کرنے کا حکم دیا ہے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ اور اگر
 تو یہ خلق اور سخت دل ہوتا تو لوگ تجھ سے چھڑ جاتے پس انھیں معاف کر دیا کرو
 اور ان کے لیے استغفار کرو، اور خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ میری مخلوق
 کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو اور مجھے ان کا محبوب بناؤ کیونکہ
 وہ اُسی سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان پر احسان کرے۔



تینتیسواں باب

غیبت اور چغلی خوری کی مذمت اور غصہ پی جانے کی اچھائی، اور

غیبت وغیرہ کا عقاب

ارشاد قدرت ہے کہ تم میں سے بعض دوسروں کی غیبت نہ کریں کیا تم میں سے کوئی دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اُسے بُرا سمجھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ قدرت نے غیبت سے روکنے پر زور دیا ہے اور اُسے انسانوں کے حرام گوشت مردہ کی طرح قرار دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن آئے گا اور اس نے بہت سی نیکیاں کی ہوں گی تو اس کی ان نیکیوں میں سے کوئی چیز اسے اپنے نامہ اعمال میں نظر نہیں آئے گی پس وہ کہے گا میری وہ نیکیاں کہاں ہیں جو میں نے دارِ دین میں کی تھیں تو اس سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے چلی گئی ہیں اور ان کی غیبت کے بدلے انھیں ملی ہیں اور خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے وہ جنت میں سب سے آخر داخل ہو گا اور جو اس پر اصرار کرتے ہوئے مر جائے تو سب سے پہلے جہنم میں داخل ہو گا اور روایت ہے کہ جس کی غیبت کی جائے۔ اس کے آدھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص کا نامہ اعمال لایا جائے گا پس وہ اس میں کچھ نیکیاں دیکھے گا کہ جنہیں وہ نہیں پہچانتا ہو گا۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ اس کے بدلے ہیں جو لوگوں نے تیری غیبت کی ہے اور ایک شخص کہتا تھا کہ اگر میں کسی کی غیبت کروں تو میں صرف اپنے بیٹے کی غیبت کروں گا۔ کیونکہ دوسرے شخص کی نسبت وہ میری نیکیوں کا زیادہ حق دار ہے اور حسن بھری

کو یہ اطلاع ملی کہ فلاں شخص نے اس کی غیبت کی ہے تو حسن بصریؒ نے اس کی طرف ہدیہ بھیجا وہ کہتے لگا کہ خدا کی قسم میں نے تمہارے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا حسن بصریؒ کہتے لگا ہاں تو نے احسان کیا ہے۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو اپنی نیکیاں بطور ہدیہ میری طرف بھیجتا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں تجھے اس کا بدلہ دوں اور جس شخص کے سامنے اس کے بھائی مومن کی غیبت ہو رہی ہو اور وہ اس کی مدد نہ کرے تو یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے۔ فرمایا جب تم اپنے مومن بھائی کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو اُسے ضرر نہ پہنچاؤ اور جب اُسے خوش نہیں کر سکتے تو مغموم نہ کرو۔ جب اُس کی مدح نہیں کر سکتے تو اس کی مذمت نہ کرو۔ فرمایا ایک دوسرے سے حسد اور بغض نہ رکھو اور بعض دوسرے بعض کی غیبت نہ کریں اور اے اللہ کے بندوں ایک دوسرے کے بھائی بنو۔ فرمایا غیبت نہ کرو کیونکہ یہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر تو یہ کہہ لیتا ہے تو خدا اس کی تو یہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے کو خدا معاف نہیں کرتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا شب معراج میں ایسے لوگوں کے قریب سے گزرا۔ جو اپنے چہروں کو ناخنوں سے توچ رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے خطیبہ دیا تو سود کو بیان کیا اور اسے عظیم مصیبت قرار دیا اور فرمایا ایک درہم جو انسان سود کے ذریعہ لیتا ہے وہ محرم سے ستر زنا کرتے سے بدتر ہے اور اس سے زیادہ عظیم مسلمان کی آبرو ہے اور اس آیت ”ویل ہے ہر ہمزہ لمرہ کے لیے“ کی تفسیر میں روایت ہے ”ہمزہ“ وہ ہے جو لوگوں پر طنز و تشنیع کرتا ہے اور ”لمرہ“ جو لوگوں کے گوشت کھاتا ہے اور جو دوسرے لوگوں کے عیب ذکر کرنا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ وہ اپنے عیوب کو یاد کرے اور انہیں چھوڑ دے اور اُن سے استغفار کرے اور تم پر لازم ہے ذکر خدا کرتا کیونکہ وہ شفا ہے اور لوگوں کے ذکر سے بچو کیوں کہ وہ بیماری ہے جناب عیسیٰؑ اور ان کے حواری ایک مردار کتے کے قریب سے گزرے۔ حواری

کہنے لگے یہ کس قدر بدبو دار مردار ہے آپؐ نے فرمایا اس کے دانت کتنے حسین ہیں مقصد
 یہ کہ آپؐ اپنی زبان کو اچھائی کے علاوہ کسی چیز کا عادی بنانا نہیں چاہتے تھے اور غیبت
 کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو اس طرح یاد کرو کہ اگر وہ سُنے تو اس کا بُرا منائے چاہے
 اس کے بدنی نقص کو ذکر کرو یا نسی یا خلقتی یا اُس کا کوئی کام جو اس کے دین سے
 متعلق ہو یا دنیا سے یہاں تک کہ اس کے کپڑے کا ذکر کرو۔ آپؐ نے فرمایا غیبت
 کی حد یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہو جو اس میں موجود ہو۔ کیونکہ اگر ایسی
 بات کہو جو اس میں موجود نہیں ہے تو یہ بہتان ہوگا۔ اور جو شخص غیبت کے وقت موجود
 ہو اور اس کو نہ روکے، وہ اس میں شریک ہے اور جو اس کا بُرا منائے تو اس کو
 بخش دیا جائے گا۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی آبرو سے کسی
 کے اعتراض کو روکے تو خدا پر حق ہے کہ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔
 آنحضرتؐ نے فرمایا خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس کو اپنا عیب لوگوں کے
 عیوب سے مشغول رکھے اور سینوں میں غیبت کے پیدا ہوتے کا سبب حد و غضب
 ہے۔ جب انسان ان دونوں کو اپنے سے دور کرے تو وہ لوگوں کی غیبت تھوڑی
 کرے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جہنم کا ایک دروازہ ہے کہ جس سے صرف وہ داخل
 ہوگا جو اپنے غصے کی تشفی کرے (غیبت کرے) اور جو اپنے غصہ کو پی جائے۔
 حالانکہ اس کے جاری رکھنے پر قدرت رکھتا ہو تو خداوندِ عالم اُسے اختیار دے گا
 کہ جس حور العین کو چاہے لے لے ایک نازل شدہ کتاب میں ہے۔ اے فرزندِ آدمؑ
 مجھے اپنے غضب کے وقت یاد کر میں تجھے اپنے غضب کے وقت یاد رکھوں گا
 پس میں تجھے ہلاک نہیں کروں گا ان کے ساتھ کہ جنہیں ہلاک کروں گا۔ اور عقل مند تو
 اس چیز میں اپنی ذات مال اور اولاد سے خوش رہتا ہے کہ جس کے لیے وہ پیدا کیا
 گیا ہے۔ چہ جائیکہ لوگوں کی عزت و آبرو میں مشغول ہو۔ جب انسان کا ذکر خدا کے
 علاوہ کسی چیز میں مشغول رہنا خسارہ ہے۔ تو غیبت کا معاملہ کیا ہوگا اور فرمایا لوگوں
 کو جہنم میں مُنہ کے بل صرف زبان سے لوگوں کے متعلق کہی ہوئی باتیں ہی گرائیں گی اور اس

کے لیے خدا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں خیر نہیں مگر وہ جو صدقہ کا حکم دے یا نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرے تو قدرت نے خیر کی تلقی کی ہے۔ مگر ان تین ہی اُمور میں بولنے سے پس لائق تبیح ہے وہ جو اپنے بندوں کو کتنی عمدہ نصیحت کرتا ہے اور ان پر کتنا شفیق ہے اور ان سے کتنی محبت کرتا ہے کاش کہ انھیں علم ہو۔ باقی رہی چغل خوری تو اس کا گناہ عظیم اور بڑا ہے کیونکہ چغل خور غیبت کرتا ہے اور دوسرے کی طرف بات منتقل بھی کرتا ہے اور اُس کو اُکساتا ہے۔ اُس شخص کو افریت دینے کے لیے کہ جس کی بات نقل کر رہا ہے اور چغل خور خور کو اُبھارتا ہے اور اس کی طرف رہبری کرتا ہے حالانکہ خدا نے چغل خور کی کا دروازہ بند کر دیا اور اُس کو قبول کرنے سے اپنے اس ارشاد کے ساتھ منع کیا ہے اگر فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اُس کی جانچ پڑتال کرو نہ یہ کہ کسی قوم پر جہالت کی وجہ سے ٹوٹ پڑو۔ پس اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ خدا نے چغل خور کا نام فاسق رکھا ہے اور اس کی بات قبول کرنے سے منع کیا ہے۔ مگر معاملہ واضح ہونے کو اہلوں کے گواہی دیتے یا اس کے اقرار کرنے کے بعد اور جو اس کے قول پر عمل کرے اُسے جاہل کہا ہے ایک شخص نے امام زین العابدینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص آپ کے متعلق بار بار بُری باتیں کہتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو نے اپنے بھائی کے حق کی حفاظت نہیں کی بلکہ اس سے خیانت کی ہے۔ حالانکہ اس نے تجھے امین سمجھا تھا اور تم ہماری عزت کی حفاظت کی ہے۔ جب ہمیں وہ بات سنائی ہے جس کے سننے کی ہمیں ضرورت نہیں تھی۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ چغل خور کی نقل کرنے والے جہنم کے گتے ہیں اپنے بھائی سے کہہ دے کہ موت ہم سب کو آئے گی اور قبر ہمیں اپنے اندر لے لے گی اور قیامت ہماری وعدہ گاہ اور خدا ہمارے درمیان حکم کرے گا۔ ماموں کے عالموں میں سے ایک شخص نے اُسے لکھا کہ فلاں تیرا عامل مر گیا ہے اور وہ ایک لاکھ دنیا ر چھوڑ گیا ہے اور اس کا صرف

ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ اگر ہمارا آقا حکم دے تو ہم اس کا مال قبض کر لیں اور بچہ کو جتنی ضرورت ہے وہ اس کے لیے جاری کر دیں۔ کیونکہ یہ مال اُس نے آپ کے مال سے کسب کیا ہے۔ تو مامون نے لکھا مال کو خدا نے بڑھایا ہے اور بچے کی ضرورت کا اہتمام خدا کرے گا۔ اور جینل خوری پر اُس نے لعنت کی ہے۔



چوتیسواں باب

قتاعت اور اس کی مصلحت

خدا کے اس قول کہ ہم ضرور اُسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے کی تفسیر میں آیا ہے۔ فرمایا ہم اس کو قناعت عطا کریں گے۔ خدا کے اس ارشاد جو حضرت سلیمانؑ کی دعا کی حکایت کرتا ہے کہ خدا یا مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو کی تفسیر میں آیا ہے۔ فرمایا بعض دیوہ کی بناء پر اس سے قناعت مراد ہے کیونکہ آپؑ مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے اور فرماتے کہ مسکین مسکینوں کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور آنحضرتؐ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا۔ درع و پرہیزگاری اختیار کر تو سب لوگوں سے زیادہ عاید ہو جائے گا اور قناعت کر سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا اور لوگوں کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے مومن بن جائے گا۔ اور اچھا بڑوسی بن اس کے لیے جو بھی تیرے بڑوس میں ہو مسلمان بن جائے گا اور تھوڑا ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسناد دل کو مار دیتا ہے اور سب لوگ مردہ ہیں۔ مگر جنہیں خدا قناعت کے ساتھ زندہ کر دے۔ اور قناعت نہیں ٹھہرتی مگر اس دل میں جو راحت و آرام چاہتا ہے اور قناعت ایسا ملک ہے جو صرف مومن کے دل میں سکونت کرتا ہے۔ قناعت پر راضی رہنا زہد کا لازمہ ہے اور اس کا مفہوم ہے دل پسند چیزوں کے نہ ہوتے ہوئے مطمئن رہنا اور تھوڑی روزی پر راضی رہنا اور جو چیز فوت ہو جائے اُس پر افسوس نہ کرنا اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ انہیں اچھا رزق دے گا کی تاویل کے بارے میں وارد ہو سکیں فرمایا اس سے مراد قناعت

ہے کیونکہ قناعت کا معنی ہے نفس کا اُس رزق پر راضی رہنا جو موجود ہو چاہے وہ
تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غنی اور عزت نکل کر چکر
لگانے لگے پس انہیں قناعت مل گئی تو اس میں وہ مستقر ہو گئے۔ ایک روایت ہے
کہ حضرت علیؑ ایک قصاب کے پاس سے گزرے اور اس کے پاس موٹا گوشت تھا
وہ کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنینؑ یہ موٹا گوشت ہے اس میں سے خرید کھجئے آپؑ نے فرمایا
قیمت موجود نہیں وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنینؑ میں صبر کر لوں گا تو آپؑ نے فرمایا میں گوشت
سے صبر کر لیتا ہوں اور خداوند عالم نے پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں رکھ دی ہیں عزت
اطاعت میں مازلت معصیت میں، حکمت ہیٹ کے خالی ہوتے ہیں اور ہیبت تمار
تہجد میں اور غنی و تو نگری قناعت میں اور زیور میں ہے کہ قناعت کرنے والا غنی ہے۔
چاہے وہ بھوکا اور تنگاہ ہو۔ اور جو قناعت کرے تو وہ زمانہ والوں سے راحت و آرام
میں ہے اور اپنے ہم سروں میں بڑا ہے خدا کے قول گردن آزاد کرانا یا بھوک کے دن
کھانا کھلانا کی تفسیر میں آیا ہے گردن کو حرص و طمع سے آزاد کرانا اور جو شخص قناعت
کرے اُس نے عزت کو ذلت پر اور راحت و آرام کو تعب و مشقت پر اختیار کیا
ہے کہا گیا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے خیر دے کہ
جنت میں میرے محل میں میرا کون شریک ہو گا تو ان کی طرف وحی ہوئی کہ وہ شخص
یونسؑ کے والد مٹی ہیں۔ آپؑ نے خدا سے اجازت چاہی ان کی زیارت کے لیے
خداوند عالم نے اجازت بخشی تو داؤدؑ نے اپنے بیٹے سلیمانؑ کا ہاتھ پکڑا۔ جب مٹی
کے گھر میں پہنچے تو اُسے کھجوروں کی شاخوں کا ایک گھر پایا لوگوں سے ان کے
متعلق پوچھا تو کہا گیا کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر
بیچتے ہیں۔ دونوں اُن کا انتظار کرتے لگے اچانک وہ تشریف لائے جب
کہ اُن کے سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھا تھا۔ وہ اُنھوں نے آکر پھینک دیا، پھر اللہ
کی حمد و ثناء کی اور فرمایا کون شخص پاک و پاکیزہ مال پاک و پاکیزہ رقم کے ساتھ
خریدتا ہے۔ ایک نے اس کی قیمت مقرر کی اور دوسرے نے اُسے خرید کیا

پس یہ دونوں اُن کے قریب گئے اور ان کو سلام کیا پھر ان دونوں سے کہتے لگے ہمارے
 ساتھ گھر چلئے اور جو کچھ لکڑیوں کے پیسے ملے اُس سے گندم خرید کی پھر اُسے
 دو پتھروں کے درمیان رکھا۔ جن کو اس مقصد کے لیے رکھا ہوا تھا اور اُسے
 پیسا پھر اُسے پتھر کے برتن میں گوندھا اس کے بعد آگ جلائی اُسے لکڑیوں
 سے روشن کیا۔ پھر وہ گوندھا ہوا آٹا اُس پر رکھ دیا۔ پھر بیٹھ کر تھوڑی دیر اُن
 سے باتیں کرتے رہے۔ پھر اُٹھے جب کہ روٹی پک چکی تھی تو اُسے تھال میں
 رکھا اور اس کے ٹکڑے کئے اور اس پر نمک چھڑک دیا اور اپنے پاس پانی
 کا لوطا رکھ دیا۔ اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ایک لقمہ توڑا اور اُسے اپنے منہ میں
 رکھا اور کہا یسےم اللہ الرحمن الرحیم جب اس کو چبایا تو کہا الحمد للہ رب العالمین
 پھر بھی کچھ دوسرے اور تیسرے لقمہ کے وقت کیا پھر پانی اٹھایا اور اسے پیا
 اور خدا کی حمد کی اور کہا تیرے لیے حمد ہے۔ اے پروردگار کس پر تو نے ایسا
 انعام و احسان کیا ہے جتنا مجھ پر کیا ہے کیونکہ تو نے میرا بدن میرے کان میری
 آنکھ اور میرے اعضاء و جوارح کو صحیح و سالم قرار دیا ہے اور مجھے تو نے قوت
 دی ہے کہ میں اس درخت کے پاس گیا کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں
 بویا تھا اور نہ اپنی طاقت سے زراعت کیا تھا اور اس کی حفاظت کا اہتمام
 کیا تھا۔ پس تو نے اسے میرا رزق قرار دیا اور تو نے اُسے کاٹنے اور
 اٹھانے پر میری مدد کی اور میری طرف اُس کو بھیجا جس نے وہ مجھ سے خرید
 کیا اور میں نے اس کی قیمت سے وہ گندم خرید کی کہ جسے میں نے زراعت
 نہیں کیا تھا اور نہ اُس میں اپنے آپ کو تھکایا تھا اور تو نے میرے لیے پتھر
 کو مستخر کیا جس پر میں نے اُسے پیا اور آگ کو مستخر کیا جس پر اُسے پکایا اور
 مجھ میں کھانے کی خواہش پیدا کی پس میں اس خواہش کی وجہ سے اُسے کھانے
 لگا اور اس سے تیری اطاعت پر قوت حاصل کی پس تیرے لیے حمد ہے
 یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور رضا کے بعد پھر بلند آواز سے رونے لگے

تو حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے سلیمانؑ سے کہا اے بیٹا ایسا شکر گزار بنو اس
 لائق ہے کہ وہ جنت میں منزلت کیری کا مالک ہو۔ میں نے ان سے زیادہ
 شکر گزار بندہ نہیں دیکھا۔



پیش سوال باب

اللہ پر توکل کرنا

خداوندِ عالم فرماتا ہے اللہ پر ہی توکل کرو اگر تم مومن ہو۔ اور فرمایا توکل کرنے والے اللہ پر توکل کریں۔ فرمایا جو اللہ پر توکل کرے وہ اس کے لیے کافی ہے فرمایا اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس عظیم ترین مقام کو جو عظمت اللہ اور محبت اللہ کے ساتھ موسوم ہے وہ اللہ پر توکل کرنے والے کا ہے۔ کیونکہ اُسے خدا کے کافی ہونے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور جس کے لیے خدا کافی ہو اور وہ اُس سے محبت کرے اور اُس کی نگہداری کرے وہ عظیم کامیابی پر قائل ہے اور فرمایا کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں پس جو شخص اللہ کے غیر سے طلبِ کفایت کرے وہ توکل کا طالب نہیں اور وہ آیت کی تکذیب کرتے والا ہے۔ فرمایا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو خدا عزیز اور حکمت والا ہے۔ یعنی عزیز ہے اس کو ذلیل نہیں کرتا۔ جو اس کے پڑوس میں رہنا چاہے اور نہ اُسے ذلیل کرتا ہے جو اس کی پناہ میں ہو اور وہ اس کی تدبیر سے قاصر نہیں جو اُس سے بچاؤ چاہے اور خدا نے عیب لگایا ہے اس شخص کو جو اس کے غیر سے پناہ مانگے اپنے اس قول سے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو، وہ تم جیسے بندے ہیں یعنی وہ تمہاری حاجات سے عاجز ہیں اور وہ اللہ کی طرف محتاج ہیں۔ لہذا وہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے پکارو، اور جہاں بھی خدا تے اس پر توکل کرنے کا ذکر کیا ہے اس سے مراد ہے کہ مخلوق سے نکاہیں منقطع کر لو اور سب سے کٹ کر اللہ کی طرف ہو جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ اللہ پر توکل کرے جو توکل کا حق ہے تو اُسے اس پرندہ کی مانند بنا دے گا جو صبح کو خالی پیٹ اور شام کو شکم پُر ہوتا ہے۔ فرمایا جو خدا کی طرف

ہو جائے خدا اُس کی ہر ضرورت کے لیے کافی ہے۔ اور جو دنیا کی طرف ہو
 جائے خدا اُسے اُس کے سپرد کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کہ خدا اُسے وہاں سے رزق
 دے جہاں سے اُسے وہم و گمان نہ ہو تو وہ خدا پر توکل کرے اور خداوندِ عالم نے حضرت
 داؤد کی طرف وحی کی جو بندہ مجھ سے عصمت و بچاؤ کا خواہاں ہو میری مخلوق کو چھوڑ
 کر اور پھر اہل و آسمان و زمین اُس سے مکر و فریب کریں۔ تب بھی میں اس کے لیے نکلنے
 کا راستہ بنا دوں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ اے لوگو! جس رزق کی ضمانت دی گئی ہے
 وہ تمہیں اس عمل سے مشغول نہ رکھے جو تم پر فرض کیا گیا ہے اور توکل کرنے والا نہ سوال
 کرتا ہے نہ رد کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو فقر و فاقہ کے خوف سے روک رکھتا ہے۔
 جو شخص توکل کی راہ پر چلنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ جو امور اس پر جاری ہوتے ہیں۔
 اُن میں اپنی ذات کو خدا کے سامنے قرار دے جس طرح مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ
 میں ہوتا ہے وہ اُسے اُلٹ پھیر کرتا ہے جب چاہتا ہے جس طرح نبی اکرمؐ نے
 فرمایا مجھے تعجب ہے۔ مومن سے کہ خدا اُس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ مگر جس میں
 اس کی بھلائی ہوتی ہے یعنی اُس کے متعلق جو اللہ کا فیصلہ ہے وہ اُس پر راضی رہتا ہے
 چاہے سخت ہو یا نرم اور توکل کا معنی ہے اللہ سے محافظت کی خواہش کرتا جس طرح
 کہ جبریلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ جب آپ متجسس کی گرفت میں تھے کیا آپ کو
 کچھ حاجت اور ضرورت ہے اے اللہ کے خلیل تو آپ نے اللہ پر ہی بھروسہ اور
 نجات دینے میں اس پر وثوق کی بنا پر فرمایا تیری طرف نہیں ہے لہذا خدا نے اُن پر
 آگ کو برد و سلام قرار دیا اور اس زمین میں پھول اور پھل اگا دیئے اور اُن کی تعریف
 کی اور فرمایا اور وہ ابراہیمؑ جس نے وفا کی اور ان کی حالت یوسفؑ کی طرح نہیں ہے۔
 جنہوں نے اس شخص سے کہا تھا جو قید خانہ میں ان کے ساتھ تھا کہ اپنے مالک کے
 سامنے میرا تذکرہ کرتا۔ پس اس وجہ سے وہ قید خانے میں کئی سال تک رہے اور
 مجھ سے ایک شخص نے پوچھا تمہارے اخراجات کہاں سے آتے ہیں تو میں نے
 جواب دیا اللہ کے لیے ہیں۔ آسمان و زمین کے خزانے، لیکن منافق نہیں سمجھ سکتے

کسی تے ایک شخص کو بیابان میں خدا کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا تمہاری روزی کہاں سے آتی ہے، وہ کہنے لگا اس پروردگار کی طرف سے جو عزت والا اور جانتے والا ہے۔ پھر اُس نے اپنے دانتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا جس نے پکٹی پیدا کی ہے وہ دانت بھی لے آتا ہے اور جان لو کہ تو کل کا محل اور منزل دل ہے اور روزی کی تلاش میں حرکت کرنا تو کل کے ساتھ متافات نہیں رکھتا۔ کیونکہ خداوند عالم نے حرکت کرنے کا اس قول میں حکم دیا ہے۔ پس زمین کے کندھوں پر چلو اور اس کا رزق کھاؤ اور اس کی طرف حشر و نشر ہے۔ ایک عرب مسجد نبوی میں آیا تو آپؐ نے فرمایا اپنے ناقہ کا پاؤں باندھا ہے۔ کہتے لگا نہیں۔ میں نے تو کل کیا فرمایا پاؤں باندھا اور تو کل کھاؤ خداوند عالم نے آپؐ سے اور آپؐ کے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اپنا بچاؤ اختیار کرو اور یہ جھوٹی بات ہے کہ انسان کہے کہ میں نے خدا پر توکل کیا ہے جب کہ اس کے دل میں اس کا غیر ہو یا خدا نے جو اس کے ساتھ کیا ہے اس پر راضی نہ ہو کیونکہ توکل کا معنی ہے اللہ کے سیرد ہو جانا اور اس کی طرف متعلق ہو جانا کہ اس کی مخلوق کی طرف پس توکل کی حقیقت ہے اللہ کو کافی سمجھنا اور اس پر اعتماد کرنا اور توکل کرنے والے کے تین درجے ہیں اللہ کی طرف متعلق ہو جائے اور اس کے حکم کو تسلیم کرے اور اس کی قضا و قدر پر راضی رہے۔ پس اس کے وعدہ پر مطمئن ہو جائے اور اس کی تدبیر کو کافی سمجھے اور اس کے حکم پر راضی رہے ایک شخص سے کہا گیا تو نے کیوں تجارت چھوڑ دی ہے۔ اس نے کہا میں نے کفیل کو باوثوق پایا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔ جو مجھ سے حفاظت طلب کرے میری مخلوق کو چھوڑ کر تو آسمان وزمین اس کے رزق کے ضامن ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے دُعا کرے تو میں قبول کرتا ہوں اور اگر مجھ سے عطیہ مانگے تو میں عطا کرتا ہوں اور جو میری مخلوق سے پناہ مانگے مجھے چھوڑ کر تو میں آسمان وزمین کے اسباب اس سے کاٹ لیتا ہوں اگر مجھ سے دعا مانگے تو قبول نہیں کرتا اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے نہیں دیتا اور اگر کفایت چاہے تو اس کی کفایت نہیں کرتا۔ محمد بن عجلان کہتا ہے مجھ پر بڑی غربت و فقر و فاقہ کا وقت آگیا اور

مجھ پر ایسا قرض تھا جو بہت ہی لیچر قسم کا تھا اور میری تنگ دستی دور کرنے کے لیے کوئی دوست نہیں تھا تو میں حسن بن زید کی طرف رواتر ہوا جو مدنیہ کا حاکم تھا بسبب اس جان پہچان کے جو اس کے اور میرے درمیان تھی پس راستہ میں میری ملاقات محمد بن عبد اللہ بن باقر سے ہو گئی۔ تو وہ کہنے لگا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو فقر و قافہ میں پھنسا ہے تو اس تنگ دستی کے لیے کس پر امید رکھی ہے میں نے کہا حسن بن زید پر تو وہ کہنے لگا پھر تمہاری حاجت پوری نہیں ہوگی تم اس پر بھروسہ کرو جو سب سے زیادہ قدرت رکھتا اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ خداوند عالم نے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور عزت و بزرگی کی قسم میں ہر اس شخص کی امید کو مایوسی کے ساتھ توڑ دوں گا جو میرے غیر سے کوئی اُمید رکھے اور اُسے لوگوں میں قلت کا لباس پہناؤں گا اور اُسے اپنی کشائش اور فضل سے دور کر دوں گا کیا میرا بندہ شداؤں میں میرے غیر کی اُمید رکھتا ہے حالانکہ شداؤں میرے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ میرے غیر کی اُمید رکھتا ہے اور میں غنی و بواد ہوں۔ حاجات کے دروازے میرے پاس ہیں اور ان کی چابیاں میرے قبضہ میں ہیں اور وہ بند ہیں۔ میں اپنے بندے کو اپنے سے کیوں اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ میں نے اپنے جو دو کرم سے اسے وہ کچھ دیا ہے جس کا اُس نے مجھ سے سوال نہیں کیا تھا پس اس نے مجھ سے مُنتہ پھیر کر میرے غیر سے اپنی حاجات کا سوال کیا ہے۔ اور میں وہ معبود ہوں جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں میں عطیہ میں سوال کرتے سے پہلے ابتداء کرتا ہوں۔ پس کیا اس نے سوال کیا ہے اور میں نے اس پر جو دوستی و سخاوت نہیں کی ہرگز نہیں ہرگز کیا میری صفت نہیں کیا دنیا و آخرت میرے قبضہ میں نہیں۔ پس اگر ہر ایک اہل آسمان و زمین میں سے مجھ سے آسمان و زمین جتنے ملک کا سوال کریں اور میں انہیں دے دوں تو بھی مجھ کے پر کے برابر میرے ملک میں کمی نہ آئے گی۔ لہذا ہلاکت ہے اس کے لیے جو مجھ سے اعراض کرے اور اپنے

حاجات و شدا ئید میں میرے غیر سے سوال کرے راوی کہتا ہے میں نے کہا ذرا
 اس کلام کا اعادہ کرو۔ اس نے تین مرتبہ یہ کلام دہرایا تو میں نے اُسے یاد کر لیا اور
 اپنے دل میں کہا خدا کی قسم اب میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا اور میں اپنے
 گھر میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑے ہی دن گزرے کہ خدا نے مجھے اتنا رزق دیا کہ جس
 سے میں نے اپنا قرض ادا کیا اور اپنے اہل و عیال کے معاملات کی اصلاح کی
 واللہ شریب العالمین۔



پچیسواں باب

اللہ کا شکر ادا کرنا

ارشاد قدس ہے میرا شکریہ ادا کرو اور ناشکری نہ کرو، فرمایا اور اگر تم شکر کرو تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔ فرمایا اور جو شکر کرے تو وہ اپنے لیے شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو خدا غنی اور قابلِ تعریف ہے اس سے مراد نعمت کا انکار کرنا ہے اور شکر کی حقیقت ہے نعمت منعم کا اعتراف کرنا خداوندِ عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میرا شکر ادا کرو جو شکر ادا کرتے کا حق سے عرض کیا خدا یا کس طرح میں شکر ادا کروں جو حق شکر ہے۔ حالانکہ میرا شکر ادا کرنا بھی ایک تیری نعمت ہے۔ ارشاد ہوا۔ اب تو شکر ادا کر دیا۔ جو حق شکر تھا اور حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے پروردگار حضرت آدمؑ تیرا شکر کس طرح ادا کرتا تھا جو حق شکر ہے حالانکہ تو نے اسے اپنے انبیاء کا یا پ اپنا چُنا ہوا قرار دیا اور ملائکہ سے اس کو سجدہ کرایا۔ ارشاد ہوا وہ اعتراف کرتا تھا۔ کہ یہ سب کچھ میری طرف سے ہے تو اس کا اعتراف کرتا یہ حق شکر ہے اور بندے کو چاہیئے کہ مصیبت پر شکر کرے جس طرح وہ آسائش پر شکر کرتا ہے۔ روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے فرمایا اے داؤدؑ میں نے ایک جنت اس طرح بنائی ہے کہ اس کی ایک اینٹ مٹونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کی چھتیں زمرہ کی اور گارایا قوت کا اور مٹی خوشبودار کستوری کی اور اس کے پتھر موتی اور لولو کے اور اس کی رستے والی حورالعین ہیں کیا تمہیں معلوم ہے اے داؤدؑ یہ میں نے کس لیے تیار کی ہے۔ حضرت داؤدؑ نے کہا کہ معلوم نہیں تیری عزت کی قسم اے خدا یا! فرمایا میں نے یہ تیار کی ہے ایسے لوگوں کے لیے جو مصیبت کو نعمت سمجھے ہیں اور آسائش کو مصیبت اور اس میں شک نہیں کہ

بیماریاں وغیرہ جیسے مصائب کی تکلیف عوض چاہتی ہے اور اس پر صبر کرتے کا ثواب ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور صحت کے زمانہ کی نعمت یاد دلاتی ہے اور تو یہ و صدقہ پر ابھارتی ہے اور اس مصیبت کو خدا نے اپنے بندے کے لیے پسند کیا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ تیرا رب ہی پسند کرتا ہے اور انھیں اس میں کوئی اختیار نہیں۔ حضرت موسیٰ ابن جعفر سے مروی ہے، کہ مومن کی مثال ترازو کے دو پلڑوں جیسی ہے۔ جتنا اس کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اتنی اس کی مصیبت بڑھتی ہے تاکہ بارگاہِ خدا میں جائے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو اور نعمت کبھی کبھی جہنم کے عذاب کے قریب کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ لہذا وہ عظیم ترین مصیبت بن جاتی ہے اور مصیبت اگر خدا سے قریب کرنے کے لیے ہو تو اس میں

بھی ایک نعمت ہے جو کوتاہی کے اعتراف کا سبب بنتا ہے اس میں بھی شک نہیں کہ نعمتوں کی زیادتی اور ان کی کثرت خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اسی لیے خداوندِ عالم اپنے ادبیاں اور نیک بندوں کے لیے فقر و فاقہ کو پسند کرتا ہے اور دنیا کو ان سے روک دیتا ہے کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنی ایک وحی میں ارشاد فرمایا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تجھے اپنے بندہ مومن سے شرم نہ آتی تو میں اس کے لیے ایک ٹکڑا کپڑے کا تہ چھوڑتا کہ جس سے وہ اپنے بدن کو ڈھانپتا اور میں جب اپنے بندہ مومن کے ایمان کو قبول کرتا ہوں تو اُسے مالی طور پر فقر و فاقہ میں یا بدنی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ اب اگر وہ جزع و فزع کرے تو میں وہ مصیبت دگنی کر دیتا ہوں اور اگر وہ صبر کرے تو اس کے ساتھ میں اپنے ملائکہ میں فخر و میاہات کرتا ہوں اور مکمل حدیث یہ ہے کہ میں نے علیؑ کو ایمان کا علم قرار دیا ہے پس جو شخص اس سے محبت کرے اور اس کا اتباع کرے ہدایت یافتہ ہوگا اور جو علیؑ کو چھوڑ دے اور اُن سے بغض رکھے وہ گمراہ ہے اور علیؑ سے صرف مومن ہی محبت اور منافق بغض رکھے گا اور نعمت کا ایک شکر یہ ہے اور اس نعمت سے کوئی شخص خدا کی نافرمانی پر قوت حاصل نہ کرے۔ عوام

کا شکر کھاتے اور لباس میں ہوتا ہے اور خواص کا شکر تنگ دستی اور تکالیف وغیرہ
 سے ہوتا ہے جسے خدا پسند کرتا ہے۔ روایت ہے کہ صادقؑ نے شفیع بلخی سے فرمایا
 تم اپنے شہروں میں کس طرح رہتے ہو۔ کہنے لگا بڑے اچھے ہیں۔ اے فرزندِ
 رسولؐ جب ہمیں کچھ ملتا ہے تو اس پر شکر ادا کرتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں
 فرمایا ہمارے حجاز کے کٹوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اے شفیع تو وہ عرض کرنے
 لگا۔ پھر کیا کہوں فرمایا اس طرح کیوں نہیں ہو جاتے ہو کہ جب تمہیں ملے تو دوسروں
 کو ترجیح دو اور جب نہ ملے تو شکر ادا کرو۔ اور یہ آنجنابؐ اور آپؐ کے آباد
 ابدال اور اولاد کا درجہ تھا اور روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ کے آسمان کی
 طرف اٹھائے جانے کا سبب یہ تھا کہ ایک فرشتے نے انھیں قبولِ بارگاہ ہونے
 اور مغفرت کی بشارت دی تو ادریسؑ نے زندگی کی تمنا کی۔ وہ فرشتہ کہنے لگا آپؐ زندگی
 کی تمنا کس لیے کرتے ہیں۔ فرمایا تاکہ خدا کا شکر ادا کروں۔ کیونکہ اب تک میری زندگی
 قبولیت کی تلاش میں تھی اب اپنے مقصود تک پہنچنے کا وقت آ گیا ہے۔ فرمایا پس
 فرشتے نے اپنے پر کھول دیئے اور انھیں اٹھا کر آسمان پر لے گیا اور شکر کرنے
 والا اضافہ کو دیکھتا ہے۔ خدا کے اس ارشاد کی وجہ سے اگر تم شکر ادا کرو تو ہم
 ضرور زیادہ دیں گے اور صبر کرنے والا مصیبت کے ثواب کو دیکھتا ہے لہذا
 وہ اللہ کی معیت میں ہے اس ارشاد کی وجہ سے کہ بے شک اللہ صابرین کے ساتھ
 ہے پس یہ بلند ترین درجہ ہے اسی لیے جو مصیبت کے نعمت ہوتے کا اعتقاد
 رکھتا ہے وہ اپنے غیر سے افضل ہے اور روایت ہے کہ سب سے پہلے
 جنت میں حمد و ثناء کرتے والے داخل ہوں گے۔ بہر حال پس اسی کے لیے حمد
 سے اس مصیبت پر جسے وہ دور کر دے اور اُس کے لیے شکر ہے اس چیز پر جو
 نفع میں دے روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے
 موسیٰؑ میرے بتلا بندوں پر رحم کر اور عافیت والوں پر بھی عرض کیا اے پائے
 والے بتلا پر رحم کرتے کو تو پہنچا تا ہوں عافیت و صبح و سالم کے لیے کس لیے

فرمایا چونکہ وہ تھوڑا شکر ادا کرتا ہے اور ارشاد ہے کہ اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کر دو شمار نہیں کر سکتے۔ یعنی ان تمام کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے اور یہ بات صحیح ہے کیونکہ ایک ہی لحظہ میں انسان اتنی دفعہ دیکھتا ہے کہ جن کا شمار نہیں اور اپنے کان سے اتنے الفاظ سنتا ہے کہ جن کا شمار نہیں اور زبان سے اتنے کلمات بولتا ہے کہ جو شمار میں نہیں آتے اور کتنی اُس میں ساکن رگیں ہیں کہ جن کی تعداد کو نہیں جانتا اور کتنی متحرک ہیں کہ جن کی تعداد اُسے معلوم نہیں اور اتنے سانس لیتا ہے جو شمار میں نہیں اور اسی طرح اس کے اعضاء و جوارح بہت زیادہ مرتبہ حرکت کرتے ہیں۔ یہ تو ایک ہی لحظہ کی بات ہے اب اس کے دن اور سال اور ساری عمر کی کیا کیفیت ہوگی یہ سچ فرمایا ہے خدائے علی و عظیم نے۔



سنتی سوال باب

یقین کا بیان

خداوندِ عالم فرماتا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اُس پر جو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور جو تجھ سے پہلے نازل کر چکے ہیں اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ پس خداوندِ عالم نے آخرت پر یقین رکھنے والوں کی مدح کی ہے یعنی جو خداوندِ عالم نے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور عقاب کی دھمکی دی ہے اس پر مطمئن ہیں گو یا وہ اُسے آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں جس طرح سعد بن معاذ کے متعلق روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فرمایا کیسے صبح کی تو نے اے سعد آنکھوں سے عرض کی خیر و عافیت سے اے اللہ کے رسول صبح کی ہے۔ میں نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا اے سعد بات کی ایک حقیقت بتاتی ہے تیرے قول کی تصدیق کس چیز سے ہوتی ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول جب میں صبح کرتا ہوں تو گمان نہیں کرتا کہ شام کروں گا اور جب شام کرتا ہوں تو یہ گمان نہیں ہوتا کہ صبح ہوگی اور جو قدم اٹھاتا ہوں تو یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے دوسرا قدم اٹھے گا گو یا میں ہر اُمت کو گھسٹوں کے بل دیکھ رہا ہوں اور ہر اُمت کو پکارا گیا ہے جب کہ ان کی کتاب کے ساتھ ان کی کتاب بنی اور ان کا امام ہے اور اُسے حساب و کتاب کے لیے بلایا گیا ہے گو یا میں اہل جنت کو نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے دیکھ رہا ہوں اور اہل جہنم کو عذاب ہوتے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے سعد تجھے معرفت حاصل ہو گئی ہے لہذا اسے لازم پکڑے رہو۔ جب اس کا یقین مشاہدہ کی طرح صحیح ہو تو اُس نے لزوم کا حکم دیا۔ اور یقین کا معنی ہے۔ احوال قیامت کا مشاہدہ کی طرح

مطالعہ کرنا۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں اگر پردہ اٹھ جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہو۔ آپ نے ہدایت فرمائی ہے کہ

میں آخرت کو اس کے غائب ہونے کے باوجود دیکھ رہا ہوں اور آپ نے فرمایا اگر تم قرآن کی تصدیق کرتے ہو تو پھر تم میں سے ہر ایک جنت و جہنم کو دیکھ چکا ہے۔ اور آپ نے صحیح فرمایا ہے کیونکہ قرآن پر یقین رکھنے کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ اس میں ہے وعدہ و وعید میں سے اس پر بھی یقین ہو اور وہ عارف کے دل میں علم یدرہی کی طرح ہے کہ جس کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ اسی واسطے ہم ممنوع قرار دیتے ہیں کہ معرفت و ایمان کے بعد کوئی مومن کافر ہو جائے اگر کوئی اعتراض کرے۔ خدا کے اس ارشاد کے ساتھ کہ وہ لوگ جو ایمان لے آئے پھر وہ کافر ہو گئے تو ہم کہیں گے زبانی ایمان لے آئے نہ دلوں کے ساتھ جس طرح خدا کہتا ہے عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم کہو کہ اسلام لے آئے اور ابھی تک تو ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس اسلام زبانی دعویٰ کا نام ہے اور ایمان دل سے اعتقاد رکھنے کو کہتے ہیں لہذا جب خدا کو معلوم ہوا کہ جس حق کا وہ زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اس پر اعتقاد نہیں رکھتے تو ان کے مومن ہونے کی نفی کر دی۔ پس ایمان کی پہلی منزل ہے۔ معرفت پھر یقین پھر تصدیق پھر اخلاص پھر ان سب کی گواہی دینا اور ایمان ان تمام امور کے مجموعہ کا نام ہے پس پہلی چیز ہے غور و فکر سے دلیلوں میں نظر اور دیکھ بھال کرنا اور اس کا نتیجہ ہے معرفت۔ جب معرفت حاصل ہو جائے تو تصدیق لازم ہے اور جب معرفت اور تصدیق حاصل ہو جائے تو ان کا نتیجہ یقین ہے اور جب یقین صحیح ہو جائے تو سعادت و نیک بختی کے انوار دل میں جاں گزیں ہو جاتے ہیں۔ ان چیزوں کی تصدیق کے ساتھ جن کا وعدہ ہوا ہے۔ دنیا کے رزق اور آخرت کے ثواب میں سے اور اعضا و جوارح ہیں۔ ان چیزوں کے خوف سے لرزے لگتے ہیں۔ جن کی دھمکی دی گئی ہے عقاب میں سے اور وہ عمل پر قیام کرتے اور حرام چیزوں سے رُک جاتے ہیں اور عقل نفس سے محاسبہ

کرتی ہے کہ ذکر میں کوتاہی ہوتے پر اور فکر کی تہنید کرتی ہے پس اس حالت والا شخص اس طرح صحیح کرتا ہے کہ اس کا بولنا ذکر اور خاموشی فکر اور اس کی نظر عبرت ہوتی ہے اور یقیناً امید کو کوتاہ کرتے کی طرف اور امید کا کوتاہ ہونا زہد کی طرف بلاتا ہے۔ اور زہد کا نتیجہ حکمت کی گفتگو کرتا ہوتا ہے۔ کیونکہ دل دنیا کے غم و ہم سے خالی ہو جاتا ہے اسی لیے آپ کا ارشاد ہے کہ جو دنیا میں زہد اختیار کرے اس کے دل اور بدن کو آرام و راحت مل جاتا ہے اور جو اس کی طرف مائل و راغب ہو اس کا دل اور بدن تعب و تکان میں رہتا ہے۔ پس ان کی نظر صرف اللہ کی طرف اور اس کا رجوع و بازگشت خدا ہی کی طرف ہوتی ہے جس طرح خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کی مدح میں ارشاد فرماتا ہے۔ اپنے اس قول میں کہ بے شک ابراہیمؑ بڑا زیادہ آہیں بھرنے والا اور رجوع کرتے والا ہے یعنی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے دنیا کی طرف نہیں دیکھتا اور جتنا انسان کا یقین ہوتا ہے اتنا ہی اخلاص اور تقویٰ ہوتا ہے۔ اور یہ حالات (اگر) صحیح ہوں تو انسان کے لیے ایک خاص حالت کا سبب بنتے ہیں کہ وہ تیند اور بیداری کے درمیان دیکھتا ہے اور یقین کے حاصل ہونے سے وساوس نفسانی کے معارضات اٹھ جاتے ہیں کیونکہ یہ حقائق ایمان کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے غیب کو دیکھ لینے سے شک و ریب اٹھ جاتا ہے اور یہ نفس کا سکون ہے موارد کے جولان کے مقابلہ میں اور جب دل حقائق یقین کے ساتھ کامل ہو جاتا ہے تو مصیبت اس وقت نعمت اور آسائش مصیبت بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبت کو میٹھا سمجھنے لگتا ہے اور عافیت کو دیکھ کر اسے وحشت محسوس ہوتی ہے۔



اٹھیسواں باب

صبر کا بیان

فرمایا پس صبر کرو، پس صبر نہیں ہے مگر اللہ کی طرف سے اور صبر کرو اس مصیبت پر جو تمہیں عارض ہوئی ہے اور فرمایا اعانت حاصل کرو صبر و نماز سے۔ پس صبر کو نماز کا معاون قرار دیا ہے بلکہ وہ اطاعت کے بجالاتے ہر گناہ سے رکتے والا ہر مصیبت و بلا کے نازل ہوتے پر معاون و مددگار ہے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ صبر کرنے والوں کو بشارت دو۔ یعنی عظیم ثواب اور بہترین جزاؤں کی اور ان کے لیے اپنی صلوات اور رحمت کو واجب کر دیا ہے پس فرمایا ہے وہ لوگ کہ جنہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے انہیں لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں اور فرمایا تمہارے لیے سلامتی ہے بسبب تمہارے صبر کرنے کے۔ پس آخرت بہترین گھر ہے۔ تو خدا نے صبر کرنے والوں کے لیے اپنا سلام اور ان کے لیے آخرت کا گھر آخر میں قرار دیا ہے اور صبر کی تین قسمیں ہیں اطاعت پر صبر کرنا گناہ پر صبر کرنا اور فرمایا صبر ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو منہ کے بل نہیں گراتی اور مصیبت پر صبر کرنا شمتا ت کرنے والے کے لیے مصیبت ہے اور اس میں شک نہیں کہ صبر کرنے والا اپنے اجر کو سمیٹ لیتا ہے اور ایک دشمن اپنے دشمن کو صبر سے پچھاڑ دیتا ہے اور جزع فزع کے ضرر سے کپڑے پھاڑنے یا اپنے بدن کو تکلیف پہنچانے سے بچ جاتا ہے اور جزع و فزع کرنے والے پر اس کی جزع سے تین مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے اس کا دشمن شمتا ت کرتا ہے (یعنی خوش ہوتا ہے) اور اس کی ذات کو ضرر ہوتا ہے۔ اس درد و تکلیف سے جو اسے عارض ہوتی ہے اور صابر کا صبر

کرنا شامت کرتے والے کے لیے مصیبت ہے۔ عقل مند کو چاہئے کہ اس میں
 مصیبت سے وعظ و نصیحت پیدا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مفقود ہوا ہے اس کے
 مفقود ہوتے کا یہی وقت تھا تو یہ چیز تو اللہ کی حمد و ثنا کے لیے زیادہ حق دار ہے
 اور اپنے نفس میں اس چیز کے لیے استعداد پیدا کرے جو کسی پر موت یا مصیبت نازل
 ہوئی ہے اور انھیں دعا کے ذریعہ دور کرے اور انسان کو چاہئے کہ اس کا دل اور نفس
 مطمئن ہو۔ ان عظیم بلاؤں اور مصیبتوں پر یہاں تک کہ جب تھوڑی مصیبت آئے
 تو اس کو دوسری مصیبت کے مقابلہ میں نعمت فرض کرے اور انسان کے بہترین مراتب
 میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ مصائب و شدائد تنگی معاش اور فقر و فاقہ کے وقت اس کی
 طرف دیکھے جس کی مصیبت اس سے بڑی ہے۔ تو اس کی حالت اس کے مقابلہ میں نعمت
 ہوگی اور اچھے اعمال میں ان کی طرف دیکھے جو ان میں اس سے اوپر درجے کے ہیں تو وہ
 اپنے عمل کو قلیل سمجھے گا اور اپنے نفس پر عیب لگائے گا، اور اس کو ابھارے گا۔
 اس کے ساتھ ملحق ہوتے کی طرف جو اچھے عمل میں اُس سے بلند تر ہے۔ اس طرح ہونا
 چاہئے اس شخص کو جو اپنے نفس کی اصلاح اور اس کے لیے عظیم صبر اور تھوڑے
 ہم و غم کا ارادہ رکھتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو
 سر کو جسم سے ہے اور اُس میں ایمان نہیں جس میں صبر نہیں۔ فرمایا اطاعتِ خدا پر
 صبر کرو جس کے ثواب سے تم مستغنی نہیں ہو اور اس عمل پر صبر کرو کہ جس کے عقاب کو
 برداشت کرنے کی تم میں طاقت نہیں اور صبر کی حقیقت غصے کے گھونٹ مصائب
 کے وقت پینا اور بلاؤں مصائب کو برداشت کرنا ہے اور صبر کی انتہا یہ ہے کہ نعمت
 و محنت میں فرق نہ سمجھے بلکہ محنت و سختی کو نعمت پر ترجیح دے بسبب یہ جاننے
 کے کہ اس کا انجام اچھا ہے اور صبر کرنے کا معنی ہے مصیبت کے وقت مطمئن ہونا
 اور مصائب کے بوجھ کے بھاری ہونے کے باوجود اس کا منتحل ہونا مصنف نے اشعار
 کہے ہیں۔ میں نے صبر کیا اور میں نے اپنی خواہشات کو اپنے صبر پر مطلع نہیں ہونے
 دیا۔ اور میں نے مخفی رکھا اس چیز کو جو تیری طرف سے تھی صبر میں سے اس خوف

سے کہ شاید میرا ضمیر شکایت کرے۔ میرے پوشیدہ آنسو سے محبت کرنے کی پس وہ آنسو بہتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ کہا گیا ہے کہ خداوندِ عالم نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی کہ میرے اخلاق کو اپنالے اور میرے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ میں بہت صبر کرتے والا ہوں اور صابر اگر حالتِ صبر میں مر جائے تو وہ شہید ہے اور اگر زندہ رہے تو عزت کی زندگی بسر کرے گا، اور جان لو کہ مطلوب پر صبر کرنا کامیابی کا عنوان ہے اور مصائب و شدائد پر صبر کرنا عنوانِ کشائش ہے۔ اور خداوندِ عالم نے جنابِ ایوبؑ کی مدح کی ہم نے اسے صابر پایا وہ بہترین بندہ ہے جو رجوع کرتے والا ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ کی مصیبت شدت اختیار کر گئی تو ایک دن آپ کی بیوی کہنے لگی کہ انبیاء کی دعا قبول ہوتی ہے پس اگر آپ اللہ سے سوال کریں تو وہ آپ سے اس مصیبت کو دور کر دے گا۔ تو ایوبؑ نے اپنی بیوی سے کہا خداوندِ عالم نے ہمیں نعمتوں سے ستر سال تک لطف اندوز کر لیا ہے پس چھوڑ دو ہم اتنی مدت اس کی مصیبت پر صبر کریں۔ روایت ہے کہ جب آپ کی بیوی آپ کے پاس آئی جب کہ وہ اپنی ایک زلف آپ کے کھانے کے بدلے بیچ چکی تھی تو آپ پر یہ بات شاق گزری انھوں نے اپنے آپ کو خدا کے دربار میں کھڑا کیا اور کہنے لگے اے پروردگار تو نے مجھے اہل و اولاد کے مفقود ہونے میں مبتلا کیا تو میں نے صبر کیا اور فلاں بیماری پر صبر کیا پھر تمام بیماریوں کو شمار کیا تو اچانک باری تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی۔ اے ایوبؑ تیرے صبر کرنے میں کس کا احسان ہے تو کہنے لگے خدایا تیرا خدا یا تیرا، اور اپنے سر پر خاک ڈالتے اور گریہ کرتے تھے اور کہتے خدایا تیرا خدا یا تیرا۔ پس ندا آئی زمین پر ٹھوکر مارو یہ غسل کرنے اور سینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے۔ پس آپ نے پاؤں مارا تو ایک بڑا چشمہ پھوٹا اور آپ نے اس سے غسل کیا۔ باہر نکلے تو آپ کا جسم سفید موتیوں کی طرح تھا اور سونے کی لڑیاں آئیں جنھیں آپ نے اور آپ کی بیوی نے شکار کیا اور خداوندِ عالم نے جو ان کے گھروں لے اور اولاد فوت ہو گئے تھے انھیں دوبارہ زندہ کیا اور جن بیویوں سے ایوبؑ نے شادی کی خداوندِ عالم نے انھیں بہت سی اولاد عنایت

فرمائی۔ جیسا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے اور ہم نے بخش دیا اُسے اس کے گھروں لے اور اُن جیسے اپنی رحمت کی بنا پر اور صاحبانِ عقل کی نصیحت کے لیے یاد دہاتی ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا صبرِ آدمی ایمان سے اور یقین مکمل ایمان ہے اور جو شخص مصیبت پر صبر کرے یہاں تک کہ اُسے بہترین تسلی کے ساتھ پلٹا دے تو خداوندِ عالم اسے ایک صبر کے بدلے تین سو درجے عطا کرے گا۔ ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین کے آخر سے لے کر عرش کی چوٹی تک ہے اور جو شخص اطاعت پر صبر کرے تو خداوندِ عالم اُس کے لیے چھ سو درجے لکھے گا۔ ایک درجہ سے دوسرے تک زمین کے نیچے سے لے کر عرش کے اوپر تک کا فاصلہ ہے اور جو گناہ سے صبر کرے تو اُس کے لیے خداوندِ تعالیٰ دس سو درجے لکھ دے گا کہ ایک درجہ سے دوسرے تک فرشِ زمین کے آخری حصہ سے لے کر عرش تک کا فاصلہ ہے۔



انتالیسواں باب

خدا کے لیے مراقبہ کرنا

یعنی خدا کے نگہبان اور نگران ہونے کا یقین رکھنا اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور یہ اشارہ ہے مراقبہ کی طرف کیونکہ مراقبہ کا معنی ہے بندے کو علم ہو کہ خداوندِ عالم اس کے تمام حالات پر مطلع ہے اور انسان کا اس حالت کو ملحوظ خاطر رکھنا مراقبہ ہے اور بندے کے عظیم ترین مصالح میں یہ ہے کہ وہ سانس لینے کی تعداد کے لیے اسے حاضر سمجھے بے شک اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے اور اس کا نگران ہے۔ وہ اس کے افعال اور حرکات کو دیکھتا ہے اور اس کی باتوں کو سنتا ہے اور اس کے رازوں پر مطلع ہے اور یہ کہ وہ اس کے قبضہ میں لوٹا پوٹتا ہے اور اس کا سر اور دل اس کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ اس میں طاقت نہیں کہ وہ اس سے چھپ سکے اور نہ اس کی سلطنت سے نکل سکتا ہے جناب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! جب تو خدا کی نافرمانی کرنے لگے تو ایسی جگہ تلاش کر کہ جس میں خدا تجھے نہ دیکھے۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تجھے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی کہ جس میں خدا تجھے نہ دیکھے۔ لہذا اس کی نافرمانی نہ کر۔ اور خداوندِ عالم فرماتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔ اور ایک عالم اپنے ایک جوان شاگرد کو تمام شاگردوں پر بلند مقام دیتا تھا اسے اس معاملہ میں ملامت کی گئی تو اس نے ہر ایک شاگرد کو ایک ایک پرندہ دیا اور اسے کہا کہ اسے ایک ایسی جگہ ذبح کر دو کہ جہاں کوئی نہ ہو تو سب کے سب شاگرد اپنے پرندوں کو ذبح کر کے لے آئے۔ سو اے اس جوان کے

وہ ذبح کرتے کے بغیر اپنا برتنہ لے آیا اُس سے کہنے لگا اسے کیوں نہیں ذبح کیا۔ اُس نے کہا آپ کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ اسے وہاں ذبح کرو کہ جہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو اور کوئی ایسا مکان نہیں کہ جس میں ذات واحد قرومہ مجھے نہ دیکھ رہی ہو۔ پس وہ اُستاد کہتے لگا بہت اچھے۔ پھر اُن سے کہا اسی لیے میں اسے تم سے بلند مقام دیتا اور تم سے ممتاز رکھتا تھا۔ اور مراقبہ کی ایک علامت یہ ہے کہ اس چیز کو ترجیح دے جسے خدا ترجیح دیتا ہے اور اس کی تعظیم کرے جس کو خدا عظمت بخشنے۔ اور اس کو حقیر سمجھے جسے خدا حقیر سمجھتا ہے۔ پس اُمید تجھے اطاعت پر ابھارے اور خوف تجھے گناہوں سے دُور رکھے اور مراقبہ حیا کے راستے تک پہنچاتا ہے اور حقائق کو لازم پکڑنے پر آمادہ کرتا ہے اور وقائق پر محاسبہ کے لیے براہِ نگہبخت کرتا ہے اور افضل اطاعت تمام اوقات میں خدا سے مراقبہ کرتا ہے۔ اور انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اپنے نفس پر محاسبہ اور مراقبہ کو لازم قرار دے اور اپنے نفس کی سیاست کرے (سمجھائے) کہ خدا اس پر مطلع ہے اور اُسے دیکھتا ہے اور وہ اُس کی نگاہ سے چھپا نہیں رہتا اور اس کے علم سے نہیں خارج ہوتا اور دوسروں کو وعظ کرنے والے کو چاہیئے کہ ان سے پہلے اپنے آپ کو وعظ کرے اور لوگوں کا اس کے گردِ جمع ہو جانا اور اس کی باتیں سُننا اُسے معزور نہ کرے کیونکہ وہ تو اس کے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور خدا اس کے باطن کا مشاہدہ کرتا ہے۔ روایت ہے کہ کسی نے ایک جوان کو اچھی عبادت اور کوشش کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے جوان تو نے اپنے معاملہ کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ وہ کہنے لگا چار چیزوں پر اس نے کہا وہ چار چیزیں کون سی ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے معلوم ہے کہ میرے رزق کا کوئی حصہ مجھ سے فوت نہیں ہو سکتا اور یہ کہ اللہ کا وعدہ حق اور سچ ہے۔ پس میں نے اس کے وعدہ پر اطمینان کر لیا ہے اور دوسرا مجھے یہ معلوم

ہے کہ میرا کام میرے غیر کو نہیں کرنا۔ پس میں اس میں مشغول ہو گیا ہوں اور میرا
 یہ کہ میری موت اچانک آجائے گی۔ پس میں نے اس کی طرف جلدی کی ہے اور
 جو تھا یہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے قائب نہیں ہو سکتا
 اپنی خلوت و جلوت میں لہذا میں اپنے تمام حالات میں اُس کا مراقب
 و منتظر ہوں۔



چالیسواں باب

حسد کی مذمت

خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے مالک سے اُن چیزوں کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہیں اور ان چیزوں کو شمار کیا ہے جن سے پناہ مانگی ہے۔ پھر اس سورہ کو اس قول کے ساتھ ختم کیا ہے اور حاسد کے شر سے جیب وہ حسد کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں سے بچو، کیونکہ یہ ہر گناہ کا راز ہیں۔ تکبر سے بچو، کیونکہ تکبر نے شیطان کو آدمؑ کے سجدہ نہ کرنے پر اکسایا تھا۔ پس خدا نے اس پر لعنت کی اور اُسے دُور کر دیا۔ اور حرص و طمع سے بچو، کیونکہ آدمؑ کو حرص نے درخت کے کھانے پر آمادہ کیا اور حسد سے بچو، کیونکہ حسد نے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل کرنے پر تیار کیا تھا اور حسد کرنے والا منکر ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی قضاء و قدر پر راضی نہیں اور جان لے کہ حسد کرنے والا سردار نہیں ہو سکتا اور خدا کے اس قول کہ میرے رب نے حرام قرار دیا۔ ان فحش کاموں کو جو ظاہر ہیں اور جو چھپے ہوئے ہیں کی تاویل میں کہا گیا ہے کہ چھپے ہوئے سے مراد حسد ہے اور خداوندِ عالم نے کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے اور حسد حاسد میں جس پر وہ حسد کرے اس سے پہلے ظاہر ہوتا ہے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا۔ خدا حسد کا بھلا کرے جو وہ کس قدر عادل و منصف ہے وہ حسد کرتے والے سے ابتداء کرتا اور وہ اُسے قتل کر دیتا ہے۔ کسی بزرگ کا کہنا ہے حمد ہے اس خدا کی جس نے امراء اور حکام کے دل میں وہ چیز قرار نہیں دی جو حاسد کے دل میں ہے ورنہ وہ سب لوگوں کو ہلاک کر دیتی ایک روایت ہے کہ پانچویں آسمان پر ایک فرشتہ ہے جس سے اعمال گزرتے ہیں

بعض اوقات ایسا عمل کرتا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہوتا ہے۔ وہ اسے واپس کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس میں حسد ہے۔ یہ عمل کرتے والے کے منہ پر مار دو حاسد کے علاوہ کوئی ظالم مظلوم سے مشابہت نہیں رکھتا اور ہر ایک کے راضی کرنے کا ایک راستہ ہے سوائے حاسد کے کیونکہ وہ راضی نہیں ہو سکتا۔ جب تک حسد کے جانے والے سے نعمت زائل نہ ہو اور حاسد کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جس سے حسد رکھتا ہے اس کی نعمت کے زائل ہوتے اور اور اس کے مصائب پر خوش ہوتا ہے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب وہ حاضر ہو تو چا پلوسی کرتا ہے اور محمود جب غائب ہو تو اس کی غیبت کرتا ہے۔ روایت ہے کہ جناب موسیٰؑ نے ایک شخص کو عرش کے پاس دیکھا تو انھیں اس پر رشک آیا۔ عرض کیا خدا یا اس نے یہ رتیر کہاں سے پایا کہ جس کی وجہ سے وہ عرش کے سایہ میں سکون پذیر ہے۔ ارشاد ہوا چونکہ یہ لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا اور حاسد جب کوئی نعمت دیکھتا ہے تو بہوت و حیران ہو جاتا ہے اور جب کسی کو پھسلتے دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جو شخص حاسد سے سلامتی چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ اُس سے اپنی نعمت کو چھپائے۔ بُرے اخلاق میں سے عظیم ترین حسد۔ غیبت اور جھوٹ ہے اور چونکہ حاسد کا مقصد محمود کی عادات و خصائل کا پھیلانا ہوتا ہے تو وہ نامعلوم طریقہ پر اس کے فضائل کو نشر کرتا ہے اور بہترین شعر کہا ہے شاعر نے کہ جب خدا کی فضیلت کو نشر کرتا چلا ہے جو کہ چھپی ہوئی ہے تو اس کے لیے حسد کرتے والے کی زبان کو مقدر اور معین کر دیتا ہے ۱۱ اور دوسرے شاعر نے کیا عمدہ کہا ہے ۱۲ کس طرح اُمید کی جاسکتی ہے حسد کرتے والے سے کسی نعمت سے محبت کی جب کہ وہ اُس کے زوال کے بغیر راضی نہیں ہوتا ۱۳

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو لہذا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور امیر المؤمنین نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو جب نبی کریم اور امیر المؤمنین گواہی دیتے ہیں کہ حسد ایمان اور نیکیوں کو کھا جاتا ہے

تو بتدریج کے پاس ایمان اور نیکیوں کے چلے جاتے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے لہذا اس سے بچو تو تمہارے دل اور بدن تکان اور گناہ سے راحت حاصل کر لیں گے اور مجھے خوشی ہوئی اس مثال سے جو میرے نفس میں پیدا ہوئی کہ میری دونوں آنکھیں اگر میرے غیر کے سر میں منتقل ہو جائیں تو میں اس پر حسد نہیں کروں گا کیوں کہ معاملہ میرے اختیار سے نکل گیا ہے۔ اب صبر اور خدا سے ثواب کی امید کے علاوہ باقی کچھ نہیں رہا اور حزن و ملال اور حسد اُن کے چلے جانے کے بعد ایک دوسری مصیبت ہیں۔ پس خدا تم پر رحم کرے کہ انجام کو بطور مثال ذہن میں رکھو تو تمہیں راحت حاصل ہوگی اور کامیاب ہو گے اور عقل مند کی نگاہ انجام پر ہوتی ہے اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا اور حیب فکر دل پر اور ذکر زبان پر علیہ حاصل کرے۔ تو بندہ اس کے بعد حسد اور باقی گناہوں اور دوسری چیزوں کے لیے فارغ نہیں رہ سکتا اور ذکر و فکر جن و انس میں سے ہر شیطان کے سر کے لیے قاطع ملواری ہے اور عقلیت سے بچانے والی دُعا حال ہے اور بہترین ذکر وہ ہے جو چھپ کے کیا جائے۔



اكتالیسواں باب

نور خدا کی وجہ سے فراست

ارشاد قدرت ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔ متوسمین کے لیے کہا گیا ہے
یعنی صاحبانِ فراست کے لیے نبی کریمؐ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ
اللہ کے نور سے دیکھتا ہے یعنی اس نور سے جو خدا نے اسے بخشا ہے۔ اولیس کے متعلق
روایت ہے جب اس کے پاس حیان بن ہرم گیا تو اولیس نے دیکھتے ہی کہا السلام
علیک اے بھائی حیان بن ہرم تو حیان کہنے لگا تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا ہے
حالانکہ مجھے دیکھا تک نہیں تو اولیسؑ کہنے لگا مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور
مومنین کے ارواح چرتے پھرتے ہیں جس طرح گھوڑے اور فراست ان الوار
اور دشمنوں کا نام سے جو دل میں چمکتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ اور ایسی معرفت
ہے جو نفوس انسانی میں جاگزیں ہوتی ہے تو وہ ایک حالت سے دوسری حالت
میں جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح انھیں ان کا
آقا اور مولا مشاہدہ کرائے۔ پس وہ کچھ لوگوں کے دل کے راز بتاتے ہیں اور کچھ
لوگوں سے رک جاتے ہیں اور فراست بھی یقین کا نتیجہ ہے اور مومنین کا راستہ
ہے اور نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا خدا کے اس قول کے متعلق پس جس کے متعلق خدا چاہتا
ہے کہ اسے ہدایت کرے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے
فرمایا اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے اور اس کا سینہ کھل جاتا ہے
اور اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور فراست اہل ایمان کے خواص
میں سے ہے اس سے مومن کے دل میں نور روشن ہوتے ہیں اور وہ اس
کے ذریعہ سے معافی و مطالب کو حاصل کرتا ہے اور جو محرمات سے

اپنے آنکھوں کو بند کر لے اور اپنے نفس کو شہوات سے روک لے اور اپنے باطن کو
دل کی صفائی اور مراقبہ سے معمور کر کے اور اپنے ظاہر کو کتاب و سنت کے اتباع کے
ساتھ اپنے معدہ میں حرام کو داخل نہ کرے۔ اور اپنی زبان کو بھڑکے۔ قیبت اور
بے ہودہ باتوں سے محفوظ رکھے تو اس کی فراست خطا نہیں کرے گی اور جو شخص پسے
لوگوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے اسے چاہیئے کہ ان سے سچا معاملہ کرے کیونکہ ان کے
دل دوسرے دلوں کے جاسوس ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے ساتھ رہا جائے کیونکہ
خداوند عالم فرماتا ہے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو یعنی جن
کی صداقت معلوم ہو اور وہ اہل بیت محمدؐ ہیں اور ان کی صداقت کی دلیل خدا کا ارشاد ہے
کہ پس اللہ ارادہ رکھتا ہے اے اہل بیت کہ وہ رحیم کو تم سے دور رکھے
اور وہ تمہیں پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے اور بھڑکے بھی رحیم ہے اور
فرمایا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان سے
تمسک رکھو گے کبھی بھی میرے بعد گمراہ نہیں ہوتے پاؤ گے اللہ کی کتاب اور میری
عترت اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں
تک کہ وہ دونوں حوض کوثر کے کنارے مجھ تک پہنچیں گے۔ پس حضورؐ نے قیامت
تک کے لیے ان کے اتباع کا حکم دیا۔ تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں
ان میں سے کوئی نہ کوئی ہو گا۔ جو کتاب کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں اس پر عمل کرتے
اور اس کے حلال و حرام کی تفصیل کے لیے قائم ہو گا اور اس کا سوائے شیعہ اثنا عشریہ
کے کوئی قائل نہیں۔ پس یہ تفصیل ان کی صداقت کی بھی دلیل ہے لہذا ضرور ہے
کہ ان کی معیت اختیار کی جائے اور سچائی ہر خبر کی چابی اور ہر بُرائی کے دروازے
کا تالا ہے اور اس کو لازم نہیں پکڑنا۔ مگر وہ شخص جو گناہوں کی ہلاکتوں اور عیوب کی
رُسوائیوں سے نجات حاصل کرے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ سچا شخص نجات
اور کرامت کے اور بھوٹا ہلاکت اور ذلت کے کنارے پر ہے۔ نبی کریمؐ نے
فرمایا بندہ پس بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اُسے صدیق لکھ دیتا ہے اور

جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اُسے کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیتا ہے اور
 سچائی دین کا ستون ہے اور مسلمانوں کی نجات ہے اور وہ نبوت کے درجیات سے
 متصل اور جو انمروی کے معاملہ کا راز ہے اور انبیاء کی رفاقت کا سبب ہے۔ خداوندِ عالم
 فرماتا ہے پس وہ لوگ انبیاءِ صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے انعام
 کیا ہے اور وہ بہترین رفیق ہیں اور لفظِ صادق اس کا نام ہے۔ جو سچائی کو لازم پکڑے
 رہے اور ہدایت یوں اپنے اقوال و افعال اور تمام حالات میں جو اس کے قول و فعل کی تصدیق
 کریں۔ ان میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور اس کو اپنائے رہے اور جو چاہتا ہے کہ خدا اُس
 کے ساتھ ہو، اُسے چاہیے کہ وہ سچائی کو اپنائے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے کہ بے شک اللہ صادقین
 کے ساتھ ہے اور مدہا بن رحیم کا ظاہر کچھ اور باطل کچھ ہو) جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا
 اور صادق وہ ہے کہ جس کا باطن اگر منکشف ہو جائے تو وہ اس کے ظاہر کے خلاف
 نہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو یعنی اس بات میں کہ تم اللہ
 کے اولیاء اور دوست ہو کیونکہ حبیب حبیب کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے اور
 سچائی صحیح معرفتِ خود خدا اور مراقبہ الہی کی علامت ہے کیونکہ وہ مخلوق کے
 بھیدوں اور غلطیوں میں ان کے حالات کو دیکھتا ہے اور خدا کے ساتھ ایک لحظہ سچا معاملہ
 کرو تو وہ اللہ کی راہ میں ایک سال تک تلوار چلانے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ
 سے سچا معاملہ کرے اس کے بندوں کے متعلق تو خدا اُسے ایسا نورِ فراست عطا کرتا
 ہے کہ جس سے عجائباتِ دنیا و آخرت کی ہر چیز کو وہ دیکھا لیتا ہے پس تم پر سچائی لازم ہے
 جہاں تمہارے لیے مضر ہو کیونکہ وہ پھر بھی نفع بخش ہے اور بچو تم جھوٹ سے جہاں
 تمہارے لیے مفید ہو کیونکہ وہ دہر حال (مضر ہے اور جھوٹ کی علامت ہے جلدی
 قسم کھانا بغیر اس کے کہ کوئی قسم کھلوائے کیونکہ اپنی گفتگو میں کوئی شخص قسم نہیں کھاتا
 مگر بین و بصرہ کی بناء پر یا تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے
 جب تک قسم نہ کھائے کیونکہ وہ ان کی نگاہ میں گر چکا ہوتا ہے یا وہ ان کے نزدیک
 اپنے جھوٹ میں مکر کرنا چاہتا ہے یا وہ یہود و یاتیں کرتا ہے لہذا جھوٹ سے وہ

اپنی گفتگو کی کمی کو پورا کرتا چاہتا ہے۔ اور سچائی رزق کو کھینچ لاتی ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے فرمایا صحت اور سچائی رزق کو کھینچ لاتے ہیں اور سچائی ہی فراست کی اصل ہے اور فراست وہ پہلی چیز ہے جو دل میں خطور کرے۔ بغیر کسی معارض کے اب اگر کوئی معارض پیش ہو تو پھر وہ دوسرے شیطانی ہے اور اس ارشاد کی تفسیر میں آیا ہے کہ جو شخص مردہ تھا۔ پس ہم نے اُسے زندہ کیا۔ اور اُس کے لیے نور و روشنی قرار دی کہ جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی ذہن کا مردہ تھا۔ پس اللہ نے اُسے نور ایمان اور فراست کے ساتھ زندہ کیا اور اس قول کی تفسیر میں جو مثل اس شخص کے ہے جو تاریکیوں میں ہو اور ان سے نکل نہ سکے، آیا ہے۔ یعنی کافر کفر کی تاریکیوں میں ہوتا ہے اس کے لیے نور فراست نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے وہ نفس کی تاریکی کے وقت روشنی حاصل کرے۔ پس عبرت حاصل کرو اے صاحبانِ عقل۔



بیالیسواں باب

حسنِ خلق اور اس کا ثواب

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے اور یہ شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں خدا نے آپ کی خوش خلقی کے ساتھ مدح کی ہے اور آپ کی تعریف کے لیے کافی ہے کہا گیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آپ نے بحران کے علاقہ کی عبا پہنچی جس کے کنارے مضبوط تھے ایک دن آپ جا رہے تھے کہ ایک عرب نے اس عبا کو پیچھے سے کھینچا تو آپ کی گردن پر اس کا نشان ہو گیا۔ اور وہ عرب کہتے لگا یہ مجھے دے دیجئے اے محمد! تو آپ مسکراتے ہوئے اس کی طرف ملتفت ہوئے اور حکم دیا یہ عبا اُسے دے دی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی بے شک آپ خلقِ عظیم پر فائز ہیں۔ خداوندِ عالم نے اس آیت کے ساتھ آپ کی ایسی مدح کی کہ اس طرح کے مدح اور اپنی مخلوق میں سے کسی کی ایسی تعریف نہیں کی۔ نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ کون سا مومن ایمان کے لحاظ سے افضل ہے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا مومنین میں سے کامل الایمان وہ شخص ہے جو زیادہ خوش خلق ہو۔ فرمایا سچائی بر دباری اور حسنِ خلق انبیاء کے اخلاق میں سے ہیں اور قیامت کے دن کسی شخص کے ترانہ اعمال میں خوش خلقی سے افضل چیز نہیں رکھی جائے گی رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حسنِ خلق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو اور بد خلقی عمل کو اس طرح قاسد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو۔ فرمایا حسنِ خلق محبت کو قائم کر دیتا ہے اور کثادہ روئی کو درت کو دور کر دیتی ہے۔ جیسے رزق کے پیچھے رزق آنے کا یقین ہو اس کا نفس خرچ کرنے میں سخی ہوتا ہے پس صدقہ دے کر رزق کو اتارو اور اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی ذی حق کو

اس کے حق سے روکے۔ پھر اتنا ہی گناہ میں خرچ کرے۔ فرمایا خوش خلق روزہ دار اور شب زندہ دار کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا خداوند عالم بندے کو اس کے حسن خلق پر اتنا ثواب دے گا جتنا راہِ خدا میں جہاد کرتے والے کو دیتا ہے فرمایا نرہی میں برکت اور سختی میں شرمی ہے فرمایا کل موقوف حساب میں مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا۔ جو زیادہ پیسہ یونے والا اور امانت کو زیادہ ادا کرنے والا اور زیادہ وعدہ وفائی کرنے والا اور زیادہ خوش خلق ہو اور فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب سلام کو پھیلاؤ صلہ رحمی کرو۔ کھانا کھلاؤ اور پاکیزہ گفتگو کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو زیادہ خوش خلق زیادہ عظیم عمل والا اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس میں زیادہ رغبت کرتے عذابِ خدا سے زیادہ ڈر رہتے والے۔ خدا سے شدت سے زیادہ ڈرتے والا ہو اور اللہ کے نزدیک زیادہ مکرّم وہ شخص ہے جو اس سے زیادہ ڈرتا ہے۔ جراحِ مدائنی سے صادقؑ نے فرمایا کیا میں تمہیں مکارمِ اخلاق کی بات نہ بتاؤں۔ اس نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں سے درگزر کرتا۔ خدا کے لیے جو بھائی ہو اس سے مواسات اور اس کی مدد کرتا اور ذکرِ خدا زیادہ کرتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا لوگوں میں سے زیادہ رو بہِ یاد وہ اشخاص ہیں جو غضب کے وقت معاف کر دیں اور زیادہ صابر وہ ہیں جو زیادہ تر غصے کو پی جاتے ہوں اور زیادہ تو نگر وہ ہیں جو خدا کی تقسیم پر زیادہ راضی ہوں اور خدا کے زیادہ محبوب و پسندیدہ وہ ہیں جو زیادہ ذکرِ خدا کرتے ہیں، اور زیادہ عادل اور منصف وہ ہے جو اپنی طرف سے حق ادا کرے اور مسلمانوں کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور حسن بن علیہ کہتا ہے کہ ابوالحسنؑ نے فرمایا مکارمِ اخلاق دس ہیں۔ پس اگر تجھ میں یہ قدرت ہو کہ وہ سب تجھ میں ہوں تو ہونے چاہئیں کیونکہ یہ ایک شخص میں تو ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے بیٹے میں نہیں ہوتے یا بیٹے میں ہوتے ہیں اس میں نہیں ہوتے اور غلام میں ہوتے ہیں آزاد میں نہیں ہوتے

(۱) پیچ بولنا (۲) امانت ادا کرنا (۳) صلہ رحمی کرنا (۴) جہان تواری کرنا (۵) سائل کو دینا
(۶) نیکیوں کا بدلہ دینا (۷) پڑوسی کا ذمہ اٹھانا (۸) اور ساتھی کی ذمہ داری لینا (۹) اور
ان کا راز چاہے اور (۱۰) زیادہ ذکر الہی کرنا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس کی زبان سچی ہے اس کا عمل پاکیزہ ہوگا اور
جس کی نیت اچھی ہے اس کے رزق میں فراوانی ہوگی جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن
سلوک کرتا ہے اس کی عمر زیادہ ہوگی اور فرمایا لوگوں کی نماز اور روزے سے دھوکہ نہ
کھاؤ کیونکہ انسان بعض اوقات نماز و روزے کا عادی ہوتا جاتا ہے۔ اب اگر انھیں
ترک کر دے تو اسے دشت محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ لوگوں کو آتماؤ سچائی، اور امانت
صلہ رحمی اور بھائیوں سے نیکی کرنے کے ساتھ۔ احنف بن قیس سے پوچھا گیا کہ تو نے
علم و بردباری کس سے سیکھی ہے کہنے لگا قیس بن عاصم منقری سے اس کے ہاں کوئی
جہان آیا ہوا تھا۔ تو قیس کی کیتز بھٹا ہوا گوشت لوہے کی سیخوں میں لارہی تھی۔ وہ
اس کے بیٹے پر گر گیا اور وہ فوراً مر گیا۔ اس سے کینزد دشت زدہ ہو گئی تو وہ کہتے
لگا تیرے لیے کوئی ڈر خوف اور گھبرانے کی ضرورت نہیں اور تو رضاۓ خدا کے لیے
آزاد ہے۔ رسول اللہؐ اتے فرمایا تم اپنے مال سے لوگوں پر پورا نہیں اتر سکتے۔ پس
کشادہ روی اور خوش خلقی کے ساتھ ان پر چھاؤ۔

آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ تین اشخاص تین ہی وقت پہنچانے جاتے ہیں بردبار
غضب کے وقت بہادر جنگ کے وقت۔ اور بھائی ضرورت کے وقت۔
احنف کے پیچھے ایک شخص لگ گیا اور پورے راستے اسے گالیاں
دیتا رہا۔ جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اے فلاں اگر تیرے
دل میں کوئی کسریا رہ گئی ہو تو کہہ دے قبل اس کے کہ میرے غلام اور رشتہ
دار تیری گالیاں سنیں۔ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ امام زین العابدینؑ نے
اپنے ایک غلام کو کئی مرتبہ بلایا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپؑ نے
فرمایا کہ کون سی چیز تجھے میرے بلانے کے جواب سے مانع تھی تو وہ کہتے

لگائیں آپ کی سزا سے مامون تھا۔ آپ نے فرمایا جاؤ میں نے تجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے، اور خوش خلقی میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ بندہ لوگوں کو اپنی طرف سے وہ کچھ دے جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اُسے دیں اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ لوگوں کی طرف سے جتا ہو اور جو بوجھ وہ اس پر ڈالیں بغیر تنگ دلی اور تکلیف محسوس کرنے کے اُسے برداشت کر لے۔ جناب موسیٰؑ نے اپنی متابعات میں عرض کیا کہ خدا یا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے متعلق وہ بات نہ کہی جائے جو مجھ میں نہیں پائی جاتی تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ یہ بات تو میں نے اپنی ذات کے ساتھ بھی مخصوص نہیں کی۔ پس تیرے لیے کیسے ہو سکتی ہے اور حسن خلقی کثادہ روئی کے ساتھ ناپسند چیز کو برداشت کرنا اور مسکراتے رہنا ہے اور رسول اللہؐ سے شوم کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا بد خلقی۔ رسول اللہؐ سے عرض کیا گیا کہ مشرکین کے لیے بددعا کریں کہ خدا انہیں ہلاک کر دے تو آپؐ نے فرمایا میں رحمت بن کے آیا ہوں نہ کہ عذاب۔ ایک شخص نے امام رضاؑ سے عرض کیا حسن خلقی کی حد کیا ہے فرمایا تو لوگوں سے وہ سلوک کرے جس کی ان سے توقع رکھتا ہے عرض کیا تو کل کی کیا حد ہے فرمایا یہ کہ اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرو۔ اس شخص نے عرض کیا میں جانتا چاہتا ہوں کہ میں آپؑ کی نظر میں کیسا ہوں فرمایا دیکھ لو کہ میں تمہارے نزدیک کیسا ہوں اور متوکلؑ نے امام علیؑ کو عتاب و ملامت کرتے ہوئے.... کچھ باتیں کیں۔ تو آپؑ نے فرمایا اس شخص سے صاف دلی کا مطالبہ نہ کرو جس سے تجھے کدورت ہے اور نہ اس سے وفا کی امید اور جس کی طرف تو نے بدگمانی کو پھیر دیا ہے کیونکہ دوسرے کا دل تیرے لیے اس طرح ہے جس طرح تیرا دل اس کے لیے ہے۔ فرمایا کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں ایک خصلت خدا کی ایک نبی کی اور ایک امام کی اس کے پروردگار کی خصلت ہے راز کو چھپانا فرماتا ہے کہ خدا اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس رسول کو وہ پسند کرے اور باقی رہے اس کے نبی کی خصلت تو خداوندِ عالم نے نبی سے فرمایا ہے عفو و درگزر کو اپناؤ اور نیکی کا حکم دو جاہلوں سے اعراض

کر و اور امام سے پکڑتنگ دستی اور سختی میں صبر کرے ارشاد خدا ہے اور وہ لوگ جو تنگ دستی
 اور سختی میں صبر کرتے ہیں اور حسن اخلاق میں سے ہے کہ انسان زیادہ صاحب حیا ہو کم
 اذیت ہو۔ زبان کا بہت سچا ہو بھوٹے تر لوے زیادہ عمل کرے لغزشیں تھوڑی
 کرے باوقار صابر راضی برضا متقی شکر گزار نرم مزاج پاک دامن اور شفیق و مہربان ہو
 چغل خوری، عیب جوئی غیبت کرتے والا جلد باز حد کرتے والا اور بخیل نہ ہو اور اللہ کے
 لیے محبت کرے اور اللہ کے لیے بغض رکھے اللہ کے لیے دے اور اللہ کے لیے منہ
 کرے اللہ کے لیے راضی ہو اللہ کے لیے ناراض ہو اچھے اچھے کام کرے اور گریہ کرے
 جس طرح متافق برے کام کرتا اور ہنستا ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے
 نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں زیادہ بھوکے پیاسے اور حزن و ملال میں رہے
 ہیں وہی لوگ تقی و تقی و تقی و تقی و پیر ہیزگار اور پاک صاف اور پوشیدہ رہتے ہوں
 جو جب حاضر ہوں تو پہچانتے نہ جائیں اور جب غائب ہوں تو انھیں تلاش نہ کیا جائے
 انھیں زمین کے قطعات جانتے ہیں اور آسمانی فرشتے ان کے گرد رہتے ہیں لوگ دنیا
 کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں اور وہ ذکر خدا سے لطف اٹھاتے ہیں۔
 لوگ تو فرش بچھاتے ہیں اور وہ اپنی پیشانیوں اور گھٹنوں کو فرش کرتے
 ہیں اور وہ لوگوں پر اپنے اخلاق کی وسعت پھیلاتے ہیں ان کے مفقود ہونے
 پر زمین ان پر گریہ کرتی ہے۔ اور خدا اس شہر سے ناراض ہوتا ہے جس میں
 ان میں سے کوئی نہ ہو۔ وہ دنیا پر اس طرح تہیں ٹوٹ پڑتے جس طرح گتے
 مڑوار پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ پر اگتہ اور گرد آلود ہوتے ہیں انھیں
 دیکھ کر لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ بیمار ہیں یا تجتہ طالحواس ہیں یا ان کا دماغ
 چل گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ انھوں نے آخرت کی ہولناکیوں کو
 دیکھا ہے لہذا دنیا کی محبت ان کے دلوں سے ترائل ہو گئی ہے۔ انھوں
 نے وہاں عقل کا ثبوت دیا ہے، جہاں لوگ بے عقل ہو گئے ہیں پس تم
 اُن جیسے بنو۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا دنیا و آخرت کے

مکارم اخلاق یہ ہیں کہ تو اس سے صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی
 کرتا ہے اور اس کو دے جو تجھے محروم کرتا ہے اور تو اس کو معاف
 کر دے جو تجھ پر ظلم کرے۔



تینا لیسواں باب

اللہ کے لیے جو دوسخاوت کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں خود ضرورت ہو۔ فرمایا اور اس کی محبت پر مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ خداوند عالم نے اہل ایشیاء کی مدد کی۔ اگرچہ انہیں خود ضرورت ہو، پھر بھی وہ اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کھانے کی چاہت مراد ہے اور بعض کے نزدیک خدا کی محبت میں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں مراد ہوں۔ یہ آیت جناب علیؑ کا طمہ۔ حسن اور حسین کی شان میں بلا اختلاف نازل ہوئی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ سخی اللہ کے قریب لوگوں کے قریب جنت کے قریب اور دوزخ سے دور ہے اور نجیل اللہ سے بعید لوگوں سے بعید۔ جنت سے بعید اور جہنم کے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک نجیل عابد سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جو دوسخا کے لفظوں میں معنوی طور پر کوئی فرق نہیں۔ لیکن سخا کا لفظ اللہ تعالیٰ کیجئے نہیں بولا جاتا۔ کیونکہ خدا اور رسولؐ اور اکثر علماء کے کلام میں استعمال نہیں ہوا اور امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میں اپنے دشمن کی حاجت کے پورا کرنے کی طرف جلدی کرتا ہوں اس دُور سے کہ کوئی اُسے پورا نہ کر دے یا وہ مستغنی نہ ہو جائے۔ ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں کسی حاجت مند کو رد نہیں کرتا۔ کیونکہ یا وہ شریف و کریم ہو گا تو اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہوں یا وہ کمینہ ہو گا۔ تو اس سے اپنی عزت بچاتا ہوں۔ ایک شخص نے کسی سے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے وہ کہنے لگا مدینہ کا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے ایک شخص ہمارے پاس سکونت پذیر رہا اور اس نے ہمیں غنی کر دیا اور اس کی تعریف و توصیف کی تو وہ کہنے لگا وہ تمہارے پاس آیا تو تھا۔ لیکن مالدار نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے ہمیں اپنے

مال سے غنی نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہمیں کرم و شرافت کی تعلیم دی تھی۔ پس ہم میں سے بعض نے بعض پر جو دوستی کی۔ روایت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کے پاس جب کوئی حاجت مندا آتا تو آپؑ اس سے فرماتے کہ اسے زمین پر لکھ دے۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ سوال کی ذلت سائل کے چہرے پر دیکھوں۔ ایک شخص امام رضاءؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا اے فرزند رسولؐ میرا خرچہ ختم ہو گیا ہے اور میرے پاس اتنا مال باقی نہیں رہا۔ جو مجھے گھر تک پہنچائے۔ آپؑ مجھے قرض دے دیں اور میں آپؑ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ آپؑ اپنے گھر تشریف لے گئے اور دروازے سے ہاتھ باہر نکالا اور فرمایا یہ تھیلی لے لو اور اس میں دو سو دینار تھے۔ اور اس سے فرمایا ہمیں تیرے صدقے کی ضرورت نہیں اُس نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ آپؑ اپنا چہرہ کیوں نہیں باہر نکالتے۔ فرمایا ہم ایسے اہل بیت ہیں کہ سوال کی ذلت سائل کے چہرے پر نہیں دیکھنا چاہتے ایک شخص نے امام حسنؑ سے کچھ سوال کیا تو آپؑ نے اس کو بچاس ہزار درہم دیئے اور اونٹ والے کو کرایہ کے طور پر اپنی بستر چادر دے دی۔ فرمایا مروت کی تکمیل صدقہ اٹھانے کی اُجرت ساتھ دینے میں ہے۔ کہا گیا ہے کہ امیر المومنینؑ ایک دن گریہ کر رہے تھے۔ آپؑ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا ہم پر سات دن گزر گئے ہیں اور کوئی مہمان نہیں آیا اور کوئی ایسا مکان نہیں بناتے تھے کہ جس میں مہمان خانہ نہ ہو اور کریم کا مہمان بھی کریم ہوتا ہے۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے انسان کو ناک نہیں چڑھانی چاہیئے انسان کا اپنی مجلس میں اپنے باپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور اسے اپنی جگہ پر بٹھانا اور مہمان کی خود خدمت کرنا اور عالم کا طالب علم کی خدمت کرنا اور جس چیز کا علم نہ ہو۔ اس کے متعلق سوال کرنا۔ اور ائمہ علیہم السلامؑ خود مہمان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب وہ کوچ کا ارادہ کرتا تو اس کے کوچ میں اس کی امداد نہیں کرتے تھے۔ اس کے جانے کو تا پسند کرنے کی بناء پر عظیم ترین سخاوت سخت ضرورت کے وقت ایثار کرتا ہے جس طرح آل محمدؐ نے رویوں کا ایثار کیا تھا۔ جب عمل ان کے افطار کے وقت آیا اور انھوں نے قبالی پیٹ رات گزاری تو

خداوند عالم نے سورہ ہل اتی کے ساتھ ان کی تعریف کی اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ زندہ کو چاہئے زیادہ تر وہ ایثار و سخاوت مخلوق پر رحم اور ان سے نیکی کر لے کیونکہ یہ اولیاء خدا کے اخلاق ہیں اور یہ اصول نجات اور قرب خدا کی ایک اصل ہے۔ نبی کریم نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جو اس کی ٹہنی سے لٹک گیا اس نے نجات پائی۔ جبریلؑ کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے فرمایا۔ یہ دین کہ جسے میں نے اپنی ذات کے لیے پسند کیا ہے اس کی اصلاح سخاوت اور حسن خلق کے بغیر نہیں ہو سکتی پس جتنا ہو سکے ان دونوں کو لازم پکڑے رہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خداوند عالم نے اپنے اولیاء کو سخاوت پر پیدا کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کو تساعیل افضل ہے فرمایا سخاوت اور حسن خلق ان دونوں کو لازم پکڑو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ فرمایا رزق سخی کی طرف اونٹ کی گوبان میں چھری کے جانے سے زیادہ جلدی کرتا ہے۔ خداوند عالم ملائکہ پر کھانا کھلانے والے کی وجہ سے فخر و میامعات کرتا ہے۔ فرمایا دو خلق ایسے ہیں کہ جن سے خدا محبت کرتا ہے۔ سخاوت اور حسن خلق اور دو خلق ایسے ہیں کہ جن سے خدا بغض رکھتا ہے، بُخل اور بد خلقی اور خداوند عالم نے ان دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ اپنے اس قول میں کہ جو اشخاص نفس کے بُخل سے بچا لیے گئے ہیں وہی فلاح پاتے والے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جناب عبد اللہ بن جعفرؑ کی اولاد نے انھیں کثرتِ عطا پر ملامت کی تو وہ کہتے لگے لے بیٹا! اللہ نے مجھے عادی کیا ہے کہ وہ مجھے زیادہ دے اور میں نے اس کے ساتھ یہ عادت بنا رکھی ہے کہ میں اس کی مخلوق پر سخاوت کروں۔ اب مجھے خوف ہے کہ اگر میں اپنی عادت کو بدل دوں تو یہی ختم ہو جائے۔

روایت ہے کہ جناب عبد اللہ اپنے ایک یاغ میں گئے۔ اور اس میں ان کے پڑوسی کا ایک غلام موجود تھا۔ کہ جس کے سامنے تین روٹیاں تھیں وہاں ایک گٹا اُس کے قریب گیا تو اُس نے اس کی طرف ایک روٹی پھینک دی۔ پھر دوسری اور پھر تیسری۔ تو آیت نے اس سے کہا تو نے خود کیوں نہیں کھایا اور اسے سب روٹیاں کیوں کھلا دی ہیں کہنے لگا یہ مسافر اور مجھو کا ہے میں نے اسے اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔ جناب

عند اللہ کہتے لگے۔ مجھے لوگ سخاوت پر ملامت کرتے ہیں۔ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ سخی
 ہے پھر اس غلام کو خرید کر کے آزاد کر دیا اور اس باغ کا مالک بنا دیا۔ تعجب ہے اس
 سے جو دنیا پر بخل کرے۔ جب کہ وہ اس کی طرف بڑھ رہی ہو۔ کیونکہ سخاوت اسے
 فنا نہیں کر سکتی یا جس وقت اس سے پشت پھیر رہی ہو، تو بخل اُسے باقی نہیں رکھ
 سکتا۔ اور کتنے عمدہ اشعار کسی نے کہے ہیں۔ ”جب دنیا تجھ پر سخاوت کرے۔ تو تم بھی
 اس کی سخاوت کرو۔ قبل اس کے کہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔ نہ تو سخاوت اس کو فنا
 کر سکتی ہے۔ جب وہ قبری طرف بڑھ رہی ہو، اور نہ بخل اُسے باقی رکھ سکتا ہے۔ جب
 وہ متہ پھیر لے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے کبیل بن زیاد سے فرمایا
 اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ وہ مکارم کی طرف بڑھیں اور کوشش کریں اس شخص کی حاجت
 میں جو کہ سویا ہوا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کا علم تمام آوازوں پر وسعت رکھتا
 ہے۔ کوئی شخص کسی دل میں سرور و خوشی کو ودیعت نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ خدا اس سرور
 سے لطف پیدا کرتا ہے۔ جب اس شخص پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ لطف
 تیزی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے جس طرح سیلاب نشیب کی طرف بڑھتا ہے
 تو وہ اس مصیبت کو دھکیل دیتا ہے۔ جس طرح بیگلہ نے اونٹ دھکیلے جاتے
 ہیں فرمایا ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مکارم کی طرف رغبت کرو اور غنیمتوں
 کی طرف جلدی کرو اور جان لو کہ لوگوں کی حاجات کا تمہاری طرف آنا خدا کی تم پر ایک
 نعمت ہے اور زیادہ سخی وہ ہے جو اُسے دے جس کو اُس سے امید نہ ہو۔ اور
 جو شخص کسی مومن کی ایک مصیبت دور کرے تو خداوندِ عالم اس کی بہتر دنیا کی
 اور بہتر آخرت کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے اور جو احسان کرے۔ خدا اس
 کے ساتھ احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو درست رکھتا ہے فرمایا
 جسے یقین ہو کہ خدا اس چیز کی جگہ پر اور لے آئے گا۔ جسے وہ خرچ کر رہا ہے
 تو وہ خرچ کرنے سے نہیں رُکے گا۔ اور روایت ہے کہ سورج ہر دن ایک
 فرشتہ کے دو سینگوں پر طلوع کرتا ہے جو یہ ندا کرتا ہے کہ خدایا ہر خرچ کئے

والے کو اس خرچ کئے ہوئے کی جگہ اور جلدی سے دے اور ہر نہ خرچ کرنے
 والے کے مال کو جلدی تلف کر دے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جو کسی مہمان کی عزت
 کرے تو اس نے ستر انبیاء کی عزت کی ہے۔ اور جو مہمان پر ایک درہم خرچ کرے
 گویا اس نے دس لاکھ دینار اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہیں۔ حضرت صادقؑ نے راوی
 سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ شیخ کسے کہتے ہیں۔ میں نے کہا بخیل کو فرمایا وہ بخیل سے
 زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ بخیل صرف اس مال میں بخل کرتا ہے جو اس کے ہاتھ
 میں ہوتا ہے اور شیخ اس میں بخل کرتا ہے جو لوگوں اور اس کے ہاتھ میں ہو یہاں
 تک کہ وہ لوگوں کے ہاتھ میں جس چیز کو دیکھتا ہے وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ وہ اس
 کو مل جائے حلال سے یا حرام سے اور وہ سیر نہیں ہوتا اور اس پر قناعت نہیں کرتا
 جو خدا نے اُسے رزق دیا ہے۔ اور بخیل کی تین علامات ہیں۔ بھوک کا ڈر اور
 سوال کرنے والے کا ڈر کہ وہ کہیں نہ آجائے اور اچھے بھائیوں کو صرف تر بانی مرحبا
 کہتا ہے اور سخی کی تین علامتیں ہیں۔ قدرت کے بعد معاف کرتا۔ زکوٰۃ نکالنا
 اور صدقات کو پسند کرتا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جب خدا نے جنت کو پیدا کیا
 تو اس نے کہا اے پروردگار مجھے تو نے کس لیے پیدا کیا ہے فرمایا ہر متقی و سخی
 کے لیے۔ کہتے لگی اے مالک میں راضی ہوں اور کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے
 صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور عرض کی۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 تدبیر و تدبیر و تقییر کی کیا تعریف ہے فرمایا تدبیر یہ ہے کہ تو اپنے سارے
 مال کو خرچ کر دے اور تدبیر یہ ہے کہ کچھ خرچ کرے اور تقییر یہ ہے کہ کوئی چیز
 بھی خرچ نہ کرے۔ اس نے عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ کچھ مزید بیان فرماؤں
 فرمایا رسول اللہؐ نے خاک کی ایک مٹھی زمین سے لی اور انگلیوں کو ایک دوسرے
 سے کھلا رکھا۔ پھر سٹھیلی کھول دی تو آپؐ کے ہاتھ پر کچھ بھی باقی نہ رہا۔ فرمایا یہ ہے
 تدبیر پھر آپؐ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور انگلیوں کو دور دور رکھا تو کچھ مٹی
 گر گئی اور کچھ باقی رہ گئی پس فرمایا یہ ہے تدبیر۔ پھر ایک مٹھی بھری اور سٹھیلی کو

ملائے رہے۔ یہاں تک کہ اس سے کوئی چیز نہیں گری۔ فرمایا یہ ہے تقیتر۔ امامؑ نے فرمایا
 مومن وہ ہے جو اپنا مال بغیر معاوضے کے خرچ کرے اور دوسرے کے مال سے پرہیز
 کرے۔ فرمایا سخاوت جنت میں ایک درخت کا نام ہے جو قیامت کے دن ہر
 سخی کو اپنی ٹہنی کے ذریعے اٹھا کے جنت میں لے جائے گا اور بخل جہنم میں ایک
 درخت ہے جو ہر بخل کو اپنی ٹہنیوں سے پھینچ کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔ فرمایا
 میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ تو ہر بخل۔ ریاکار۔ والدین
 کے نافرمان اور چغل خور پر حرام ہے۔



چوالیسواں باب

الودعہ کا سوال کرنا

الودعہ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو رسول اللہؐ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے اُن کی تنہائی کو غنیمت سمجھا پس آپؐ نے فرمایا اے الودعہ مسجد کا ایک تہیہ ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہے تہیہ مسجد فرمایا دو رکعت نماز۔ پس میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے۔ پس نماز کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا نماز بہترین موضوع ہے جو چاہے کم پڑھے اور جو چاہے زیادہ پڑھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا اللہ پر ایمان لانا۔ پھر اس کی راہ میں جہاد کرتا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کون سا مومن زیادہ کامل الایمان ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہے۔ میں نے عرض کیا کون مومن افضل ہے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سالم رہ جائیں میں نے عرض کیا کون سی ہجرت افضل ہے۔ فرمایا جو برائی سے ہجرت و دوری اختیار کرے۔ میں نے عرض کیا کون سی رات افضل ہے۔ فرمایا رات کا آخری حصہ میں نے عرض کیا کون سی نماز افضل ہے فرمایا لمیعت و التالی میں نے عرض کیا کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا کم مالدار شخص کی کسی فقیر کے لیے پوشیدہ کوشش۔ میں نے عرض کیا کہ کون سا روزہ افضل ہے فرمایا وہ واجب ہے جس کی جزا ملے گی اور خدا کے پاس اس کا کئی گنا ثواب ہے میں نے کہا کون سے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔ فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو، اور جس کے مالک اس کو زیادہ قیمتی سمجھتے ہوں۔ میں نے عرض کیا کون سا جہاد افضل ہے فرمایا جو اپنے گھوڑے کے پاؤں کٹوا دے اور اپنا خون بہا دے۔ میں

نے عرض کیا کوئی آیت ایسی ہے خدا نے آپ پر نازل فرمایا ہے افضل و اعظم ہے فرمایا
 آیتہ الکرسی۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا۔ صحف ابراہیمؑ میں کیا تھا۔ فرمایا سب مثالیں
 تھیں۔ اے مغرور بادشاہ اور تسلط پیدا کرتے والا بتلا میں نے تجھے اس لیے نہیں
 بھیجا کہ دنیا کے بعض کو بعض پر جمع کرتا جا۔ بلکہ تجھے تو اس لیے بھیجا ہے کہ مظلوم کی
 فریاد کو میرے دربار سے پلٹا دے چاہے وہ کافر اور فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ
 اس کے فحور کا ضرر اس کے اپنے نفس پر ہے اور اس کی مثالیں تھی اور عاقل کے لیے
 ضروری ہے جب تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو کہ اس کے لیے چار اوقات ہوں ایک
 حصہ میں وہ اپنے مالک سے مناجات کرے اور ایک حصہ میں وہ اللہ کی صفتوں
 میں غور و فکر کرے اور ایک حصہ میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ ان چیزوں میں کرے
 جو آگے بھیج چکا ہے یا جنہیں پیچھے چھوڑ چکا ہے اور ایک حصہ خلوت کا حلال سے
 کھاتے پینے میں اپنی حاجت کو پورا کرتے کے لیے گزارے اور عقلمند کو چاہیئے
 کہ اس کی کوشش تین چیزوں میں ہو۔ آخرت کے لیے زادِ راہ تیار کرے۔ اپنے
 امور معاش کی اصلاح کرے یا غیر حرام چیزوں سے لذت حاصل کرے۔ عقل مند
 کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانہ سے با بصیرت ہو۔ اپنے معاملہ میں مگن رہے
 اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے اور جو اپنی گفتگو کو اپنے عمل کا ایک حصہ سمجھے تو اس
 کی گفتگو کم ہوگی۔ مگر ان چیزوں میں جو اس کا مقصود ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے
 رسولؐ صحف موسیٰؑ کیا تھے۔ فرمایا وہ سب عبرتیں تھیں۔ تعجب ہے جسے موت کا
 یقین ہے وہ کس طرح خوش ہوتا ہے تعجب ہے کہ جسے آتشِ جہنم کا یقین ہے وہ کس
 طرح ہنسنا ہے تعجب ہے جس نے دنیا کے اہل دنیا کے ساتھ ایک حالت سے
 دوسری حالت کی طرف تغیر کو دیکھا ہے۔ پھر وہ کس طرح اس پر مطمئن ہوتا ہے
 تعجب ہے جسے کل کے حساب کا یقین ہے اس کے باوجود وہ عمل نہیں کرتا۔ میں
 نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہمارے ہاتھ میں کوئی چیز ہے ان میں سے جو
 صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں تھا اس کتاب میں جو خدا نے آپؐ پر نازل کی ہے فرمایا

اے الوقر قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تو ثرون
 الحیوة الدنیا و الاخرة خیرا و البقی ان هذا لغی الصحف
 الاولی صحف ابراہیم و موسی تحقیق فلاح پا گیا جس نے اپنے آپ کو پاک کیا
 اور اپنے مالک کے نام یاد کیا پس نماز پڑھی بلکہ تم زندگانی دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ
 آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے یہ شک یہ یعنی ان آیات کا تذکرہ پہلے
 صحیفوں میں موجود ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے
 وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ تیرے
 تمام امور و معاملات کا راز ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مزید وصیت فرمائیے
 ارشاد ہوا تو تمہیں لازم ہے۔ قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر کرنا کیونکہ یہ تیرے لیے آسمان
 میں یاد کئے جانے کا سبب ہے اور زمین میں تیرے لیے نور ہے۔ میں نے عرض کیا
 اے اللہ کے رسول مزید فرمائیے فرمایا تجھ پر جہاد کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ میری امت
 کے لیے رہبانیت ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مزید فرمائیے۔ فرمایا
 تیرے لیے خاموش رہنا ضروری ہے مگر ابھی بات سے کیونکہ یہ چنیر شیطان کو تجھ سے
 دھتکار دیتی ہے اور تیرے دین کے معاملہ میں تیری معین و مددگار ہوگی میں نے عرض کیا
 مزید فرمائیے اے اللہ کے رسول فرمایا زیادہ نہ ہنسا کرو یا کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے
 اور چہرے کے نور کو زائل کر دیتا ہے میں نے عرض کیا مزید فرمائیے اے اللہ کے
 رسول فرمایا اس کی طرف دیکھ جو تجھ سے پشت ہے۔ اور اس کی طرف نہ دیکھ جو تجھ
 سے بلند ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ تو اس نعمت کو حقیر نہ سمجھے جو
 تیرے پاس ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول
 مزید کچھ
 فرمائیے آپ نے فرمایا اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ اگرچہ وہ
 قطع رحمی کریں اور فقراء و مساکین سے محبت کرو اور ان کے پاس زیادہ بیٹھا
 کرو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے اور بتائیے اللہ کے معاملہ میں
 کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا مزید مجھے بتائیے

فرمایا تجھے لوگوں کے متعلق وہ چیز مانع ہو جسے تم اپنے آپ میں جانتے ہو اور اس بات میں ان پر ناراض نہ ہو جو خود بجا لاتے ہو اور انسان کے عیب کے بھی کافی ہے کہ لوگوں سے اس چیز کو پہچانتے جس سے اپنے آپ میں جاہل ہے اور انہیں پر ناراض ہو اس کام کے کرتے میں جو خود کرتا ہے۔ ابوذرؓ کہتے ہیں پھر آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے ابوذرؓ عقل جیسی تدبیر نہیں۔ محرمات سے رکنے جیسی دروغ و پیر و پرہیزگاری نہیں اور حزن خلق اور خوش خلقی جیسا حسد و نسب نہیں۔ امام جعفر صادق کی سند سے ان کے والد نیز گوار سے مروی ہے کہ حضورؐ پاک نے ابوذرؓ کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے علم کے متلاشی تجھے دنیا اہل و عیال اور مال تیری اپنی ذات سے مشغول نہ رکھیں۔ تم جس دن ان سے جدا ہو گئے تو اس مہمان کے مثل ہو گے کہ جس نے ان میں رات گزار دی ہے اور صبح کے وقت انہیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے پاس چلے گئے ہو۔ دنیا اور آخرت دو ایسی منزلیں ہیں کہ ایک سے تم منتقل ہو کر دوسری کی طرف جاتے ہو موت اور قبر سے اٹھتے کا درمیانی وقفہ مثل نیند کے ہے کہ تم سوئے پھر اس سے بیدار ہو گئے۔ اے جاہل علم حاصل کر۔ کیونکہ وہ دل کہ جس میں علم نہیں مثل اُس برباد گھر کے ہے جس کا آباد کرنے والا کوئی نہ ہو۔ ابوذرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہانے اے علم کے طلب کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے کچھ آگے بھیج دے کیونکہ تم اپنے عمل کے گرد ہو۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے اے علم کے تلاش کرنے والے نماز پڑھو۔ قبل اس کے کہ رات دن میں نماز پڑھنے کی قوت تم میں نہ رہے نماز تیزی کے لیے مثل اس شخص کے ہے جو کسی صاحب سلطنت کے پاس جائے۔ پس وہ خاموشی سے اس کی بات سُننے یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو پس اسی طرح مرد مسلمان اللہ کے حکم سے جب نماز میں ہوتا ہے تو خدا مسلسل اس پر نظر رحمت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ اے علم کے متلاشی صدقہ کر قبل اس کے کہ کچھ دینے یا روکنے کی تجھ میں قدرت نہ رہے کسی شخص کے صدقہ دینے کی مثال اس

مرد جیسی ہے کہ جو کسی گروہ کو کسی خون بہانے کی وجہ سے مطلوب ہو پس وہ اُن سے کہے کہ مجھے قتل نہ کرو اور میرے لیے ایک مدت مقرر کر دو کہ جس میں تمہیں راضی کرنے کی کوشش کروں گا۔ اسی طرح مرد مومن حکم خدا سے جیب کوئی صدقہ دیتا ہے تو خدا اس کی گردن سے ایک گرہ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ خداوندِ عالم کچھ لوگوں کو موت دیتا ہے جیب کہ وہ ان سے راضی ہوتا ہے اور جس سے خدا راضی ہو جائے تو اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اے علم کے متلاشی یہے شک یہ زبان اچھائی اور برائی کی چابی ہے پس اپنے منہ پر ہر لگا دے۔ جس طرح اپنے سونے چاندی کو ہر لگا کے رکھتا ہے اے علم کے متلاشی یہ مثالیں خدا تعالیٰ لوگوں کے لیے بیان کی ہیں اور فرمایا ہے کہ انھیں عقل مندوں کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا اے علم کے متلاشی گویا دنیا کی کوئی چیز ہوئی ہی نہیں۔ سوائے اس عمل کے جس کی اچھائی مفید اور برائی مضر ہو۔ مگر جس پر خدا رحم کرے اے علم کے متلاشی تجھے تیرے اہل و عیال اور مال تیری اپنی ذات سے ضرورت نہ رکھیں کیونکہ وہ تجھے ہرگز کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکتے۔



بینتالیسواں باب

اللہ کی ولایت کا بیان

ارشاد قدرت ہے کہ خبردار اولیاء خدا پر نہ خوف ہے اور نہ وہ محزون ہوتے ہیں اور اللہ کی ولایت اس کی معرفت اور اس کے نبی کی معرفت اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی معرفت ہے اور ان کی دوستی اور تمام اولیاء خدا کی دوستی اور اللہ رسول اور اہل بیت کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ہر اس شخص سے برأت کرنا جو دین اسلام کے ساتھ اللہ کا دین نہ اپنائے اور عظیم ترین ایمان کا عروہ (دستہ) اللہ کے لیے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی رکھنا ہے اور اس کا کوئی راستہ نہیں جب تک کہ اُن کی معرفت نہ ہو جائے اور جب تک انسان اولیاء خدا کو نہ پہچانتے۔ پس ان سے دوستی رکھے اور اعداء خدا کو نہ پہچانتے تاکہ ان سے دشمنی رکھے۔ تو وہ اس سے مامون نہیں کہ وہ اللہ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے یا اس کے کسی دشمن سے محبت کرے اور اس کی وجہ سے وہ ولایت کی راہ بلکہ ایمان سے خارج ہو جائے اور ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس پر کتاب خدا اور سنت نبوی میں دلالت و ہدایت موجود نہ ہو اور اس کی تشریح کتب علمی میں موجود ہے اور عقل مند کو چاہیے کہ وہ عروہ ایمان کو لازم پکڑے ہو اور اہل ولایت کے زبور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی زبان پر ذکر اور دل پر فکر کو لازم قرار دے۔ اور دنیا سے کنارہ کشی کرے اور اہل علم میں سے نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور صالحین کے آثار کا اتباع کرے اور ان کے دکھائے ہوئے راستہ کی اقتدا کرے تو وہ دنیا کو ترک کر دے اور معاش میں سے جو کچھ مل جائے۔ اس پر قناعت کرے اور بہترین قرب الہی والے افعال سے اس کا قریب حاصل کرے نماز نوافل اور بھائیوں سے نیکی کرے ان کی حاجات کو پورا کرے اُن سے صلہ رحمی

کرے اور جتنا قدرت میں ہوا پتے آپ پر انھیں ترجیح دے اور ان دنوں کے روزے رکھے جن کے روزے مستحب ہیں اور اپنے شکم کو حرام سے اور زبان کو بیہودہ کلام سے بچائے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جس طرح وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ فرمایا اور وہ دوست رکھتا ہے صالحین کو تو پھر وہ اسے اپنے نفس کے سپرد نہیں کرتا بلکہ اس پر عنایت کرتا اور اس کی حاجات کو بر لاتا ہے اور ارشاد ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ جنگ کرتے کا اعلان کرتا ہے جو میرے بندہ مومن کو تکلیف پہنچائے یا میرے کسی ولی کو ڈرائے اور فرمایا مجھے کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا کہ جسے میں کرنا چاہوں جس طرح مجھے اپنے اس بندہ مومن کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے جو موت کو پسند نہ کرتا ہو اور میں مکر وہ سمجھتا ہوں اس چیز کو جو اُسے بری لگے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک متادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے اولیاء کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ پس ایک گروہ کھڑا ہو گا۔ جن کے چہروں پر گوشت نہیں ہو گا پس کہا جائے گا یہ ہیں وہ لوگ جو مومنین کو افریت دیتے تھے اور ان سے دشمنی کرتے تھے اور ان سے عناد رکھتے اور ان کے دین کے معاملہ میں ان پر سختی کرتے تھے۔ پھر ان کے متعلق جہنم میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا فرمایا جو کسی مومن کو حقیر سمجھے تو خدا ہمیشہ اس کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے گا جب تک کہ وہ اُس کو ذلیل و حقیر سمجھنے سے باز نہیں آئے گا۔ فرمایا جو مومن کسی دوسرے مومن کی حاجت پوری نہ کرے جب کہ وہ اس کے پورا کرنے کی اپنی طرف سے یا کسی غیر کی طرف سے قدرت رکھتا تھا۔ تو خداوندِ عالم اس کو قیامت کے دن اس طرح کھڑا کرے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ اس کی آنکھیں زرد اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا یہ وہ خائن ہے جس نے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے پس اُس کے متعلق جہنم میں لے جانے کا حکم ہو گا۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کسی مومن کو اس کی حاجت سے رد کر دے جب کہ اس کے پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ تو خداوندِ عالم جہنم کی آگ کا ایک اثر دھا اس پر مستط کر دے گا جو قیامت تک اُسے اُس کی قبر میں ڈنٹا رہے

گا۔ فرمایا جو کسی مومن کو ایسی نگاہ سے دیکھے کہ جس سے اُسے ڈرائے تو خداوندِ عالم اُسے اس دن ڈرائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا فرمایا جو کسی مومن کا حق روک لے۔ تو خداوندِ عالم قیامت کے دن اُسے پانچ سو سال تک کھڑا رکھے گا یہاں تک کہ اُس کے پسینہ سے دادیاں بہنے لگیں گی اور ایک مُنادی ندا دے گا کہ یہ وظالم ہے کہ جس نے اللہ کے حق کو روک رکھا تھا۔ فرمایا پس اُسے چالیس دن تک سرزنش کی جائے گی اور پھر آگ میں ڈالتے کا حکم ملے گا۔ صادق سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مومن کو کسی بادشاہ سے ڈرائے تاکہ اُس سے اُس سے کوئی بُرائی پہنچے، پس وہ بدی اُسے پہنچے یا نہ پہنچے تو وہ آگ میں جائے گا اور جو کسی بادشاہ کے ذریعہ کسی مومن کو ڈرائے اور اس سے اُسے کوئی مکروہ چیز لاقی ہو تو وہ شخص فرعون اور آلِ فرعون کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔ فرمایا جو کسی مومن کے خلاف لفظ کی ایک جزء کے ساتھ امداد کرے تو قیامت کے دن ان کی دونوں آنکھوں کے لکھا ہوگا کہ یہ رحمتِ خدا سے بائوس ہے فرمایا شیطان کی شرکت کے علامات میں سے یہ ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں کہ انسان فحش بکتا ہو اور یہ پرواہ نہ کرے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یا اس کو کیا کہا جا رہا ہے تو بے شک شیطان اس کے ساتھ کھیلا ہے۔ (یعنی اُس کے انعقادِ لطفے کے وقت جماع میں شیطان شریک تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے جنتِ حرام کر دی ہے ہر فحش کلامی کرتے والے یہود وہ گفتگو کرنے والے کم حیا پر جسے پرواہ نہیں کیا کہہ رہا ہے یا اُسے کیا کہا جا رہا ہے رسول اللہ نے فرمایا خدا کے بندوں میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ جس کی ہم نشینی اس کی فحش کلامی کی وجہ سے پسند نہ کی جاتی ہو۔ صادقؑ نے فرمایا لوگ جس کی بد کلامی سے ڈرتے ہوں وہ جہنم کی آگ میں ہے رسول اللہ نے فرمایا قیامت کے دن بدترین وہ لوگ ہیں جن کی عزت ان کے شر سے محفوظ رہنے کی وجہ سے کی جائے۔ مومن میں آٹھ صفات ہونی چاہئیں سختیوں کے وقت باوقار مصیبتوں پر صابر۔ آسائش کے وقت شکر گزار جو کچھ خدا اُسے عطا کرے اُس پر قانع ہو

دشمنوں پر ظلم نہ کرے۔ دوستوں کا بوجھ اٹھائے۔ اس کا بدن اس سے مشقت و تکلیف میں ہو اور لوگ اس سے راحت میں ہو۔ مکمل ولی وہ ہے جس کے اقوال و افعال کتاب و سنت کی موافقت میں پے در پے ہوں اور جو شخص اس قسم کا ہو، تو خداوندِ عالم اس کی برائیوں کو اس کے تمام معاملات میں اپنے لطف و کرم سے پھیر دیتا ہے اور اس کی عدم موجودگی اور موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال اولاد اور اولاد در اولاد اس کے ہمسایوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ کیونکہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ خداوندِ عالم ایک شخص کی اولاد در اولاد اور اس کے ارد گرد کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے اس آیت کہ (ان دونوں کا باپ صالح تھا) کی تفسیر میں آیا ہے کہ ان دو بچوں اور ان کے نیک باپ کے درمیان سات پشتوں کا فاصلہ تھا۔ اور بعض نے ستر پشتوں کا کہا ہے۔ اور ولی اللہ زمین میں خدا کا ایک پھول ہے جسے مومن سونگھتے ہیں اور نیک لوگ جس کے مشتاق رہتے ہیں اور ولی کی تین علامات ہیں۔ اس کا شغل اللہ کے لیے اس کا ہم و غم خدا کے لیے اور اس کا قرار اور پناہ لینا اللہ کی طرف ہوتا ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور اس کے دل پر اپنے فکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جب وہ ذکر سے لطف اندوز ہوتا ہے تو اس کے لیے قریب کا دروازہ کھلتا ہے۔ پھر اس پر خدا کے ساتھ مانوس ہونے اور مخلوق سے دُشست کرنے کا دروازہ کھلتا ہے پس اُسے ولایت کی کمرسی پر بٹھاتا ہے اور عنایت کے اسباب سے اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور اُسے دارالکرامت کا وارث بناتا ہے اور اس کے دل اور آنکھوں سے تاریکی اور اندھے پن کا پردہ اٹھا دیتا ہے۔ تو وہ صبح کرتا ہے۔ تو راہی سے دیکھتا ہے اور اس سے رزق کا حزن و ملال اور دشمن کا خوف دور ہو جاتے ہیں۔ اور کسی طرف سے توکل اور خدا کی تقسیم پر راضی ہوتا اس کے دل میں اتر جاتا ہے اسی لیے خداوندِ عالم فرماتا ہے۔ یاد رکھو اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ محزون ہوتے ہیں اور ولی خدا قیامت کے دن ہولناکیوں اور جہنم کی آگ سے مامون ہوتا ہے۔

پھیلا لیسوال باب

امیر المؤمنین اور ائمہ طاہرین کے مواعظ

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ تم اس شخص کی طرح نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت کی امید رکھتا ہو اور طویل امید کی وجہ سے تو یہ کوتاہی میں ڈالتا ہو۔ دنیا میں گفتگو تو زاہدوں جیسی کرے اور اس میں کام دنیا کی طرف میلان رکھنے والوں جیسا کرے۔ اگر اس کو دیا جائے تو سیر نہ ہو۔ اور اگر اس سے کچھ روک دیا جائے تو باقی پر قناعت نہ کرے۔ جو کچھ اسے دیا گیا ہے اس کے شکر سے عاجز ہو اور جو کچھ باقی ہے اس کی زیادتی کا طالب ہو۔ لوگوں کو منع کرے اور خود نہ رکھتا ہو۔ اور ایسی چیزوں کا حکم دے جنہیں وہ خود نہیں کرتا نیک لوگوں کی دستی کا دم بھرتا ہے لیکن ان جیسا عمل نہیں کرتا اور گنہگاروں سے بغض رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ ان میں سے ایک ہے موت کو گناہوں کی کثرت کی بناء پر تاپسند کرتا ہے اور ان چیزوں پر قیام کرتا ہے۔ جنہیں موت تاپسند کرتی ہے۔ اگر بیمار ہو جائے تو پشیمان ہوتا ہے اور اگر صحت یاب ہو جائے تو لہو و لعب میں مشغول ہو کر مامون ہو جاتا ہے جب عافیت میں ہو تو اپنے اوپر اتراتا ہے اور جب مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو ناامید ہو جاتا ہے۔ اگر اسے مصیبت ان پڑے تو مضطر جیسی دُعا کرتا ہے اور اگر آسائش و آرام مل جائے تو مغرور ہو کر مُنتہ پھیر لیتا ہے۔ جس چیز کا ظن و گمان ہے اس میں اس کا نفس غلبہ کر لیتا ہے۔ اور یہ اس نفس پر اس چیز میں غالب نہیں آتا۔ جس کا یقین ہے۔ دوسرے پر تھوڑے سے گناہ کی وجہ سے ڈرتا اور اپنے لیے اپنے عمل سے زیادہ کی امید رکھتا ہے۔ اگر غنی و تو نگر ہو جائے۔ تو اتراتا اور دنیا میں مفتون ہو جاتا ہے اور اگر فقیر و تنگدست ہو جائے تو ناامید

اور سست ہو جاتا ہے۔ جب عمل کرے۔ تو کوتاہی کرتا ہے اور سوال کرتے میں
 مبالغہ کرتا ہے۔ اگر کوئی شہوت عارض ہو تو گناہ کر گزرتا ہے اور توبہ کو تاخیر میں
 ڈالتا ہے اور اگر کوئی تکلیف آجائے تو شرائط ملت سے الگ ہو جاتا ہے۔ عبرت
 کو بیان کرتا ہے۔ لیکن عبرت حاصل نہیں کرتا وہ باتوں میں ناز و نخرے کرتا ہے اور
 عمل کم کرتا ہے فنا ہوتے والی چیز میں رغبت اور باقی رہتے والی میں تسامح اور چشم
 پوشی کرتا ہے۔ غنیمت کو نادان اور زنادان کو غنیمت سمجھتا ہے۔ موت سے ڈرتا
 ہے اور فوت ہوتے والی چیز میں جلدی نہیں کرتا۔ دوسرے کی معصیت و گناہ کو عظیم
 سمجھتا ہے اور اپنے کثیر گناہوں کو کم سمجھتا ہے اور اپنی اس اطاعت کو زیادہ
 سمجھتا ہے۔ جسے دوسرے سے حقیر جانتا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں پر طنز کرتا ہے
 اور اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے انبیاء کے ساتھ بیٹھ کر یہودہ یا تیں کرنا فقراء کے
 ساتھ بیٹھ کر ذکر الہی کرنے سے اسے زیادہ پسند ہیں اپنی ذات کے لیے دوسروں
 پر حکم چلاتا ہے اور دوسروں کے لیے اپنے اوپر حکم نہیں لگاتا۔ دوسرے کو ہدایت
 کرتا ہے اور اپنے آپ کو گمراہ کرتا ہے۔ اس کی اطاعت ہوتی ہے اور وہ خود
 نافرمان ہے۔ دوسروں سے پورا لیتا ہے اور خود پورا نہیں دیتا اپنے مالک کو
 چھوڑ کر مخلوق سے ڈرتا ہے اور مخلوق کے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتا۔ امیر المؤمنینؑ
 نے فرمایا اے نوافل ہم ایک خاص طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے شیعہ
 ہماری طینت سے خلق ہوئے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ہم سے ملحق
 ہو جائیں گے۔ نوافل کہتا ہے میں نے عرض کیا میرے لیے اپنے شیعوں کے
 اوصاف بیان کیجئے۔ اے امیر المؤمنینؑ پس آپ شیعوں کا تذکرہ سن کر رو پڑے
 پھر فرمایا اے نوافل میرے شیعہ خدا کی قسم حلیم و بردبار اللہ تعالیٰ اور اس کے دین
 کے عالم ہیں۔ اس کی اطاعت اور حکم کے عامل ہیں۔ اس کی محبت کی طرف ہدایت
 یافتہ اس کی عبادت نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔ زہد کے ساتھی نماز تہجد کے لیے
 بیدار رہ کر ان کے چہرے زرد و زور و ذکر ان کی آنکھیں چند صیا گئی ہیں۔ ذکر الہی

سے ان کے ہونٹ خشک ہو چکے ہیں۔ بھوکے رہ کر ان کے شکم کمر سے مل گئے ہیں ربانیت
ان کے چہروں سے پہچانی جاتی ہے اور ربانیت ان کی علامت ہے۔ ہر تاریکی کے
یہ وہ چراغ ہیں۔ ہر قبیلہ کے لیے وہ پھول ہیں وہ مسلمانوں سے دشمنی نہیں کرتے
وہ ان کے اخلاق کے پیچھے نہیں لگ جاتے ان کی بُرائیاں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے
دل محزون ہیں اور ان کے نفوس عقیف و پاک دامن ہیں ان کی حاجات خفیف
ہیں ان کے نفس ان سے سختی ہیں اور لوگ ان سے راحت و آرام میں ہیں وہ ہوشیار
اور عقلمند ہیں۔ خالص مخلص اور شریف ہیں وہ اپنے دین کو بچاتے کے لیے بھاگ
کر چھپتے پھرتے ہیں اگر وہ حاضر ہوں تو پہچانتے نہیں جاتے اور اگر غائب ہوں
تو ان کو تلاش نہیں کیا جاتا ایسے لوگ میرے پاکیزہ شیعہ ہیں۔ اور میرے مکرم و محترم
بھائیوں میں سے ہیں۔ ہائے کتنا شوق ہے مجھے ان کا۔ اور حضرت علیؑ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درخت ہوں۔ فاطمہؑ اس کی فرع
ہے علیؑ اس کی شاخ ہے۔ حسن و حسینؑ اس کا پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کی ٹہنیاں
ہیں۔ پس وہ بندہ ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے اور ہمارے جیسے اعمال کرے
اور اپنے نفس کا حاسبہ کرے قبل اس کے کہ قبر میں داخل ہو تو خدا اُسے جنت میں
میں داخل کرے گا اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ
مجھے تنبیہ کیجئے کہ میں آپ کی ہدایت سے ہدایت حاصل کروں آپ نے مجھے فرمایا
اے علیؑ جیسے خدا ہدایت کرے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جیسے خدا گمراہی
میں رہنے دے۔ اُسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور بے شک خدا تیرا ہادی اور
معلم ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ تو نصیحت حاصل کرے اور اس میں شک نہیں کہ
خدا دُنیا و دُور عالم نے مجھ سے تم سے اور قیامت تک آنے والے تیرے شیعوں اور
محبت و مودت کرنے والوں سے یثاق اور عہد لیا ہے پس وہ میرے شیعہ
اور مجھ سے محبت و مودت کرتے والے ہیں اور وہ صاحبانِ عقل ہیں اے علیؑ
اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں اپنی جنتوں میں اتارے اور بادشاہوں کے مکانات میں

ٹھہراے اور ان پر حق ہے کہ وہ پاکیزہ رہیں اور صادقاً سے روایت ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ معرفت کے بعد کو تساعیل افضل و برتر ہے۔ فرمایا معرفت کے بعد کوئی عمل اس نماز کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اور معرفت و نماز کے بعد کوئی چیز زکوٰۃ کے برابر نہیں اور زکوٰۃ کے بعد حج کے برابر کوئی چیز اور ان سب کی ابتداء اور انتہاء ہماری معرفت ہے اور ان کے بعد بھائیوں سے نیکی کرتے اور ان سے درخیز و درہم کو خرچ کر کے مواصلات کرنے کی طرح کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ یہ تو دونوں مسخ شدہ پتھر ہیں کہ جن کے ساتھ خدا نے اپنی مخلوق کا امتحان کیا ہے۔ ان چیزوں کے بعد کہ جن کو میں نے شمار کیا ہے۔ اور میں نے کوئی چیز زیادہ جلدی غنی و تو نگر بنانے والی اور فقر و فاقہ کو دور کرنے والی اس گھر کے ہمیشہ حج کرنے کے مقابلہ میں نہیں دیکھی اور ایک واجب نماز اللہ کے نزدیک ہزار حج اور ہزار عمرہ کے برابر ہے جو کہ میرور و مقبول ہوں اور ایک حج اللہ کے نزدیک سونے سے بھرے ہوئے کمرہ سے بلکہ پوری دنیا سونے اور چاندی سے بڑھ کر جسے راہ خدا میں خرچ کیا جائے تو اس سے بہتر ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ کو بشیر و نذیر کر کے بھیجا ہے اور ایک مرد مسلمان کی حاجت روائی کرتا اور اس کی مصیبت کو دور کرتا۔ اللہ کے نزدیک حج طواف اور عمرہ یہاں تک کہ آپ نے دس تک شمار کیا ہے سے افضل ہے پھر آپ نے ہاتھ بلند کیا اور فرمایا اللہ سے ڈرو اور خیر و بھلائی سے ملو نہ ہو جاؤ اور اس میں سستی نہ کرو۔ کیونکہ خدا اور اس کا رسول تم سے اور تمہارے اعمال سے مستغنی ہیں اور تم اللہ کے محتاج ہو اور خداوند عالم نے تو اپنے لطف و کرم سے تمہیں جنت میں داخل کرنے کا ایک سبب بنا دیا ہے حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ مومن سے مصافحہ کرتا ہزار نیکی کے برابر ہے اور امیر المومنینؑ سے روایت ہے آپؑ فرماتے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی اس مخلوق میں سے کچھ ایسے بندے ہیں کہ لوگ اپنی حاجات میں ان کی پناہ لیتے ہیں۔ وہی بندے خدا کے عذاب سے مامون ہیں۔ آپؑ کے سلسلے سے جناب رسالت آپؑ سے مروی ہے کہ اللہ کے نزدیک افضل اعمال میں سے گرم دلوں

کو ٹھنڈا کرنا اور بھوکے جگر وں کو سیر کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی کہ محمدؐ کی جان جس کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ بندہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کے سوئے اور اس کا بھائی یا فرمایا اُس کا مسلمان پڑوسی بھوکا ہو۔ اور نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو کسی مومن کو لباس پہنائے تو خداوندِ عالم اسے ہزار بہشتی محلے پہنائے گا اور اس کی ہزار حاجت پوری کرے گا اور خداوندِ عالم اس کے لیے سات سال کی عبادت لکھ دے گا اور اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ اگرچہ وہ آسمان کے ستاروں سے زائد ہوں اور قیامت کے دن خداوند اُسے ہزار شہیدوں کا ثواب دے گا اور اس کی شادی ہزار حور سے کرے گا اور خداوندِ عالم اس کے لیے جہنم سے برأت کا پروانہ اور پہل صراط سے گزرنے کا گزرنامہ لکھ دے گا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جب ایک دوسرے سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کے ساتھ ملو اور جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگو تو استغفار کے ساتھ یعنی ایک دوسرے کے لیے طلبِ مغفرت کر کے جدا ہو اور امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت برآری کے لیے چلے تو پچھتر ہزار فرشتوں سے خدا اُس پر سایہ کرتا ہے اور جو قدم اٹھائے اُس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک گناہ گرا دیتا ہے اور اس سے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور جب وہ اُس کی حاجت سے فارغ ہو جاتا ہے تو خداوندِ عالم اُس کے لیے جتنی حاجتیں اُس کی پوری کی ہیں ان کے بدلے حج و عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھتا ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت و ضرورت کے لیے چلے تو اللہ کے نزدیک اس کا یہ کام ہزار غلام آزاد کرانے اور ہزار گھوڑا زین و لجام کے ساتھ اللہ کی راہ میں بھیجنے سے زیادہ محبوب ہے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں اللہ کی رضا کے لیے کوشش کرے تو خداوندِ عالم اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا کہ جن کے ذریعہ وہ اپنے رشتہ داروں پڑوسیوں، بھائیوں اور جان پہچان والوں کو بخشوائے گا۔ فرمایا جو شخص اپنے مصیبت زدہ مومن بھائی کی اس کے سخت وقت میں اعانت

کرے اور اس کی مصیبت کو دور کر دے اور اس کی حاجت کے پورا ہونے میں اس کی مدد کرے تو خداوندِ عالم اس سے اس کے لیے بہترین رحمتیں لکھ دے گا کہ جن میں سے ایک جلدی سے ملے گی کہ جس سے اس کا امرِ معاش درست ہو جائے گا اور اکہتر اس کے لیے قیامت کی گھیرا دینے والی چیزوں اور ہولناکیوں کے لیے ذخیرہ کر دے گا۔ فرمایا جو مومن کسی مومن کی مصیبت کو دور کرے اور وہ تنگ دست ہو تو خداوندِ عالم اس کی دنیا و آخرت کی حاجات کو آسان کر دے گا۔ فرمایا جو کسی مومن کے شکم کو پُر کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جو کسی کافر کے شکم کو پُر کرے تو خدا پر حق ہے کہ اس کے پیٹ کو منتقل سے پُر کرے۔ فرمایا اگر میں ایک مردِ مسلمان کو سیر کروں تو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں لوگوں کے افق کی سیر کروں۔ میں نے عرض کیا کہ افق کیا ہے۔ فرمایا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا جو تین مسلمانوں کو کھانا کھلائے تو خداوندِ عالم ملکوتِ آسمان میں اسے تین جنتوں کے کھاتے کھلائے گا۔ فردوس۔ جنتِ عدن اور طوبیٰ حضرت علیؑ نے فرمایا جس مردِ مومن کے گھر میں مومنین آئیں اور وہ انھیں کھانا کھلائے اور سیر کرے تو یہ عمل غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلائے تو خداوندِ عالم اُسے جنت کے میوے کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مومن کو سیراب کرے تو خداوندِ عالم اسے بہترین مہر شدہ شراب سے سیراب کرے گا۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ جو کسی مومن کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ وہ سیراب ہو جائے تو مخلوقِ خدا میں سے ملکِ مقرب اور بنیٰ مُرسل تک سوائے ذاتِ خدا کے کسی کو معلوم نہیں کہ اُسے آخرت میں کیا اجر ملے گا۔ پھر فرمایا بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا اسبابِ مغفرت میں سے ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے یا بھوک و افلاس کے دنوں کی قریبی یتیم کو یا خاک آلودہ مسکین کو کھانا کھلاتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی عام مل سکتا ہو تو خداوندِ عالم ہر گھونٹ کے بدلے اُسے ستر ہزار نیکیاں عطا کرے گا اور جو ایسی جگہ سیراب کرے جہاں پانی نہ مل سکتا ہو تو گو یا اس نے اولادِ اسماعیلؑ

میں سے دس غلاموں کو آزاد کیا ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کسی مومن کو کھانا کھلاتا اللہ کے نزدیک دس غلام آزاد کرتے اور دس حجوں سے زیادہ محبوب ہے اور جو اُسے لباس پہنائے سروی کا لباس یا گرمی کا تو خدا پر حق ہے کہ وہ اُسے جنت کا لباس پہنائے اور اس پر سکرات موت کو آسان کر دے اور اس کی قبر میں وسعت دے دے اور جب تیرے سے نکلے تو ملائکہ اُکرا اُسے خوش خبری دیں گے جس طرح خدا فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے (اور کہیں گے) نہ ڈرو اور نہ محزون رہو اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو جیب وہ ننگا ہو لباس پہنائے تو خدا اس کو استبرق جنت میں سے پہنائے گا۔ اور جو اُسے تو تگری کا لباس پہنائے تو وہ ہمیشہ خدا کی پروہ پوشی میں رہتا ہے جیب تک اس کیڑے کا کوئی ٹکڑا باقی ہے۔ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان فقیر کو لباس پہنائے جیب کہ وہ ننگا ہو یا کسی چیر میں اس کی اعانت کرے جو اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو اس کی معیشت میں سے تو خداوندِ عالم اس کے ساتھ سات ہزار فرشتے موکل کر دیتا ہے جو اُس کے لیے استغفار کریں گے اس کے ہر گناہ سے جو کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ صور پھونکا جائے گا وار دہوا ہے اور ایک مشرک نے کسی مومن کے ساتھ کچھ لطف و مہربانی کی جیب وہ مر گیا تو خداوندِ عالم نے اس کی طرف وحی کی کہ اگر میری جنت میں کسی مشرک کا مسکن ہوتا تو میں تجھے ضرور اس میں سکونت دیتا۔ لیکن یہ اس کے لیے حرام ہے جو مشرک ہو کر مرے لیکن اے آگ اس کے سامنے تو رہ لیکن اسے اذیت و تکلیف نہ پہنچا۔ فرمایا دن کے دونوں کناروں پر رزق آتا ہے جہاں سے خدا چاہتا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جو کسی مومن کو خوش کرے خداوندِ عالم اُس کے لیے اس خوشی کی ایک شکل بنا دیتا ہے جو اس کے ساتھ ہر ہولناک موقعہ پر رہتی ہے اور اُسے جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔



سینا لیسواں باب

دعا، اس کی برکت اور فضیلت

خداوندِ عالم فرماتا ہے مجھے بلاؤ میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا اور خداوندِ عالم فرماتا ہے
 یاد رہے جو منظر کی دعا کو قبول کرتا ہے اور بُرائی کو اس سے روکتا ہے فرمایا جو لوگ میری
 عبادت سے تکیہ کرتے ہیں۔ عنقریب دلیل ہو کر وہ جہنم میں داخل ہوں گے یعنی مجھ
 سے دعا کرتے سے) فرمایا مجھ سے پہلے ہم نے اُمّتوں کی طرف انبیاء بھیجے اور سختی
 و شدت کے ساتھ ان کی گرفت کی تاکہ وہ تضرع و زاری کریں۔ فرمایا جب ان پر
 سختی آتی ہے تو وہ تضرع و زاری کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے دل تو سخت ہو جاتے
 ہیں۔ فرمایا تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے کون نجات دیتا ہے کہ جسے تضرع
 و زاری کے ساتھ پکارتے اور چھپ چھپ کے اُس سے دعا کرتے ہو اور خداوندِ
 عالم نے ایک قوم کی دعا کرتے پر مدح کی ہے۔ پس فرمایا یہ لوگ خیرات کی طرف
 جلدی کرتے تھے اور ہم سے رغبت کرتے اور ڈرتے ہوئے دعا کرتے تھے
 اور ہمارے سامنے خشوع و خضوع کرتے تھے نبی کریمؐ نے فرمایا افضل عبادت
 دُعا ہے فرمایا دُعا عبادت کا گودا ہے فرمایا جب خدا کسی بندے کو دعا کی
 اجازت دیتا ہے تو اپنی رحمت کی طرف قبولیت کا دروازہ اس کے لیے
 کھول دیتا ہے اور دعا کے ہوتے ہوئے کوئی ہلاک ہونے والا ہرگز ہلاک
 نہیں ہوتا اور اس میں شک نہیں کہ خدا غضبناک ہوتا ہے جب اُس سے سوال
 نہ کیا جائے۔ لہذا تم میں سے ہر ایک اپنے مالک سے سوال کرے یہاں تک
 کہ جوتے کے تسمے کے متعلق جب وہ لڑنے جائے اور یہ کہ مومن کا ہتھیار دعا ہے
 فرمایا کہ خدا اپنے بندے کو مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کی دعا اور تضرع و زاری کو

سُنتے۔ امیر المومنین فرماتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ خداوندِ عالم اپنے بندے کے لیے دعا کا
 دروازہ تو کھول دے اور قبولیت کا دروازہ اس کے لیے بند کر دے۔ حالانکہ وہ
 کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تو یہ کا دروازہ کھول
 کر مغفرت کا دروازہ بند کر دے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ
 قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا شکر کا دروازہ
 کھول دے اور اضافہ کا دروازہ بند کر دے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ اگر تم شکر
 کرو تو میں ضرور زیادہ دلوں کا اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ تو کل کا دروازہ تو کھول دے
 اور تو کل کرتے والے کے لیے شاید سے نکلنے کا کوئی ذریعہ نہ قرار دے کیونکہ
 خدا فرماتا ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرے وہ اس کے لیے (مصاب سے) نکلنے کا راستہ
 قرار دیتا ہے اور اُسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان ہی نہیں ہوتا اور جو اللہ
 پر توکل کرے تو خدا اس کے لیے کافی ہے اور فرمایا دعا پختہ قضا کو روک دیتی ہے۔
 فرمایا جسے اس بات کی خوشی ہو کہ اس سے مصیبت چھٹ جائے تو وہ زیادہ
 دعا کرے اور بندے کو چاہئے کہ پورے اہتمام خشوع کرنے والے دل اور
 خالص نیت اور خضوع کرتے والے بدن اور اظہارِ ذلت کرتے والے اعضا
 و جوارح اور قبولیت پر یقین و اتق کے ساتھ دعا کرے تاکہ خدا کا یہ قول صادق
 آئے کہ مجھ سے دعا کرو تو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب کہ اس کا دل
 غیر خدا کے ساتھ مشغول نہ ہو امیر المومنین فرماتے ہیں کہ دعا کی چار شرطیں ہیں پہلی
 یہ کہ نیت حاضر ہو۔ دوسری یہ کہ دل میں خلوص ہو۔ تیسری یہ کہ جس سے سوال کر
 رہا ہے اس کی معرفت رکھتا ہو۔ چوتھی یہ کہ سوال کرنے میں منصف ہو۔ کیونکہ
 روایت ہے کہ حضرت موسیٰ ایک شخص کے قریب سے گزرے جو سجدے
 میں گریہ و دعا اور تضرع و زاری کر رہا تھا۔ جناب موسیٰ نے عرض کیا خدا یا اس
 بندہ کی حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس کو پورا کرتا۔ خداوندِ عالم نے اُن کی
 طرف وحا کی اسے موسیٰ یہ مجھ سے دعا کرتا ہے اور اس کا دل اس کی بھیڑ بکریوں

میں لگا ہوا ہے۔ لہذا اگر یہ اتنا طویل سجدہ کرے کہ جس سے اس کی کمر ٹوٹ جائے اور اس کی آنکھیں پھوٹ جائیں تو بھی میں اس کی دعا قبول نہیں کروں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تک یہ اس حالت سے منتقل نہ ہو جو میری معوضہ ہے۔ اس کی طرف جسے میں پسند کرتا ہوں اور خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میرا بندہ کسی حاجت کی مجھ سے دعا کرتا ہے پس میں اُس کے پورے کرتے کا حکم دے دیتا ہوں۔ پھر وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں فرشتے سے کہتا ہوں کہ میرا بندہ گناہ کر لے میری ناراضگی کا نشانہ بن چکا ہے لہذا یہ محروم رہتے کا مستحق ہو گیا ہے۔ کیونکہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ میری اطاعت کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا۔ نبی اکرم نے فرمایا کہ بندہ اپنے ہاتھ بارگاہِ الہی میں بلند کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ پس اس کی دعا کیسے قبول ہو جب کہ اس کی یہ حالت ہے۔ فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے دنیا و آخرت کی خیر حاصل ہو سکتی ہے۔ نعمت کے وقت شکر کرنا۔ شدت کے وقت صبر کرنا اور مصیبت کے وقت دعا کرنا۔ اور امیر المؤمنینؑ نے فرمایا جب لوگوں سے نعمتیں زائل ہو جائیں اور تکلیفیں نازل ہوں۔ اگر اس وقت پورے شوق سے اور سچی نیتوں کے ساتھ اور خالص دلوں کے ساتھ خدا سے پناہ لیں تو وہ ہر بھاگی ہوئی نعمت اور ان کے ہر فاسد کی اصلاح کر دیتا ہے۔ لیکن لوگ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا چھوڑ دیتے ہیں۔ لہذا وہ اُن سے چھین لی جاتی ہے اور خدا تو اس شرط پر نعمتیں عطا کرتا ہے کہ ان کا شکر ادا کیا جائے اور ان میں جو حقوق ہیں ان پر قیام کریں۔ اور جب کوئی بالغ و عاقل اسے چھوڑ دے تو خدا کو نعمت کے تغیر و تبدیل کا حق ہے۔ امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ بیمار ہو جانا بدن کی زکوٰۃ ہے اور نیکی کرتا نعمتوں کی زکوٰۃ ہے اور ہر نعمت سے ہی نیکی کی جاتی ہے۔ نعمت کے چھن جانے کا خرچ کس قدر تغیرِ نعمت سے محفوظ رکھتا ہے۔ فرمایا خدا کی قسم خدا کسی قوم سے نعمتوں کو نہیں چھینتا۔ مگر ان گناہوں کی وجہ سے جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں پس نعمتوں کو شکر کر کے روکے رکھو اور اطاعت کے ساتھ انھیں

قید کر لو۔ اور دُعا رحمت کی چابی ہے اور پرہیزگاروں کا چراغ ہے اور عبادت کرتے والوں کا شوق ہے اور قبولیت اور رحمت کے زیادہ قریب لوگوں میں سے اطاعت کرتے والا مضطر ہے کہ جس کے لیے اس چیز سے کوئی چارہ کار نہیں کہ جس کا اس نے سوال کیا ہے۔ خصوصاً جب صبر ختم ہو جائے نبی کریمؐ نے فرمایا جب صبر ختم ہو جاتا ہے تو کشائش آجاتی ہے ایک عورت حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کہنے لگی اے فرزندِ رسولؐ میرا بیٹا سفر پر گیا ہوا ہے اور اس کی غیبت طویل ہو گئی ہے اور میرا شوق اس کے لیے شدت اختیار کر گیا ہے۔ پس آپؐ میرے لیے دُعا کریں آپؐ نے فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ صبر کرو۔ وہ عورت چلی گئی اور صبر کرنے لگی اس کے بعد پھر آئی اور آپؐ سے شکایت کی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا صبر کرو وہ صبر کو بروئے کار لائی۔ پھر آپؐ کے پاس آئی اور اپنے بیٹے کی غیبت کی طوالت کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہیں کہا تھا تجھ پر صبر کرنا ضروری ہے۔ تو وہ کہنے لگی اے فرزندِ رسولؐ کب تک صبر کروں۔ اب صبر ختم ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جا۔ وہاں تجھے اپنا بیٹا ملے گا جو سفر سے واپس آچکا ہے۔ پس وہ گئی تو اُس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا سفر سے واپس آگیا ہے۔ تو اُسے گرا آتھرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ کیا رسول اللہؐ کے بعد بھی وحی آسکتی ہے فرمایا نہیں لیکن خود حضورؐ فرما گئے ہیں کہ صبر ختم ہو جاتے پر کشائش ہے جب تو نے کہا کہ صبر ختم ہو گیا ہے تو میں نے جانا کہ خداوندِ عالم نے تیری تکلیف دور کر دی ہے تیرے بیٹے کے آجانے کے ساتھ اور دعا کا معنی ہے بندے کا اللہ کی بارگاہ میں فقر و فاقہ کا اظہار کرنا ذلت و خواری اور تصرع و زاری و خضوع کے ساتھ جب بندہ یہ کرتا ہے تو جو کچھ عبادت کی وجہ سے اس پر لازم تھا وہ اس نے کر دیا اب اللہ کی مشیت اس کے قبول کرنے میں کار فرما ہوتی ہے۔ جتنا وہ بندے کی مصلحت سمجھتا ہے اور جس کا اس کا عدل و حکمت اقتضاء کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا جو دو کرم اس کی حکمت

و مصلحت سے تجاوز نہیں کر سکتا اور خداوندِ عالم تجل کی وجہ سے منع نہیں کرتا اور نہ فقر کی وجہ سے بلکہ مصلحت اور جو اس کی حکمت اقتضاء کرتی ہے نہ بندے کے سوال کرتے پر کہ جو اس کے دل میں آئے اور اس میں خواہش پیدا ہو۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے اگر حق ان کی خواہشات کا اتباع کرے تو آسمان وزمین اور جو چیزیں ان میں ہیں وہ فاسد ہو جائیں کیونکہ دُعا کرتے والا دُعا کرتا ہے۔ اس چیز کے متعلق کہ جسے وہ اپنے لیے مصلحت سمجھتا ہے۔ لیکن خدا وہ کرتا ہے۔ جسے وہ جانتا ہے۔ مثلاً ایک شخص دُعا کرتا ہے کہ خدا اُسے مال و زر دے دے حالانکہ خدا جانتا ہے کہ اس سے سرکش ہو جائے گا۔ پس وہ اُسے روک دیتا ہے اس پر شفقت و رحمت کی بنا پر پس منتر ہے۔ وہ ذات جس کی عطا و کرم اور نہ دینا بھی فضل ہے اور جو شخص زیادہ دُعا و ذکر و شکر اور حمد و ثناء الہی کرے تو خداوندِ عالم اس سے بہتر اسے دیتا ہے کہ جو وہ سوال کرنے والوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم اپنی ایک کتاب میں فرماتا ہے جب میرا ذکر میرے بندے کو مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھے تو میں اس کو اس سے افضل دیتا ہوں جو سوال کرنے والوں کو دیا کرتا ہوں اور دُعا مانگنے والے کو چاہئے کہ جو کچھ اپنی زبان سے سوال کر رہا ہے وہ دل سے اس پر راضی ہو جو اس کے نفع یا نقصان میں خدا کی طرف سے چارہ ہے اور امید و رفا کے درمیان جمع کرنے اور بندے کو ملول نہیں ہونا چاہئے اور دُعا کو طوالت دینا افضل ہے جب تک کہ واجب نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ خدا دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندے کی آواز اور دُعا کو سُنے وہ اس کی دُعا کے قبول کرنے میں تاخیر کر دیتا ہے اور فرماتا ہے اے جبریلؑ اس کی حاجت کو مؤخر کر دو۔ کیونکہ میں اس کی تفرغ و زاری اور اس کی آواز کو سُنے کو دوست رکھتا ہوں اور جب کسی بندے کی آواز کا سُنتا اُسے ناپسند ہو تو فرماتا ہے اے جبریلؑ اس کی حاجت جلدی پوری کر دو کیونکہ مجھے بُرا لگتا ہے کہ میں اس کی آواز سنوں۔ چپ کہ وہ نافرمان ہے اور ایک بندہ خدا سے دُعا مانگتا ہے۔ حالانکہ وہ اس پر ناراض ہے۔ پس وہ اُسے

رد کر دیتا ہے۔ پھر دعا مانگتا ہے۔ وہ رو کر دیتا ہے۔ پھر وہ مانگتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے کہ میرا بندہ اس سے انکاری ہے کہ وہ میرے غیر سے سوال کرے پس میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے لہذا تمہیں قبولیت دعا کی تاخیر سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جناب موسیٰ اور ہارون نے فرعون کے متعلق یہ دعا کی تھی۔ اس دعا اور اس کے قبول ہونے کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا۔ خداوند عالم ان کے لیے فرماتا ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے۔

روایت ہے رسول اللہ کے زمانہ میں ایک تاجر تھا جو مدینہ سے شام کی طرف سیر کیا کرتا تھا اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے قافلوں کے ساتھ نہیں جاتا تھا ایک دفعہ ایک ڈاکو راستہ میں اس سے متعرض ہوا اور اس پر سبجیا تو یہ ٹھہر گیا۔ اور اس سے کہتے لگا کہ مال لے لو اور مجھے چھوڑ دو وہ کہنے لگا میں تیری جان لینے سے بے پرواہ نہیں ہوں تو اس نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھ لوں وہ کہنے لگا جو چاہو کر لو۔ پس اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور یہ دعا پڑھنے لگا۔

يَا وَدُّدُ يَا وَدُّدُ يَا ذِي الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُبْدِي يَا مُعِيدُ
يَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ يَا فَعَّالُ تَمَا يُرِيدُ اسْئَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ
الَّذِي مَدَّ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَاسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِي قَدَّمَتْ
بِهَا عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسَّعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَّا إِلَهَ
إِلَّا أَنْتَ يَا مُعِيتُ اغْنِنِي يَا مُعِيتُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ
مُحَمَّدٍ وَآغْنِنِي۔

اچانک ایک سوار آیا جو خاکستری گھوڑے پر سوار تھا کہ جس کا لباس سبز تھا اُس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ پس اس نے اس ڈاکو پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اُسے قتل کر دیا۔ پھر تاجر سے کہنے لگا تمہیں معلوم رہے کہ میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں جب تو نے دعا مانگی تو ہم نے آسمانوں کے دروازوں کے کھلتے کی آواز سنی اور

جبرئیل نازل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اُسے قتل کر دوں اور جان لے اے اللہ کے بندے جو بھی مصیبت زدہ اور محزون شخص تیری یہ دعا پڑھے گا تو خداوندِ عالم اس کی مصیبت کو دور کر دے گا اور اُس کی فریاد رسی کرے گا۔ جب وہ مدنیہ میں صحیح و سالم واپس آیا تو اس نے نبی کریمؐ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنے اسماءِ حسنیٰ کی تلقین کی ہے۔ جب ان کے واسطہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب سوال کیا جائے تو عطا کرتا ہے۔ اس کتاب کا مصنف خدا کی رحمت اس کے شامل حال ہو کہتا ہے کہ شرائطِ دعا اور اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ بندہ اپنے ذہن و زیر کی کو حاضر رکھے اور اس کا دل غیر خدا کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا خدا اُس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل غافل ہو اور اس کے شرائط میں سے یہ ہے کہ بندے کا کھانا اور لباس حلال سے ہو کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ خدا تو صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کیا کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں۔ اور ہماری دعا قبول نہیں ہوتی فرمایا تم اُس کو پکارتے ہو جس سے ڈرتے نہیں اور اس کی نافرمانی کرتے ہو پس تمہاری دعا کیسے قبول کرے۔ عثمان ابن عیسٰی نے اس سے بیان کیا ہے جس نے اُسے صادق سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ میں کتابِ خدا کی دو آیتوں کو ڈھونڈتا ہوں اور مجھے نہیں ملتیں۔ فرمایا وہ کون سی ہیں۔ میں نے عرض کیا خدا کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کرتا ہوں۔ ہم دعا کرتے ہیں اور قبولیتِ دعا نظر نہیں آتی تو آپؐ نے فرمایا کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا خلفِ وعدہ کرتا ہے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر یہ کس کی طرف ہے۔ میں نے کہا معلوم نہیں۔ فرمایا لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں جو شخص خدا کی اطاعت ان امور میں کرے جن کا وہ حکم دیتا ہے۔ پھر اس سے دعا کرے جو دعا کرنے کا طریقہ ہے تو وہ قبول کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا دعا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا حمد خدا سے ابتداء کرو اور جو اس کی نعمتیں تیرے اوپر ہیں انہیں یاد کرو، پھر ان کا شکریہ ادا کرو۔ پھر نبی کریمؐ پر درود بھیجو۔ پھر اپنے گناہوں کو یاد کرو

اور ان کا اقرار کرو۔ پھر اللہ سے ان سے استغفار کرو۔ تو یہ ہے دعا کا طریقہ۔ فرمایا دوسری آیت کون سی ہے۔ میں نے عرض کیا خدا کا یہ ارشاد کہ جو چیز تم خرچ کرو تو وہ اس کی جگہ دوسری لے آتا ہے اور میں خرچ کرتا ہوں۔ لیکن اس کی جگہ پر کسی چیز کو نہیں پاتا۔ آپ نے فرمایا تو تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا خلافت وعدہ کرتا ہے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر یہ کس کی طرف سے ہے میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے اگر مال حلال کسب کرے اور اسے اس کے حق کے مقام پر خرچ کرے تو ایک درہم بھی جو خرچ کرے گا خدا اس کی جگہ پر اس کا بدل لائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا جو بندہ خدا سے دعا کرے کہ جس میں قطع رحمی اور گناہ نہ ہو تو خداوندِ عالم اسے تین چیزوں میں سے ایک ضرور دے گا یا تو اس کی دعا قبول کرے گا اور یا اس کے لیے اسے ذخیرہ قرار دے گا یا اس سے اس جیسی مصیبت ٹال دے گا وہ کہتے لگے اے اللہ کے رسول پھر تو وہ زیادہ ہو جائیں گی۔ فرمایا اللہ سب سے زیادہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سب سے زیادہ اور بہت پاکیزہ ہے تین مرتبہ یہ فرمایا یعنی خدا کی رحمت کے خزانے بہت زیادہ ہیں اور جو وحی خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف کی اس میں تھا کہ میں نے کوئی مخلوق اپنے عبدِ مومن سے اپنی زیادہ محبوب پیدا نہیں کی اور میں جو اس کو مبتلا کرتا ہوں تو اس چیز کے لیے جو اس کے لیے بہتر ہے اور میں اسے عاقبت دیتا ہوں تو اس کے لیے کون سی چیز مناسب ہے۔ پس اسے میری نازل شدہ مصیبت پر صبر اور میری نعمتوں کا شکر یہ ادا کرتا چاہئے تو میں اس کا نام صدیقین کی فہرست میں اپنے ہاں ثبت کروں گا۔ اگر وہ میری مرضی کے مطابق عمل کرے اور حکم کی اطاعت کرے۔ امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میری اطاعت کرو ان چیزوں میں جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور مجھے نہ سکھاؤ کہ کون سی چیزیں تمہاری مصلحت میں داخل ہیں میں انہیں زیادہ جانتا ہوں اور میں تم پر تمہارے مصالح کے سلسلے میں بخل نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو تم مثل بیماروں کے ہو اور خدا تعالیٰ جو عالمین کا مالک ہے۔ وہ مثل طبیب کے ہے تو

بیماروں کے لیے مناسب دوا ہی ہے جو طیب عمل کرتا ہے اور اس کی تدبیر کرتا ہے نہ وہ کہ جس کو مریض چاہتا ہے۔ خیر دار اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو کامیاب ہونے والے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے اور صادق اُسے مروی ہے۔ مجھے مومن پر تعجب آتا ہے کہ جو کچھ خدا اس کے لیے فیصلہ کرتا ہے دوا ہی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے پس اگر اس کو ٹینچوں سے کاٹ دیا جائے تو دوا ہی اس کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے تو بھی اس کے لیے اچھا ہے۔ جو وحی حضرت داؤد کی طرف ہوئی اس میں ہے جو تمام دنیا کو چھوڑ کر میری طرف آئے تو میں اُس کی کفایت کرتا ہوں اور جو مجھ سے سوال کرے میں اسے دیتا ہوں اور جو مجھ سے دعا کرے تو میں قبول کرتا ہوں اور میں اس کی دعا کو تاخیر میں ڈالتا ہوں اور وہ معلق رہتی ہے اور میں اُسے پورا کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری قضاء و قدر تمام ہوتی ہے جب وہ تمام ہو جاتی ہے تو میں اس کے سوال کو نافذ کر دیتا ہوں۔ اور مظلوم سے کہہ دو کہ میں تیری دعا کو خود تاخیر میں ڈالتا ہوں۔ حالانکہ میں اُسے قبول کر لیتا ہوں اس کے خلاف کہ جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کئی ایک وجوہ کی بناء پر جو تجھ سے پوشیدہ ہیں۔ اور میں ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین ہوں۔ یا تو تو نے کسی شخص پر ظلم کیا ہوتا ہے۔ پس وہ تیرے لیے بدعا کرتا ہے تو یہ اس کے بدل ہو جاتی ہے۔ نہ اس میں تیرا نفع اور نہ نقصان ہوتا ہے اور یا جنت میں تیرے لیے ایک درجہ ہوتا ہے۔ کہ جس تک تو میرے نزدیک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک تجھ پر ظلم نہ ہو۔ کیونکہ میں اپنے بندوں کو ان کے مال و جان میں آزماتا ہوں اور بسا اوقات میں ایک بندے کو بیمار کر دیتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اس کی نماز و خدمت اور اس کی آواز جب یہ مصیبت کی حالت میں مجھے پکارے۔ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ عام نمازیوں کی نماز سے اور بسا اوقات ایک بندہ نماز پڑھتا ہے اور میں اُسے اس کے منہ پر مار دیتا ہوں اور اس کی آواز کو اپنے سے منور کر دیتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون شخص ہے۔ اے داؤد! یہ وہ شخص ہے جو مومنین کی خواتین پر فسق و فجور کی نگاہ سے

زیادہ مڑ مڑ کر دیکھتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جس سے اس کا نفس کہتا ہے کہ اگر میں
 حاکم ہو گیا تو ظلم کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔ اے داؤد اپنی خطا پر اس
 طرح توجہ دزاری کر جس طرح پسر مردہ عورت اپنے بیٹے پر نوحہ کرتی ہے۔ اگر تو ان
 لوگوں کو دیکھے کہ جو لوگوں کا گوشت اپنی زبانوں کے ذریعہ کھاتے ہیں۔ جب کہ ان کی
 زبانیں پھیل جائیں گی۔ جس طرح چمڑا پھیلایا جاتا ہے اور ان کی زبانوں کے کناروں
 پر آگ کی میخیں نصب کر دیں گے۔ پھر میں ان پر مستط کروں گا جو انھیں تو بیخ و سر زلزل
 کرے گا۔ پس وہ کہے گا اے جہنمیو یہ فلاں شخص ہے جو لمبی چوڑی باتیں کرتا تھا۔
 اسے پہچان لو کتنی طویل رکعتوں میں یہ گریہ کرتا اور خوفِ خدا کا اظہار کرتا۔ جو خدا کے
 نزدیک دیئے کی بتی کے برابر بھی نہیں۔ جب میں نے اس کے دل کی طرف دیکھا
 تو میں اُسے یوں پاتا ہوں کہ اگر یہ نماز کا سلام دے اور ایک عورت اُس کے سامنے
 آجائے اور وہ اپنے آپ کو اُس کے سامنے پیش کرے تو یہ اس کو دھوکہ دے
 آپ نے دُعائیں ہاتھ بلند کرتے کے متعلق فرمایا کہ رغبتِ دیلان) اس طرح ہے
 اور آپ نے اپنی دونوں تھیلیوں کا یا طنی حصہ آسمان کی طرف کر دیا اور فرمایا حقیقت
 اس طرح ہے۔ (دخوفِ خدا) اور ان کا ظاہر آسمان کی طرف کر دیا اور فرمایا اس طرح
 تضرع و زاری ہے اور آپ نے اپنی دونوں انگشتِ شہادت کو بلند کیا اور
 دائیں بائیں حرکت دی۔ اور فرمایا اس طرح مخلوق سے بے نیاز ہوتا ہے اور
 شہادت کی انگلیوں کو بلند کر کے سیدھا کر لیا اور گڑ گڑانا اس طرح ہے اور ہاتھ
 پھیلانے کے لئے۔ آپ نے فرمایا جو تم میں سے بارگاہِ خدا میں گڑ گڑائے
 تو ساتھ ساتھ اُس کے آئسوا اس کے رُخسار پر جاری ہوں اور دُعائیں مانگنے والے کو
 چاہئے کہ وہ یا وضو ہو اور قبلہ کی طرف مُتہ کئے ہوئے ہو اور آدابِ دُعائیں
 سے شریعت مقامات اور اوقات شریفہ اور نماز کے بعد ہو اور یہ کہ اس کے
 ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو یا ایسی انگوٹھی جس کا نگینہ عقیق کا ہو۔ کیونکہ روایت ہے
 کہ وہ ہاتھ رو نہیں ہوتا کہ جس میں عقیق ہو اور فرمایا جو تھیلی خدا کی طرف اٹھتی ہے

اس سے محبوب نہیں کہ جس میں عقیق ہو اور یہ کہ وہ ستمیلی فقیر و محتاج نہیں ہوتی جس میں عقیق ہو اور وہ سفر کے لیے امان ہے۔ اور فرمایا دو رکعت نماز جو عقیق کے ساتھ ہو وہ اُن ستر رکعتوں سے افضل ہے۔ جو بغیر عقیق کے ہوں۔ اور فرمایا عقیق پہلا پہاڑ ہے جس نے اللہ کی عبودیت۔ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا تھا۔ اور خداوند عالم نے یہ تقدیر کر دیا ہے کہ اس ہاتھ کو رو نہیں کرے گا کہ جو عقیق کے ساتھ اس کی طرف بلند ہو۔ اور نہ اس پر عذاب کرے گا۔ اور ایک شخص تا بنیا ہو گیا تھا۔ اس نے خدا کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے کہ یہ کہو **يَا قَرِيبُ . يَا مُجِيبُ . يَا سَمِيعُ . يَا بَصِيرُ . يَا لَطِيفُ** **يَا خَبِيرُ . يَا لَطِيفًا لِّمَا يَشَاءُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ دَدْ عَلَى** **بَصَرِي**۔ تو خداوند عالم نے اُسے آنکھوں کی بنیائی دوبارہ دے دی۔ روایت ہے کہ ایک نوجوان خانہ کعبہ کے پردے سے چپٹا ہوا رو رہا تھا اور کہتا تھا خدا یا تیرا کوئی شریک نہیں کہ جس کے پاس جایا جائے۔ اور نہ کوئی وزیر ہے کہ اُسے رشتہ دے دی جائے۔ اور نہ کوئی دربان ہے کہ اُسے پکارا جائے۔ اگر میں تیری اطاعت کروں تو تیری حمد و فضل ہے اور اگر تیری نافرمانی کروں تو تیرے لیے حجت و دلیل ہے۔ پس اپنی حجت کو مجھ پر ثابت کر کے اور میری حجت کو توڑ کر مجھے بخش دے پس اس نے کسی ہاتھ کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا گیا ہے اور بہترین دعا وہ ہے۔ جسے حزن و ملال ابھاریں اور دکھ درد اس میں حرکت پیدا کریں۔ اور گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے ان کے آنسو ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ خوفِ خدا سے گریہ کرو۔ ہر آنسو کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک کمرہ تعمیر ہو گا۔ اور کوئی چیز خدا کے نزدیک اُس قطرہ سے بہتر نہیں جو آنکھ کے آنسو بن کر خوفِ خدا سے نکلے اور وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہے۔ اور جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں حزن و ملال کا ایک گوشہ نصیب کر دیتا ہے اور بے شک خدا ہر محزون دل کو دوست رکھتا

ہے اور بہترین دُعا وہ ہے جو چھپ کے کی جائے خدا فرماتا ہے اپنے رب کو تضرع
 وزاری اور پوشیدگی میں پکارو۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ بہترین عبادت وہ ہے جو چھپ
 کے کی جائے اور فرمایا بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ کیا جائے اور فرمایا پوشیدہ دعا جہری
 سے شترگنا بہتر ہے۔ اور خداوندِ عالم نے حضرت ذکریا کی تعریف کی ہے۔ اس ارشاد
 کے ساتھ کہ جب اس نے اپنے رب کو مخفی طور پر پکارا۔ اور رسول اللہؐ نے کچھ لوگوں
 کو بلند آواز سے دُعا کرتے سنا تو فرمایا اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو کیونکہ تمہارا پروردگار
 بہرا نہیں ہے۔



اُتنا لیسواں باب

فقر و فاقہ کی فضیلت اور اس کا اچھا انتخاب

فقراء کی اغنیاء پر فضیلت کا گواہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ فقراء اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے کہ جس کی مقدار پانچ سو سال ہوگی۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ فقراء و مومنین اغنیاء سے چالیس خریف پہلے جنت کے باغات میں لطف اندوز ہوں گے پھر فرمایا میں تمہارے لیے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ اُن کی مثال دو کشتیوں جیسی ہے یہ دونوں کشتیاں ٹیکس لگانے والے کے قریب سے گزریں۔ اُس نے ایک کو دیکھا کہ جس میں کوئی چیز نہیں تو کہا کہ اس کو جانے دو۔ اور دوسری کو دیکھا تو وہ مال اسباب سے بھر تھی کہا کہ اسے روک لو۔ صادق نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو دو مومن بندے حساب کے لیے کھڑے کئے جائیں گے جو کہ دونوں اہل جنت ہیں سے ہوں گے۔ ایک فقیر اور ایک غنی۔ فقیر کہے گا خدایا کس چیز پر مجھ سے حساب لے گا۔ تیری عزت کی قسم تجھے معلوم ہے۔ میں کسی علاقہ کا حاکم و بادشاہ نہیں تھا تا کہ میں اس میں عدل یا ظلم کرتا اور تو نے کسی مال کا مجھے مالک نہیں بنایا کہ میں اس کا حق ادا کرتا یا اسے روک رکھتا۔ میرے پاس تو قدر کفایت روزی آتی تھی۔ خداوندِ عالم فرمائے گا۔ میرا بندہ سچ کہتا ہے اس کو جنت میں داخل کر دو اور غنی اتنی دیر باقی رہے گا کہ اُس سے اتنا پسینہ بہے گا کہ اگر اس سے چالیس اونٹ پیئیں تو سیراب ہو کر نکلیں۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پس فقیر اس سے پوچھے گا کہ کس چیز نے تجھے دیر لگا دیا وہ جو اب دے گا کہ حساب کی طوالت خداوندِ عالم مجھ سے ایک چیز کے بعد دوسری کا حساب کرتا اور بخشا رہا ہے پھر تیسری کا حساب ہوتا یہاں تک کہ رحمتِ الہی نے مجھے ڈھانپ لیا۔ پس تم کون ہو تو وہ کہے

گاہ میں وہی فقیر ہوں جو تیرے ساتھ کھڑا تھا۔ مقام حساب میں تو غنی کہے گا کہ مجھ سے جدا ہونے کے بعد نعمتوں نے تیرا حلیہ بدل دیا ہے اور فقیر پر یہ عظیم ترین خدا کی نعمت ہے۔
تھوڑا سا حساب اور پھر حجت میں داخل ہو جاتا اور فقیر کی سعادت اور اس کے لیے راحت یہ ہے کہ نہ دنیا میں اس سے کوئی خرچ لیتا ہے اور نہ آخرت میں حساب اور اس کا دل اللہ کو چھوڑ کر ہجوم غنی میں مشغول نہیں ہوتا مثلاً مال کی حفاظت کرتا۔ بادشاہ، پورہ، ڈاکو اور حاسد سے ڈرتا کس طرح اس کی تدبیر کرتا ہے۔ کس طرح اس کو بڑھاتا ہے جائیداد کی تعمیر پر وکیل کرتا۔ اسے کرایہ پر لینا دنیا کی تکالیف بھیلنا۔ زراعت کی تقسیم کرتا۔ سفروں کی زحمتیں بھیلنا۔ اور کشتیوں کا غرق ہو جاتا اور وارث کا اس کی موت کی تمنا کرتا کہ وہ اس کے وارث بنیں اور جب کسی مصیبت سے چھٹکارا پاتا ہے۔ اپنی زندگی کے درمیان تو وہ اسے ختم کر دیتی ہے اور مرنے کے وقت اس کی اسے حسرت ہوتی ہے اور آخرت میں طویل حساب لیا جاتا ہے اور اس کا وارث یا تو وہ شخص بنتا ہے جو اس کی بیوی سے شادی کرتا ہے۔ یا اس کے بیٹے کی بیوی یا اس کی بیٹی کا شوہر ان میں سے کوئی ایک اس کا وارث بنے گا۔ حالانکہ رحمت و مشقت اور اس کا ہم و غم اس کو حاصل تھا کہ جس کی وجہ سے وہ عبادت سے مشغول رہتا۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے وہ دشمن ہو اسے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکتا اور غنی کو ہمیشہ صحراؤں اور میدانوں میں اپنی جان اور مال کا خطرہ رہتا ہے۔ اور اگر سمندر میں ہوا تو وہ اور اس کا مال غرق ہو جاتا ہے۔ اور اگر خشکی میں ہو تو راہزن مال اس سے چھین لیتے ہیں اور اسے قتل کر دیتے ہیں۔ پس وہ ہمیشہ مال اور جان کے خطرے میں مبتلا رہتا ہے۔ اور فقیر خدا کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ وہ اتنے پر قناعت کرتا ہے جو اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ اور اس کے بدن کو چھپائے رکھے۔ اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ فقیر تین چیزوں سے راحت میں ہے کہ جن میں غنی مبتلا ہے۔ پوچھا گیا وہ کون سی ہیں۔ وہ کہتے لگا بادشاہ کے ظلم و جور پڑوسیوں کے حسد اور بھائیوں کی چا پلوسی سے بعض کا کہنا ہے۔ فقراء تین چیزیں پسند کرتے ہیں۔ یقین۔ دل کا قارغ ہونا اور حساب کی تخفیف اور انبیاء و تے تین چیزیں

اختیار کر رکھی ہیں۔ نفس کا زحمت و مشقت میں ہوتا۔ دل کا مشغول رہنا اور حساب کا سخت
 ہونا اور اس میں شک نہیں کہ فقر اولیاء کا زیور اور صالحین کا شعار ہے۔ جو کچھ خداوند
 عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی اس میں ہے۔ جب فقر کو اپنی طرف بڑھتے
 دیکھو تو کہو مرجا اے شعار صالحین اور جب غنی کو آگے بڑھتے دیکھو تو کہو ایسا گناہ
 ہے جس کی سزا جلدی مل رہی ہے۔ پھر انبیاء کے واقعات اور ان کے خصوصیات
 میں غور و فکر کرو۔ کس قدر تنگ دستی میں وہ زندگی گزارتے تھے۔ پس یہ تھے موسیٰ
 کلیم اللہ کہ جنہیں خداوند عالم نے اپنی وحی اور کلام کے لیے منتخب کیا تھا۔ کمزوری
 کی وجہ سے جنگل کی گھاس کی سبزی اور ان کے شکم کے باہر والے چمڑے سے نظر آتی
 تھی اور جب انہوں نے سائے میں پناہ لی تھی تو اپنی اس مناجات میں (خدا یا جو
 کچھ مصیبت تو نے مجھ پر نازل کی ہے اس میں خیر کا محتاج ہوں) صرف ایک روٹی
 کا سوال کیا تھا کیوں کہ آپ زمین کی سبزی کھاتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک دن جناب
 موسیٰ نے عرض کیا خدا یا میں بھوکا ہوں۔ ارشاد ہوا میں تیری بھوک کو جانتا ہوں عرض
 کیا پالنے والے مجھے کھانا کھلا جو اب ملا جب میں چاہوں گا۔ اور موسیٰ کی طرف
 وحی ہوئی کہ فقیر وہ ہے جس کا مجھ جیسا کفیل نہ ہو اور بیمار وہ ہے جس کا میرے جیسا طبیب
 نہ ہو اور غریب و افسی وہ ہے جس کا میرے جیسا مونس و مددگار نہ ہو۔ روایت ہے
 کہ اے میرے دوست موسیٰ تھوڑے سے جو کہ جن سے تو اپنی بھوک کو روک سکے
 اور اتنے کپڑے پر کہ جس سے تو اپنی شرم گاہ کو چھپا سکے راضی رہ اور مصائب پر
 صبر کر اور جب تم دنیا کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھے تو کہو کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ
 اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ایسی سزا ہے جو دنیا میں مل رہی ہے اور جب دنیا کو پشت
 پھیرتے ہوئے دیکھو تو کہو مرجا اے صالحین کے شعار اے موسیٰ تعجب نہ
 کرو اس سے جو فرعون کو دیا گیا ہے اور جس سے وہ محفوظ رہا ہے۔ یہ تو زندگانی
 دنیا کی خوب صورتی ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ تھے
 جو کہ کہا کرتے تھے کہ میرے نوکر میرے دونوں ہاتھ ہیں، اور میری سواری میرے

دونوں پاؤں ہیں اور میرا بستر زمین ہے اور میرا تکیہ پتھر ہے اور سردیوں میں مجھے گرم کرتے والی چیز مشرق زمین ہیں اور رات کو میرا چراغ چاند ہے اور میرا سالن بھوک ہے اور میرا اندرونی لباس خود ہے اور ظاہری لباس پشم

ہے۔ میرے میوے اور خوشبوئیں وہ چیزیں ہیں۔ جو وحشی جانوروں اور چوہ پاؤں کے لئے زمین سے اُگتی ہیں۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرے ساتھ کوئی چیز نہیں ہوتی اور میں صبح کرتا ہوں تو میری کوئی چیز نہیں ہوتی اور زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی غنی و تو نگر نہیں اور جنابِ نوح باوجودیکہ وہ شیخ المرسلین ہیں۔ اور دنیا میں کافی زیادہ مدت زندہ رہے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اڑھائی ہزار سال زندہ رہے وہ دنیا سے اس حالت میں گئے کہ انھوں نے اس میں کوئی گھر تعمیر نہیں کیا تھا اور جب صبح کرتے تو کہتے تو شام نہیں ہوتے پائے گی۔ اور جب شام ہوتی تو کہتے صبح نہیں ہوگی۔ اور اسی طرح ہمارے نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دنیا سے کوچ کرنے لگے تو اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی۔ آپ نے اپنے ایک صحابی کو دیکھا کہ جو چوٹے اور اینٹوں سے مکان تعمیر کر رہا تھا۔ تو فرمایا معاملہ اس سے زیادہ جلدی کا ہے اور جنابِ ابراہیمؑ جو ابوالانبیاء تھے ان کا لباس پشم کا اور کھانا جو کھا تھا اور یحییٰ بن زکریا کا لباس لیفِ ضرمہ کا اور کھانا درخت کے پتے تھے۔ اور جنابِ سلیمان باوجود اس ملک و سلطنت کے بالوں کا لباس پہنتے اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو اپنے ہاتھ گردن سے باندھ دیتے اور ساری رات کھڑے ہو کر گریہ کرتے رہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور آپ کی روزی کا ذریعہ کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں تھیں جنہیں وہ اپنے ہاتھ سے بناتے اور ملک و سلطنت کا سوال تو اللہ سے اس لیے کیا تھا تاکہ کافر یا دشاہوں پر قوت و غلبہ حاصل کریں اور انھیں اس کے ذریعہ مغلوب کریں اور بعض کہتے ہیں کہ سلیمانؑ نے قناعت کا سوال کیا تھا اور باقی رہے سید البشر محمد مصطفیٰؐ تو تمہیں معلوم ہے کہ آپ کا کھانا اور لباس کیا تھا اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کو بھوک لگی تو آپ نے اپنے شکم پر پتھر رکھ دیا۔ پھر فرمایا بہت

سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفس کو مکرم و محترم سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس کو ذلیل کر رہے ہوتے ہیں اور بہت سے اشخاص جو اپنے نفوس کو ظاہراً ذلیل کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس کو مخظم و مکرم بنا دیتے ہیں۔ یاد رکھو کتنے نفوس ہیں جو دنیا میں بھوکے ننگے ہوتے ہیں اور آخرت میں قیامت کے دن کھانا کھا رہے ہوں گے اور ناز و نعمت میں ہوں گے اور یاد رکھو کہ کتنے نفوس ہیں جو دنیا میں بہترین لباس پہنتے اور نعمات میں رہتے ہیں اور آخرت میں وہ بھوکے ننگے ہوں گے۔ خیردار بہت سے مال دنیا میں گھسنے والے

اس سے متعم اور لذت حاصل کرتے والے ایسے ہیں کہ جن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ خیردار اہل جنت کا عمل ایک اوجھی جنت ہے اور اہل جہنم کا عمل شہوت کے ساتھ ایک معمولی کلمہ ہے۔ یاد رکھو بسا اوقات ایک لفظ کی شہوت قیامت کے دن کے طویل حزن کا سبب بنتی ہے اور باقی رہے حضرت علیؑ سید الوصیین تاج العارفین اور سب جہانوں کے رسولؐ کے ہمسر نبوت اور رسالت کے علاوہ باقی چیزوں میں تو ان کا مال زہد اور عشق الہی میں اس سے زیادہ واضح ہے۔ کہ اسے بیان کیا جائے۔ سوید بن غفلہ کہتا ہے۔ کہ میں امیر مومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپؑ کی بیعت خلافت کی جا چکی تھی۔ آپ ایک چھوٹی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ اس کمرے میں کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کے قبضہ میں بیت المال ہے اور میں آپ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھ رہا جس کی گھر کے لیے ضرورت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا اے ابن غفلہ جس گھر سے منتقل ہوتا ہو اس کے کمرے کو اثاثات البیت سے نہیں سجایا جاتا اور ہمارا ایک گھر ہے کہ جس کی طرف ہم اپنا بہترین مال منتقل کر چکے ہیں اور ہم عنقریب اس کی طرف جاتے والے ہیں اور آپ جب لباس خریدنا چاہتے تو بازار میں جاتے اور دو قمیض خرید کرتے۔ اور قبضہ کو اختیار دیتے کہ ان میں سے جو بہتر ہے وہ تم لے لو اور دوسرا خود پہن لیتے۔ پھر آپ کاٹنے

وانے کے پاس آتے جب کہ اس قمیض کی ایک آستین لمبی ہوتی تو فرماتے کہ جتنا آگے
 بڑھی ہے اس کو کاٹ لو اور فرماتے کہ یہ کسی اور ضرورت میں خرچ ہو جائے گی اور
 دوسری آستین اپنی حالت پر رہتی اور فرماتے اس میں ہم حسن و حسین کے لیے بازار سے
 سامان لے آیا کریں گے۔ پس عقل مند کو صفات و شقاوت آنکھ اور صحیح و سالم فکر کے
 ساتھ دیکھنا چاہیے۔ اگر دنیا اور اس کی زیادتی میں بہتری اور اچھائی ہوتی۔ تو ان
 عقلاء روزگار سے نہ چھوڑتی۔ جو کہ خلاصہ کائنات اور اللہ کی حجت ہیں۔ باقی لوگوں
 پر بلکہ انھوں نے اس سے دُور رہ کر قرب الہی حاصل کیا ہے۔ یہاں تک کہ امیر المومنینؑ
 نے فرمایا۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں کہ جن میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زہد دنیا جیسی خدا کی کوئی عبادت نہیں اور
 روایت ہے کہ خداوندِ عالم قیامت کے دن فقراء سے کہے گا۔ میں نے تمہیں اس
 لیے فقیر نہیں بنایا۔ کہ تم میری نگاہ میں حقیر و ذلیل تھے۔ بلکہ اس چیز کے لیے ایسا کیا
 ہے جو تمہارے لیے بہتر تھی۔ اور بعض کتب میں خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ افسوس
 ہے تم پر میں نے غنی کو اس کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے غنی نہیں بنایا اور فقیر کو
 اس کی ذلت اور پستی کی وجہ سے فقیر نہیں رکھا۔ بلکہ میں نے اغنیاء کا فقراء کے ذریعہ
 امتحان لیا ہے اور اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء جنت کے مستحق ہی نہ ہو سکتے اور
 رسول اللہ نے فرمایا خداوندِ عالم قیامت کے دن فقراء اور اغنیاء کو جنت کے صحن
 میں اکٹھا کرے گا۔

پھر ایک مُنادی کو ندا کرتے کے لیے بھیجے گا جو بطنِ عرش سے آواز
 دے گا اے گروہ مومنین تم میں سے جس شخص کے ساتھ اس کے مومن بھائی نے
 کوئی اللہ کے لیے نیکی کی ہے۔ چاہے ایک نغمہ کھانے کا ہی سالن کے ساتھ اپنے
 دسترخوان پر اس کے لیے مخصوص کیا ہے۔ وہ اس کا ہاتھ بغیر روک ٹوک کے پکڑ
 کما سے جنت میں لے جائے۔ فرمایا اور وہ لوگ اس دن انھیں ان کے مالِ باب
 سے زیادہ پہچانتے ہوں گے۔ فرمایا پس ان میں سے ایک شخص آئے گا اور اپنا

ہاتھ اپنے اس بھائی کے بازو پر رکھ دے گا۔ جس نے اس کی عزت و تکریم کی ہوگی۔
 اور اس کے ساتھ نیکی کی ہوگی اور وہ اس سے کہے گا اے بھائی کیا تو مجھے نہیں پہچانتا
 کیا تو نے فلاں فلاں دن مجھ سے فلاں فلاں نیکی نہیں کی تھی اور وہ ہر اس چیز کا ذکر کرے
 گا جو نیکی صلہ رحمی اور عزت و تکریم اس نے کی ہوگی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے
 چلے گا۔ وہ کہے گا کہاں جانا ہے تو وہ جواب دے گا جنت کی طرف لے
 چلے گا۔ پس وہ اُسے اللہ کی رحمت اس کے فضل و کرم سے جو اس نے اپنے
 فقیر مومن بندے پر کیا ہے۔ جنت میں لے جائے گا۔ اور روایت ہے کہ
 فقراء مومنین اغنیاء سے ستر خریف دس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور
 غنی تو سرکشی کرتا ہے۔ خداوندِ عالم کے اس ارشاد کی بنا پر بے شک انسان سرکش
 ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ مستغنی ہو گیا ہے اور غنی مال کو جمع نہیں کرتا۔ مگر نعمات
 دُنیا اس کی لذات اور تاز و نخلوں کے لیے اور خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ تم عمدہ
 چیزیں زندگانی دنیا میں حاصل کر چکے ہو اور ان سے تم نے نفع اٹھایا ہے پس
 آج کے دن تمہیں ذلیل کرنے والے عذاب کی جزا ملے گی۔ پس انہیں عذاب کا
 وعدہ دیا ہے اور زیادہ مال کا انہیں طعنہ دیا ہے۔ اپنے اس قول کے ساتھ کہ
 تمہیں کثرتِ مال نے مشغول کر دیا ہے۔ یعنی عبادت اور زہد سے صادقاً سے
 روایت ہے کہ ایک مرد فقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوا۔ اور آپ کے پاس ایک امیر بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس امیر نے اپنے کپڑے
 سمیٹ لیے اور اُس سے دُور ہوتے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 تجھے کس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا ہے جو تو نے کیا ہے۔ کیا تجھے یہ ڈر ہے
 کہ کہیں اس کا فقر تمہیں چھٹ نہ چلے یا تیری تو نگری اس کو لگ جائے۔ وہ کہتے
 لگا اے اللہ کے رسول جب آپ نے یہ فرمایا ہے تو میرا آدھا مال اس کے لیے ہے
 نبی اکرم نے فقیر سے کہا کیا تم اسے قبول کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کیوں
 تو وہ کہتے لگا مجھے ڈر ہے کہ مجھ میں وہ چیز پیدا نہ ہو جائے جو اس میں پیدا ہوئی

تھی۔ اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ دین خدا کا احیا اور کلمہ اسلام کا اعزاز اور انبیاء و رسل کے اوامر اور شریعتوں کا امتثال انبیاء کی نصرت اور ان کی دعوت کا پھیلنا۔ آدم سے لے کر خاتم تک قائم نہیں ہو سکا۔

مگر صاحبان فقر و مساکین کے ساتھ کیا تم نے سنا نہیں جو واقعہ خدا نے اپنی کتاب عزیز میں اپنے رسول کی زبانی بیان کیا ہے اور تمہارے لیے واضح کیا ہے کہ شریعتوں کے انکار کے درپے وہ اغنیاء رہے ہیں جو ناز و نعمتوں میں پلے تھے اور شریر و تکبر تھے؛ پس نوح کی قوم کے متعلق بتایا ہے۔ جب انہوں نے عار دلائی جناب نوح کو کیا ہم آپ پر ایمان لے آئیں۔ حالانکہ آپ کی اتباع تو پست لوگوں نے کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تیری اتباع کریں۔ مگر وہ لوگ جو ہم میں سے پست ہیں یعنی جو ہم میں سے فقراء و مساکین ہیں اور جناب شعیب سے کہنے لگے ہم تمہیں اپنے میں سے ضعیف و کمزور دیکھ رہے ہیں یعنی فقیر اور اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کرتے اور تو ہمارے نزدیک عزت دار نہیں اور قوم صالح میں سے تکبر کرنے والوں نے ان لوگوں سے کہا جو کمزور کر دیئے گئے تھے۔ کیا تمہیں علم ہے کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے وہ جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے ہم اُس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور جنہوں نے تکبر کیا تھا وہ کہنے لگے جس چیز پر تم ایمان لے آئے ہو۔ ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور فرعون نے جناب موسیٰ پر عیب لگائے اور ان پر فخر کرتے ہوئے کہا کیوں نہیں۔ اس پر سونے کے کنگن پھینکے جاتے اور جناب محمدؐ کے لیے کہنے لگے ان پر خزانہ کیوں نہیں پھینکا جاتا۔ یا ان کے لیے کوئی باغ کیوں نہیں کہ جس سے یہ کھائیں اور یہ سب کچھ ان فقراء کے لیے جو فقر پر راضی ہیں بطور مدح کے اور ان اغنیاء کے لیے جو تکبر کرتے ہیں۔ بطور مذمت کے کافی ہے۔



انچاسواں باب

خدا کے ساتھ آداب

خدا کے اس ارشاد کی تاویل میں روایت ہے کہ بچاؤ اپنے نفسوں اور اہل و عیال کو اس آگ سے کہ جس کا ایتدھن لوگ اور تپھر ہوں گے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے قدرت کا مقصد یہ ہے کہ انھیں دین سمجھاؤ اور آداب شرعیہ سکھاؤ۔ اور خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ پس جوتے اُتار دے کہ تو وادی مقدس طویٰ میں ہے تو انھیں ادب کا حکم ہوا کہ مناجات الہی کے وقت جوتے اُتار دو۔ جب یہ ارشاد نازل ہوا کہ عقودور گزر کر و اور نیکی کا حکم دواور جاہلوں سے روگردانی کرو۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے مکارم اخلاق کا ادب سکھایا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق میں سے عظیم ترین مخلوق ادب کے لحاظ سے انبیاء ہیں۔ پھر اوصیاء پھر درجہ بدرجہ اور ساری مخلوق میں سے خدا کے ساتھ زیادہ باادب ہمارے نبی اکرم تھے۔ خدا کے اس ارشاد کی بناء پر کہ آپ خلقِ عظیم پر قائم ہیں اور امیر المؤمنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسن سے فرمایا اے بیٹا ادب کا اپنا حصہ سمیٹ لو اور اس کے لیے اپنے دل کو فارغ رکھو۔ کیونکہ یہ اس سے عظیم تر ہے کہ اس سے گندگی و پلیدی ملے اور جان لو کہ اگر تم فقیر ہو جاؤ تو ادب کی وجہ سے زندہ رہو گے اور اگر سفر پر جاؤ تو یہ تمھارا ایسا ساتھی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے تمھیں وحشت محسوس نہیں ہوگی۔ اے بیٹا ادب عقل کا مادہ ہے اور دل کی جلا ہے اور فضل کا عنوان ہے اور جان لو کسی کے لیے مال اور اچھے حالات کی بناء پر بامروت نہیں بلکہ ادب کے ساتھ ہے جو مرد کے لیے ستون اور اس کی عقل کا ترجمان اور مکارم اخلاق کے لیے ہدایت کرنے والا ہے اگر ادب نہ ہو تو آدمی ایک ایسا جانور ہے کہ جسے بے کار چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور

حضرت جو اڈتے فرمایا کہ جب دو شخص جمع ہوں تو ان میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ فضیلت اس کے لیے ہے جو زیادہ یا ادب ہو عرض کیا گیا۔ اسے فرزندِ رسول ہم لوگوں کے نزدیک تو اس کے فضل کو پہچانتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک اس کے فضل کا کیا معیار ہے تو فرمایا یہ وہ قرآن کی اس طرح تلاوت کرے۔ جیسے وہ اُترا ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ ہماری حدیث کو اس طرح بیان کرے جیسے ہم نے کہی ہے اور خدا کو خوش ہو کر پکارے اور ادب کی حقیقت یہ ہے کہ صفات خیر جمع ہو اور صفات بد سے دُور رہے اور ادب کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں مکارمِ اخلاق اور جنت تک پہنچتا ہے۔ لوگوں کے نزدیک ادب یہ ہے کہ اچھی باتیں کرے اور پس لیکن یہ کچھ بھی نہیں۔ جب تک اس کے ذریعہ اللہ اور جنت تک نہ پہنچے اور ادب اصل میں آدابِ شریعت کو اپناؤ تو حقیقی یا ادب بنو گے۔ جو شخص بادشاہوں کے ساتھ آداب کے بغیر رہے تو یہ چیز اُسے ہلاکت کے سپرد کر دیتی ہے تو کیا حال ہو گا اس کا جو ملک الملوک اور سید السادات کے ساتھ رہے خداوندِ عالم اپنی ایک کتاب میں فرماتا ہے کہ اے میرے بندے کیا یہ اچھی بات ہے کہ تو مجھ سے مُناجات کرتے ہوئے دائیں یا ائیں ملتفت ہوتا ہے حالانکہ تجھ جیسا شخص جب تجھ سے بات کر رہا ہے تو تو اس کی طرف ملتفت ہوتا ہے اور مجھے چھوڑ دیتا ہے۔ اور تو خود کو ادب میں داخل سمجھتا ہے اس بات کو کہ جب تجھ سے تیرا بھائی گفتگو کر رہا ہو تو تو دوسرے شخص کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تو اس کو وہ ادب پیش کرتا ہے جو میرے سامنے پیش نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے وہ بندہ جو اس طرح کا ہو۔ روایت ہے کہ رسول اللہ اپنی بھیڑ بکریوں کے پاس گئے تو ان کا چرواہا ننگا بیٹھا تھا اور کپڑوں سے جوئیں نکال رہا تھا۔ جب اُس نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو کپڑے پہن لیے آپ نے فرمایا۔ ہمیں تیری نگہبانی کی ضرورت نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ یہ آپ نے فرمایا ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو ایسے شخص سے خدمت نہیں لیتے جو اللہ کے ساتھ یا ادب نہ ہو اور خلوت میں اس کا خوف نہ رکھتا ہو آپ نے یہ اس

یہ کیا کہ چرواہے نے آپ کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو اپنے پروردگار سے کئے ہوئے سے بلند تر تھا۔ روایت ہے کہ ایک لڑکے نے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا اور آپ کو دیکھ کر خوش ہوا۔ نبی اکرم کو دیکھنے کی خوشی میں مسکرایا تو آپ نے فرمایا۔ اے جوان تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ کہنے لگا بے شک اے اللہ کے رسول۔ فرمایا اپنی دونوں آنکھوں کی طرح۔ عرض کیا ان سے زیادہ فرمایا اپنے باپ کی طرح کہتے لگا اس سے زیادہ۔ فرمایا اپنی ماں کی طرح عرض کیا۔ اس سے زیادہ۔ فرمایا اپنی جان کی طرح کہنے لگا خدا کی قسم اے اللہ کے رسول اس سے بھی زیادہ۔ فرمایا کیا اپنے پروردگار کی طرح کہتے لگا اللہ اللہ اللہ اے اللہ کے رسول یہ بات آپ کے لیے نہیں اور نہ کسی اور کے لیے۔ میں آپ سے بھی اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ پس نبی کریم ان لوگوں کی طرف ملتفت ہوئے جو آپ کے ساتھ تھے اور فرمایا اس طرح بتو اور اللہ سے محبت کرو۔ کیونکہ اُس نے تم پر احسان کیا ہے اور تم پر انعام کیا ہے اور مجھ سے محبت کرو، اللہ کی محبت کی وجہ سے پس آپ نے صحت ادب کو محبت خدا میں اختیار کیا ہے۔ پس اللہ کے ساتھ ادب یہ ہے کہ اس کے آداب اس کے نبی اور اہل بیت کے آداب کی اقتداء کی جائے اور وہ یہ ہے کہ اس کی اطاعت میں عمل کیا جائے۔ حمد ہے خدا کی خوشی اور غمی میں اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں۔ اسی لیے حضرت الیوٹ نے عرض کیا تھا اے رب مجھے تکلیف نہ آلیا ہے اور تو رحم الراحمین ہے یہاں آپ نے دو طرح سے ادب کا لحاظ کیا۔ ایک تو یہ کہ یہ نہیں کہا مجھے تو نے تکلیف دی ہے اور دوسرا یہ کہ یہ نہیں کہا کہ مجھ پر رحم کر بلکہ بطور تعریف و اشارہ کہا ہے کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے یہ اس لیے کیا ہے کہ صبر کا مرتبہ محفوظ رہے اور اسی طرح جناب ایراسیم نے فرمایا کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ جب تو مجھے بیمار کرتا ہے یہ بھی ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے اور حضرت الیوٹ نے دوسرے مقام پر کہا ہے کہ شیطان نے مجھے مس کیا تکلیف

اور عذاب کے ساتھ شیطان کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ لوگوں کو اکساتا تھا۔ اور وہ انہیں
 اذیت دیتے تھے۔ یہ سب اُن کے آداب تھے۔ اللہ کے ساتھ اپنے خطابات میں
 کچھ اور لوگ ہیں کہ جنہوں نے خدا پر اقرا باندھا ہے اور ان قبیح افعال کی نسبت
 اس کی طرف دی ہے جن سے اپنے ماں باپ کو منترہ و میرا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 جو کچھ عالم وجود میں ہے کفر و ظلم و فساد و قتل و غضب میں سے وہ سب خدا کا فیصلہ اور
 ارادہ ہے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کرتا ہے اور
 وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ایسی چیزوں کو حکم دیتا ہے جسے نہیں چاہتا اور ایسی چیزوں
 سے منع کرتا ہے جنہیں چاہتا ہے اور یہ کہ خدا نے ایک قوم کو ایمان لانے کا حکم
 دیا ہے اور ان سے کفر کا ارادہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ کہتا ہے کہ خدا اپنے بندوں سے
 کفر کو پسند نہیں کرتا اُن میں سے ایک شخص سے کہا گیا کہ تو ایسی چیزوں کا حکم دیتا ہے
 جنہیں نہیں چاہتا اور ایسی چیزوں سے روکتا ہے جنہیں تو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح
 تیرا یا پ اور ماں تو اس پر اُسے غیرت آئی اور وہ غضب ناک ہوا۔ اور کہنے والے
 سے کہنے لگا تو میری طرف یہ قوتی جنون اور جہالت کی نسبت دیتا ہے۔ پس منترہ
 ہے۔ وہ جو کتنا حلیم و کریم ہے اور اگر اس کا حکم و رحمت نہ ہو تو زمین پر عذاب آجائے
 یہ کچھ کہنے والے اور اس پر راضی ہوتے والے پر غضب کا وجہ سے اور خداوند
 عالم کی معصیت اُس کے مغلوب ہونے کی وجہ سے نہیں اور نہ اس کی اطاعت مجبوری
 کی بنا پر ہے۔ بلکہ خدا نے اختیاری صورت میں حکم دیا ہے اور منع کیا ہے عذاب
 سے ڈراتے ہوئے اور وہ دونوں حالتوں کی قدرت رکھتا ہے اور خداوند عالم فرماتا
 ہے کہ ہم نے اُسے ہدایت کی دونوں راستوں کی یعنی پہنچوائے اُسے دونوں راستے
 خیر و شر کے، خیر کا حکم دیا اور شر سے منع کیا جس طرح فرماتا ہے پس باقی رہے ثمود
 تو ہم نے انہیں ہدایت کی۔ پس انہوں نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی
 اور فرمایا اے ایمان والو سب کے سب صلح میں داخل ہو جاؤ اور خدا کسی باب
 میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیتا کہ جس کو پھر وہ بند کر دے بلند ہے خدا اس سے

بہت ہی بلند۔ پس عبرت حاصل کرو اور غور و فکر کرو اور خواہشات کی پیروی چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو تباہ و برباد اور ہلاک کر دیتا ہے۔ پس منترہ اور بلند ہے۔ خدا وہ کس طرح اپنے بندوں کو کفر پر مجبور کر کے پھرانہیں اسی پر عذاب کرے گا یا زناچوری اور پاک و امن عورتوں پر تمہمت لگانے پر (مجبور کرے) اور پھر ان پر حد جاری کرتے کا فرمان جاری کرے آیا یہ عدل و حکمت میں سے ہے یا نہیں۔ ہمیں بتائیے خدا تمہیں ہدایت دے اور اس میں شک نہیں کہ شیطان کا ایک عظیم مکر ہے جو فعل قبیح اور گمراہی کے ارتکاب کو مباح قرار دیتا ہے اور امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے کیا اس نے تجھے رہبری تو کی ہے وسیع راستے کی اور تجھ پر لازم قرار دیا ہے تنگ راستے کو یہ بات حکمت کے لائق نہیں۔ فرمایا کیا وہ عدل کا حکم دیتا ہے اور خود اس کی مخالفت کرتا ہے اور برے افعال سے منع کرتا ہے اور ان سے اُلفت کرتا ہے۔ اس شخص نے خدا پر اقرار کیا ہے جس نے خدا کی یہ توصیف کی ہے۔ فرمایا اگر گناہ اصل میں حتمی ہے تو قصاص میں پکڑا جانے والا مظلوم ہے۔ فرمایا جس چیز سے تو خدا سے طلب مغفرت کرتا ہے وہ تیری طرف سے ہے۔ اور جس پر تو اس کی تعریف کرتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے جو اچھائی تجھے آکر پہنچے وہ اس کی طرف سے ہے اور جو یرائی تمہیں عارض ہو۔ وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے یہ سب ارشادات جواب ہیں۔ ان اشخاص کے علماء میں سے جنہوں نے قضاء و قدر کے متعلق آپ سے سوالات کئے تھے۔ باقی رہا امام حسن بن علیؑ کا جواب جیب آپ کی طرف من بصری نے خط لکھا کہ جس میں قضاء و قدر کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا جو شخص قدر پر ایمان نہیں رکھتا اس کے خیر و شر پر وہ فاجر ہے اور جو گناہوں کا بوجھ خدا پر رکھتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ خدا کی مجبور اطاعت نہیں کی جاتی اور نہ علیہ کی وجہ سے اس کی نافرمانی ہوتی ہے اور نہ اس نے لوگوں کو ہلاکت کی چھوٹ دے رکھی ہے۔ بلکہ وہ خود مالک ہے ان چیزوں کا جن کا انہیں اس نے مالک بنایا ہے اور قادر ہے ان اشیاء پر جن پر انہیں قدرت دی ہے۔ اب اگر وہ اطاعت

پر عمل کریں تو خدا نہ انھیں اس سے روکتا ہے اور نہ منع کرتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کریں تو اگر
 چاہے تو ان کے اور گناہ کے درمیان حائل ہو جائے تو ایسا کرتا ہے اور اگر ایسا نہ کرے
 تو اس نے انھیں مجبوراً اس پر آمادہ نہیں کیا اور نہ ان پر زبردستی اس نے لازم قرار دیا ہے
 بلکہ اس کی حجت اُن پر قائم ہے کہ اُس نے انھیں معرفت کرائی ہے اور ان کے لیے
 اس کام کا راستہ قرار دیا ہے کہ جس کی طرف انھیں بلایا ہے اور اس ترک کی طرف کہ
 جس سے انھیں روکا ہے اور خدا کی حجت بالقرآن ہے تمام مخلوق پر والسلام اور مصطفیٰ
 کہتا ہے کہ دین کو سمجھنا اور یقین کے علوم کو سیکھنا بھی ادب ہے اور تین چیزیں ادب
 کا راز ہیں۔ شک وریب سے اجتناب عیب سے سلامتی اور غیب پر ایمان لانا۔ اور
 مکمل ادب یہ ہے کہ خدا تجھے دہاں نہ دیکھے جہاں سے اُس نے تجھے روکا ہے اور وہاں
 سے غائب نہ پائے جس کا حکم دیا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ جنید نے کہا کہ جب محبت
 صحیح ہو تو شرائط ادب ساقط ہو جاتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے ترک ادب کی وجہ
 سے بلکہ جب محبت صحیح ہوتی ہے اور خالص ہو جاتی ہے تو محبت کرتے والے
 میں ادب کا لزوم پختہ اور اس کی تاکید ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ
 کو اللہ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ محبت تھی، اور باوجود اس کے آنجناب
 خدا کے ساتھ عظیم ترین ادب رکھتے تھے روایت ہے کہ خلیل بن احمد نے اپنے بیٹے
 سے کہا اے بیٹا! ادب سیکھو۔ کیونکہ وہ تجھے پاؤں پر کھڑا کرے گا اور تیری اصلاح
 کرے گا۔ جب تو چھوٹا ہے اور تجھے آگے بڑھائے گا اور تیری تعظیم کا سبب ہو
 گا تیری بزرگی کے زمانے میں۔ روایت ہے کہ ایک بچہ جس کی عمر سات سال تھی حجاج
 بن یوسف کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر! تجھے معلوم ہو کہ میرا باپ اُس
 وقت فوت ہو گیا جب میں شکم ماور میں تھا اور میری والدہ نے اس وقت رحلت
 کی جب میں دودھ پیتا تھا اور اجنبی لوگوں نے تربیت و کفالت کی اور میرا باپ میرے
 لیے کچھ جائیداد چھوڑ گیا تھا جس سے میں اپنے اخراجات پورے کرتا اور میرا وہ
 سہارا تھا۔ اب تیرے افسروں میں سے ایک نے اُسے غصب کر لیا ہے۔ نہ وہ

خدا سے ڈر رہا ہے اور تہ امتیر کے سطوت و وید یہ کا اُسے خوف ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ ظالم کے ظلم کو دور کرے اور ظلم شدہ مال واپس کرائے تاکہ تو اُس دن دیکھے۔ جب ہر نفس جو کچھ اُس نے اچھائی کی ہے اُسے موجود پائے گا اور جو بُرا کام کیا ہے دوست رکھے گا کہ اُس شخص کے اور اس عمل کے درمیان دُور دراز کا فاصلہ ہوتا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی جائیداد واپس کر دی جائے اور بڑے بڑے ادیبوں کو اپنے دروازے سے واپس کر دیا اور کہنے لگا ادیب اللہ کا غلیظہ ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے اور عقل مند کو چاہیئے کہ اس استاد کے ساتھ باادب ہو جس سے تعلیم حاصل کرتا ہے اور امام حسینؑ نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے جد بزرگوار سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا استاد کا شاگرد پر ایک حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوالات نہ کرے۔ اور جو اب دینے میں اس پر سبقت نہ کرے اور اس وقت اس کے پاس نہ جائے جب وہ منہ پھیرے ہوئے ہو اور اس کا دامن نہ پکڑے۔ جب وہ تھکا ہوا ہو اور ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ نہ کرے اور کنکھیوں سے اس کی طرف نہ دیکھے اور اس کی مجلس میں کسی سے مشورہ نہ کرے اور نہ اُس کے عیوب تلاش کرتا پھرے۔ اور نہ یہ کہے کہ فلاں شخص نے آپ کے قول کے خلاف کہا ہے اور اس کے راز کو فاش نہ کرے اور اس کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرے اور اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرے اور عام لوگوں کو ایک ہی سلام کرے اور اس کو خصوصی سلام کرے اور اس کے سامنے بیٹھے۔ اگر استاد کی کوئی حاجت ہے تو اس کی حاجت پر آری کی میں سب لوگوں پر سبقت کرے اور طویل صحبت سے اُسے رنجیدہ نہ کرے کیونکہ استاد مثل کھجور کے درخت کے ہے انتظار کرے کہ کس وقت اس کی منفعت اس پر گرتی ہے اور عالم بمنزلہ روزہ دار شب بیدار اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے والے شخص کے ہے کہ جب کوئی عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے کہ جسے قیامت تک کوئی چیز نہیں پُر کر سکتی اور طالب علم کی مشایعت ستر ہزار آسمان کے مقرب فرشتے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو طالب علم کی اعانت کرے اُس

نے انبیاء سے محبت کی اور وہ ان کے ساتھ ہو گا اور جو طالب علم سے بغض رکھے تو اس
 نے انبیاء سے بغض رکھا۔ پس اس کی جزا جہنم ہے اور طالب علم بھی شفاعت کرے گا۔
 جس طرح انبیاء کریں گے اور اس کے جنت فردوس میں سونے کے ہزار قصر ہیں اور جنت
 خلد میں نور کے ایک لاکھ شہر ہیں اور جنت ماویٰ میں اس کے یسے یا قوت سرخ کے
 اتنی دریچے ہیں اور جتنے درہم اس نے طلب علم میں خرچ کئے ہیں ستاروں کی تعداد اور
 ملائکہ کی تعداد میں اتنی ہو ریں اس کے لیے ہیں اور جو شخص طالب علم کے ساتھ مصافحہ کرے
 تو خداوند عالم اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا اور جب طالب علم فوت ہو جاتا ہے
 تو خدا اس کو اور اس کے جنازہ پر حاضر ہوتا ہے اسے بخش دیتا ہے۔ مالک بن دینار
 سے کہا گیا۔ بعض طالب علم ایسے ہیں جو دنیا کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اس نے کہا تم پر
 افسوس ہے اس کو طالب علم نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اسے طالب دنیا کہا جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ علماء
 کے جانے سے ہی علم چلا گیا ہے۔ اور جو شخص طالب علم کو اذیت پہنچائے اس پر ملائکہ
 لعنت کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ خدا اس پر غضب ناک
 ہو گا۔ اور یاد رکھو جو کسی طالب علم کی ایک درہم کے ساتھ مدد کرے تو اس کی روح قبض
 ہوتے کے وقت ملائکہ اسے جنت کی بشارت دیں گے اور خدا اس کے لیے نور کا ایک
 دروازہ اس کی قبر میں کھول دے گا۔ نبی اکرم فرماتے ہیں میں نے جبریل سے سوال کیا اور کہا
 کہ علماء اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہیں یا شہداء۔ اس نے کہا کہ ایک عالم خدا کے نزدیک
 ہزار شہید سے زیادہ مکرم ہے۔ کیونکہ علماء انبیاء کی اقتداء میں ہیں اور شہداء علماء کے
 اقتداء میں ہیں۔ فرمایا جو شخص دوست رکھتا ہے کہ ان لوگوں کی طرف دیکھے جنہیں
 خدا نے جہنم کی آگ سے آزاد کیا ہے تو وہ طالب علم کی طرف دیکھے۔ فرمایا طالب
 علم اللہ کے نزدیک جہاد کرنے والوں سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں حج و عمرہ
 کرنے والوں اعتکاف اور خدا کی مجاورت و پڑوس میں رہنے والوں سے افضل ہے
 اور اس کے لیے درخت ہو ایں بادل سمندر ستارے نباتات اور ہر وہ چیز جس پر
 سورج طلوع کرتا ہے استغفار کرتی ہے۔ امام رضا نے اپنے آبا و اجداد کے سلسلے

امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے
مُتَّأپ قرار ہے تھے کہ طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے پس علم کو طلب کرو اس کے
ملنے کی جگہوں سے اور اس کو حاصل کرو اس کے اہل سے کیونکہ اسے اللہ کے لیے سیکھنا
نیکی ہے اور اس کو طلب کرنا عبادت ہے اور اس کا نذاکرہ کرنا تسبیح ہے اور اس پر عمل
کرنا جہاد ہے اور اس شخص کو علم کی تعلیم دینا جو تمہیں جانتا صدقہ ہے اور اس کو اس کے
اہل پر خرچ کرنا خدا کا قرب ہے۔ کیونکہ وہ حلال و حرام کے جاننے کی جگہ ہے اور
جنت کے راستہ کا منار ہے اور دشت میں نورس و مدگار ہے اور غربت و وحدت
میں ساتھی ہے اور خلوت میں یار ہے اور اسائن و تکلیف میں رہبر ہے
اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے خدا اس
کے ذریعہ کچھ قوموں کو بلند کرتا ہے پس انہیں خیر کا قائد بنا دیتا ہے ان کے آثار
سے فیض حاصل کیا جاتا ہے اور ان کے افعال سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور
ان کی رائے آخری سمجھی جاتی ہے اور ملائکہ ان کی دوستی کی طرف رغبت کرتے ہیں
اور اپنے پروں سے انہیں مس کرتے ہیں اور اپنی نمازیں ان پر رکھتے ہیں
اور ان کے لیے ہر خشک و تر چیز استغفار کرتی ہے۔ یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں
اور اس کے کیڑے مکوڑے اور صحرا کے درندے اور چوپائے بے شک علم
دلوں کی زندگی ہے جہالت سے اور آنکھوں کی روشنی ہے تاریکی سے اور بدنوں کی
قوت ہے۔ کمزوری سے علم یتدہ کو اپنے لوگوں کے منازل ابراہیم کے مجالس اور آخرت
و دنیا کے بلند ترین درجات تک پہنچاتا ہے اس میں فکر کرتا روزہ کے برابر ہے
اور اس کا درس و تدریس کھڑے ہو کر رات کو عبادت کرنے کے برابر ہے۔ اسی
کے ذریعہ پالنے والے کی اطاعت کی جاتی ہے اور اس کی عبادت ہوتی ہے اور
اسی سے صلہ رحمی کی جاتی ہے اور حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ علم عمل کا پیشوا
ہے اور عمل اس کا تابع ہے اور علم کا سعید لوگوں کو الہام ہوتا ہے اور بد بخت و شقی
اس سے محروم رہتے ہیں۔ پس طوبی و خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جسے

خدا اس کے حصہ سے محروم نہ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عالم کی مثال جاہلوں میں ایسی ہے جیسے مردوں کے درمیان ایک زندہ ہو اور طالب علم کے لیے ہر چیز استغفار کرتی ہے پس علم حاصل کرو کیونکہ وہ تمہارے اور اللہ کے درمیان سبب ہے اور علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو علماء کی روشنائی شہداء کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور علماء کی روشنائی شہداء کے خون پر بھاری ہوگی۔ فرمایا واجبات و فرائض ادا کرنے کے بعد انسان کا کوئی عمل لوگوں کی اصلاح کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ اچھی بات کرے اور اچھی ہی بات کی تمنا کرے۔ تم پر لازم ہے کہ میری سنت کو اپنانا۔ کیونکہ تمہوڑا ساعل جو سنت کے مطابق ہو بہتر ہے بدعت کے طور پر بہت سے عمل کرنے سے فرمایا جو کسی صاحب علم کو حقیر سمجھے اس نے مجھے حقیر سمجھا اور تو مجھے حقیر سمجھے وہ کافر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریلؑ سے صاحب علم کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا ایسے لوگ دنیا و آخرت میں آپؐ کی اُمت کے چراغ ہیں۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جو انہیں پہچانتے اور ان سے محبت کرے اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو ان کی معرفت کا انکار کرے اور ان سے بغض رکھے اور جو ان سے بغض رکھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم کی آگ میں ہوگا، اور جو ان سے محبت رکھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنت میں ہوگا اور امیر المؤمنین سے روایت ہے فرمایا جب طالب علم عالم کے سامنے بیٹھے تو خداوند عالم اس کے لیے رحمت کے ستر باریک کھول دیتا ہے اور وہ اس عالم کے پاس سے نہیں اٹھے گا مگر اس دن کی طرح جس دن وہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔ اور اسے ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا ہوگا اور اس کے ہر ورق کے بدلے اس کے لیے ایک شہر تعمیر ہوگا جو دنیا کے دس برابر ہوگا فرمایا عالم کے پاس ایک لکھ بٹھینا خدا کے نزدیک ایک سال کی اس عبادت کے برابر ہے جس میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی خدا کی نافرمانی نہ ہوئی ہو۔ اور عالم کی طرف دیکھنا اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ایک سال بیت اللہ الحرام میں اعتکاف کرنے سے اور علماء کی زیارت کرنا

اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔ ستر حج اور عمرہ سے اور کعبہ کے گرد ستر طواف کرتے سے اور خدا اُس کے لیے ستر درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے ہر حرف کے بدلے مقبول حج لکھتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے لیے ملائکہ گواہی دیتے ہیں کہ اس پر جنت واجب ہو چکی ہے فرمایا جیب قیامت کا دن ہو گا تو خدا علماء کو جمع کرے گا اور ان سے کہے گا اے میرے بندوں میں تمہارے لیے خیر کثیر کا ارادہ رکھتا ہوں بعد اس کے کہ تم میری طرف سے اور میری کرامت و بزرگی کے لیے شدت و سختی برداشت کرتے رہے ہو اور لوگ تمہاری وجہ سے میری عبادت کرتے رہے ہیں تمہیں بشارت ہو کہ تم میرے دوست ہو اور میرے انبیاء کے بعد میری مخلوق سے افضل ہو تمہیں بشارت ہو کہ میں تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں اور تمہارے اعمال قبول کر لیے ہیں۔ اور تم لوگوں کی اس طرح شفاعت کر دو گے جس طرح انبیاء کریں گے اور میں تم سے راضی ہوں اور میں تمہارے پیروں کو چاک نہیں کروں گا اور اس مجمع میں تمہیں رسوا نہیں کروں گا۔ نبی اکرمؐ تمہارے فرمایا عالم متعلم اور اس پر عمل کرتے والے کے لیے خوش خبری ہے۔ ایک شخص نے کہا یہ تو عالم کے لیے ہے متعلم کے لیے کیا ہے؟ فرمایا عالم اور متعلم اجر میں برابر ہیں۔ فرمایا عالم بن جائے متعلم یا ستنے والا یا ان سے محبت کرتے والا۔ اور پانچواں شخص تہ بن ورتہ ہلاک ہو جائے گا۔ بے شک اہل علم سردار ہیں اور ان کی صحبت علم کا اضافہ ہے۔



پچاسواں باب

توحیدِ خدا

امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ بات کہ خدا ایک ہے۔ اس کی چار اقسام ہیں جن میں سے دو قسمیں خدا کے لیے جائز اور دو جہیں ناجائز ہیں۔ جو جائز نہیں وہ کہتے والے کا یہ کہنا کہ خدا ایک ہے اس سے مقصد اس کا اعداد ہوں یہ جائز نہیں اس لیے کہ جس کا کوئی ثانی نہیں وہ یا ب اعداد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ خداوندِ عالم نے اُنہیں کافر قرار دیا جو کہتے ہیں کہ خدا تین کا تیسرا ہے۔ اسی طرح جیہ کہتے والا ایک کہے اور اس سے اس کا مقصد ہو جنس کی ایک نوع تو یہ بھی خدا کے لیے جائز نہیں کیونکہ یہ تشبیہ ہے اور خدا اس سے بلند و برتر ہے۔ باقی رہیں دو وجوہ جن کا اطلاق اس پر جائز ہے تو وہ کہنے والے کا کہنا کہ وہ ایک ہے یعنی چیزوں میں نہ کوئی اس کا مثل ہے نہ شبیہ ہے اور اس طرح کہنے والے کا کہنا ہے کہ وہ ایک ہے یعنی احد المعنی ہے اکیلا ہے۔ ذات میں یعنی عقل کے نزدیک وجود خارجی ہیں اور قوت و اہمہ میں اس کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کیا آپ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ کی۔ وہ کہنے لگا آپ نے اُسے دیکھا ہے فرمایا آنکھیں اُسے عینی مشاہدہ سے نہیں دیکھ سکتیں۔ بلکہ اسے دل حقائق ایمان کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ وہ قیاس سے نہیں پہچانتا جاتا۔ اور لوگوں کے مشاہدہ نہیں۔ آیات کے ساتھ موصوفات سے علامات سے پہچانتا جاتا ہے وہ اپنے حکم میں ظلم و جور نہیں کرتا یہ ہے وہ خدا کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ میرا پروردگار ہے جس پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے۔ آپؑ سے ایک شخص نے کہا اے ابا عبد اللہؑ مجھے خدا کے متعلق بتائیں کہ وہ کب تھا۔ آپؑ نے اس سے

فرمایا تیرے لیے ویل و ہلاکت ہو تو اللہ کے متعلق مجھے بتا کہ وہ کیسے نہیں تھا تا کہ میں تجھے بتاؤں کہ وہ کیسے تھا۔ ایک اور شخص نے آپ سے کہا خدا ہمیشہ سے جانتا اور دیکھتا تھا۔ فرمایا ذاتِ خدا علیم سمیع و بصیر ہے یعنی جانتی سنتی اور دیکھتی ہے (ذاتی طور پر) ایک شخص نے آپ سے سوال کیا اور کہنے لگا کہ خدا کا یہ ارشاد کہ جس پر میرا غضب نازل ہو تو وہ ہلاک ہوا تو یہ غضب کیا چیز ہے فرمایا عقاب اے فلان جو یہ گمان کرے کہ خدا ایک چیز سے پھسل کر دوسری چیز کی طرف جاتا ہے تو اس نے خدا کے تعریف مخلوق کی صفات کے ساتھ کی ہے۔ حالانکہ خدا کو کوئی چیز متغیر نہیں کرتی اور نہ کوئی چیز اس سے شیا ہٹا سکتی ہے اور جو کچھ وہم و گمان میں آتا ہے وہ وہ اس کے خلاف ہے اور غلبہ یمانی نے امیر المومنینؑ سے عرض کیا۔ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ فرمایا اس کو آنکھیں درک نہیں کر سکتیں شاید عیانی کے ساتھ بلکہ اس کا دل دراک کرتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ۔ وہ چیزوں کے قریب ہے لیکن نہ لمس کے ساتھ اور دور ہے ان سے لیکن نہ بطور مبیانیت وہ بولتا ہے لیکن فکر و نظر کے ساتھ نہیں۔ وہ ارادہ کرتا ہے لیکن بغیر خواہش کے وہ صانع ہے بغیر اعضاء و جوارح کے وہ لطیف ہے لیکن مخفی رہتے سے اس کی صفت نہیں کی جاتی۔ وہ بڑا ہے لیکن بڑے پن کے ساتھ اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ وہ بصیر اور دیکھنے والا ہے نہ حاسہ کے ساتھ موصوف ہے۔ وہ رحیم ہے لیکن رقت کے ساتھ۔ موصوف نہیں بھکتے ہیں چہرے اس کی عظمت کے سامنے، اور دھڑکتے ہیں دل اس کے خوف سے، وہ ذات کہ جس میں ایک حالت دوسری پر سبقت نہیں رکھتی۔ وہ اول ہے قبل اس کے کہ آخر ہو اور ظاہر ہے قبل اس کے کہ باطن ہو اس کے علاوہ جو کوئی وحدت کے ساتھ موصوم ہے وہ قلیل ہے اور ہر عزیز اس کے بغیر ذلیل ہے اور ہر قوی اس کے سوا عزیز ہے اور ہر مالک اس کے علاوہ مملوک ہے اور ہر عالم اس کے سوا مستعالم ہے اور ہر قادر اس کے سوا عاجز ہے اور اس کے علاوہ ہر سننے والا لطیف آوازوں سے زیادہ بہرہ ہے اور بڑی آوازیں اسے بہرہ

کر دیتی ہیں اور اس سے ہر وہ چیز دُور چلی جاتی ہے جو اس کے شمار میں آجاتی ہے اور
 ہر دیکھنے والا اس کے علاوہ وہ مخفی رنگوں اور لطیف اجسام سے نابینا ہے اور ہر کلام
 اس کا غیر باطن ہے اور ہر باطن اس کے علاوہ ظاہر ہے جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے
 وہ سلطنت کو درست کرنے کے لیے نہیں ماورنہ زمانہ کے عواقب کے خوف سے اور
 نہ اُس سے اعانت حاصل کرتا ہے کسی مشورہ دینے والے کے ہاتھ مضبوط کرنے کے
 لیے اور نہ کثیر التعداد شریک اور نفرت کرنے والی قدر کے مقابلہ میں بلکہ یہ سب اس
 کی مخلوق ہیں جن کی وہ تربیت کرتا ہے اور اس کے ذلیل بندے ہیں ماورنہ چیزوں
 میں حلول نہیں کرتا تاکہ کہا جائے کہ وہ ان میں ہوتے والا ہے اور نہ ان سے دُور ہوتا
 ہے تاکہ کہا جائے کہ وہ ان سے الگ ہے۔ جس چیز کو اُس نے خلق کیا ہے اس کی
 خلقت اور بنائی ہوئی مخلوق کی تدبیر نے اُسے نہیں تھکا دیا اور جن کو خلق کر دیا
 ہے۔ اب عاجزی اتے اُسے وہیں نہیں روک دیا اور نہ کبھی اس کو اپنی قضا و قدر
 کا شائبہ ہوا۔ بلکہ اُس کی قضا مضبوط ہے اور اس کا علم محکم ہے اور اس کا حکم میرم ہے
 سزا دینے کے باوجود اُسی سے اُمید رکھی جاتی ہے اور نعمتیں بخش دینے کے باوجود
 اس سے خوف کیا جاتا ہے راوی نے عرض کیا ہمیں بتائیے اے امیر المؤمنین آپ نے
 اپنے رب کو کیسے پہچانا۔ فرمایا عزم و ارادہ کے فتح ہونے اور ہمتوں کے ٹوٹ جانے
 کے ساتھ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ میرے مقصد کے درمیان حائل
 ہو جاتا ہے اور عزم کرتا ہوں تو قضا میرے عزم کی مخالفت ہو جاتی ہے تو اس سے
 میں تے پہچان لیا کہ میرا مدد میرے علاوہ کوئی اور ہے۔ راوی کہنے لگا اس کی
 نعمتوں کا شکر کس لیے ادا کرتے ہو۔ فرمایا میں نے ایک مصیبت کو دیکھا کہ جسے
 خدا نے مجھ سے پھیر دیا اور میرے غیر کو اس میں مبتلا کر دیا اور اپنے احسان سے
 مجھے نوازا تو میں نے سمجھا کہ اس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور مجھ پر انعام کیا
 ہے لہذا میں نے اس کا شکر ادا کیا۔ راوی کہنے لگا آپ اُس کی ملاقات کو کس لیے
 پسند کرتے ہیں۔ فرمایا جب میں تے دیکھا ہے کہ اس نے میرے لیے اپنے

ملائکہ اور انبیاء و رسل کے دین کو پسند کیا ہے تو میں نے جان لیا کہ اس نے میری تعظیم و کیم کی ہے اور میرے لیے کرامت و بزرگی کا گھر پسند فرمایا ہے۔ لہذا میں اس کی ملاقات کا مشتاق ہوا۔ فرمایا جو خدا کی عبادت و ہم گمان کی بناء پر کرے۔ کہ وہ صورت یا جسم ہے تو وہ کافر ہو گیا اور جو نام کی عبادت کرے نہ معنی کی تو اُس نے غیر خدا کی عبادت کی اور جو معنی کی عبادت کرے نہ اسم کی اُس نے غائب کی طرف دلالت کی اور جو اسم و معنی دونوں کی عبادت کرے۔ تو اُس نے شرک کیا اور دو کی عبادت کی اور جو معنی کی عبادت کرے اس لحاظ سے کہ اسم اس پر واقع ہوتا ہے پس اس پر اُس نے اپنے دل کو یا تدھا اور اس کی زبان نے خلوت و جلوت میں اس کے ساتھ نطق کیا اور بولی تو یہ میرا اور میرے آباد اجداد کا دین ہے۔ صادقاً سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا اور کہا کہ اے فرزند رسولؐ مجھے اللہ کی طرف رہبری کیجئے کہ وہ کیا ہے کیونکہ جدال و مباحثہ کرتے والے بہت سی باتیں کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے حیران و پریشان کر دیا ہے۔ تو حضرت صادقؑ نے اس سے فرمایا۔ کبھی تو کشتی پر سوار ہوا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا تو کیا کبھی تیری کشتی ایسی جگہ ٹوٹی ہے کہ جہاں نہ کوئی دوری کشتی ہو جو تجھے نجات دے اور نہ تو تیر سکتا ہو جو تجھے بے پرداہ کر سکے۔ وہ کہتے لگا ہاں۔ فرمایا کیا تیرا دل وہاں مُعلق ہوا ہے کہ ایک ایسی چیز ہے جو قادر ہے کہ اس درمہ ہلاکت سے تجھے پھڑکا دے۔ کہتے لگا ہاں۔ صادقؑ نے فرمایا پس وہی چیز جو نجات دینے کی قدرت رکھتی ہے۔ جہاں کوئی نجات دینے والا نہ ہو اور فریادرسی کرتی ہے۔ جہاں کوئی فریادرسی کرنے والا نہ ہو اللہ کی ذات ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ کا اندازہ انہوں نے نہیں لگایا جو اندازے کا حق سے آیا ہے کہ یعنی انہوں نے اُسے نہیں پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے اور نہ اس کی تعظیم کی ہے جو تعظیم کا حق ہے اور نہ اس کی عبادت کی ہے جو عبادت کرنے کا حق ہے امیر المؤمنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کو اپنی وصیت میں فرمایا کہ تیرا رب اس سے اعظم اور بلند تر ہے کہ اس کی ربوبیت قوت سماعت و بصارت کے احاطہ سے ثابت ہو اور جب

آپ خدا کی تعریف کرتے ہیں زیادہ تو بڑھاتے تو کہتے لائق تیسرے وہ ذات کہ جب عقلیں
انتہا تک پہنچتی ہیں تو اس تک پہنچنے سے پہلے حیران و پریشان رہ جاتی ہیں اور بابرکت
ہے وہ کہ جب زیر کیاں اس کی کیفیت بیان کرنے میں غرق ہو جاتی ہیں۔ تو اس کی طرف
دلالت کرتے کے علاوہ ان کے لیے کوئی راستہ نہیں اور خدا کا یہ ارشاد کافی ہے
کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سُنتے والا اور جانتے والا ہے۔ اس کتاب کا مصنف
کہتا ہے۔ دل کا علاج سات چیزوں میں ہے۔ سلامتی کے راستوں میں فکر کرنا عقلی
دلیلوں میں تدبیر کرنا خواہش نفس کو چھوڑ دینا اور قرآن مجید کی قرأت تدبیر کے ساتھ کرنا
اور شکم کا خالی ہونا اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرنا اور وقت سحر تضرع و زاری
کرنا اور علماء و صلحاء کے پاس بیٹھنا اور جو شخص اپنے نفس پر کتاب عزیمت کے آداب
اور اس کے معافی کا علم اور اس پر عمل کرتا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ اور ائمہ اہل بیت
کی سنت پر عمل کرنا لازم کر دے تو خداوند عالم اس کے دل کو نور ایمان سے روشن
کر دے گا اور برہان قائم کرنے کی قدرت دے گا اور اس کے چہرے اور فعل
و قول کو حق کا گواہ بنا دے گا۔ کسی کا شعر ہے اور کہہ دے اسے جس کا دل خیر کو اپنے
اندریسے ہوئے ہے۔ اس کے چہرہ پر خیر کا عنوان موجود ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ
گھر کا ستون اس کا اساس اور بنیاد ہوتی ہے اور دین کا ستون اللہ کی معرفت اور اس
کی وحدانیت کا یقین اور عقل قانع ہے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول عقل قانع
کیا ہے۔ فرمایا گناہوں سے رُکنا اور اطاعت الہی پر حرص ہونا اور اس کے جمیل
احسان اور انعام اور حسن بلاء را چھے طریق پر آزمائش کرنا پر شکرا دانا اور اللہ کی
معرفت کے علامات میں سے ہے۔ اس سے شدت خوف اور اس کی ہیبت خداوند
عالم فرماتا ہے۔ پس اللہ سے اُس کے بندوں میں سے علماء ڈرتے ہیں اور یہ اس لیے ہے
چونکہ وہ اس کا اپنے دلوں کے اندر مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ معرفت بھی رکھتے ہیں
کہ وہ انھیں دیکھ رہا ہے۔ جس طرح کہ وہ فرماتا ہے کہ اور وہ تمہارے ساتھ ہے
تم جہاں کہیں بھی ہو گے پس جنتی بندے کی اللہ سے معرفت بڑھتی جاتی ہے

اتنا اس کا خوف اور ہیبت بڑھتے جاتے ہیں اور اسی طرح بادشاہ کے ملازمین میں سے اس کی زیادہ معرفت رکھنے والا وہ ہے جو اس کا خوف و ہیبت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی مثال ان دو اشخاص جیسی ہے جو ایک گھر میں داخل ہوں ان میں سے ایک کو معلوم ہو کہ بادشاہ دروازے پر کھڑے ہو کر اُسے دیکھ رہا ہے۔ پس وہ اچھے ادب سے پیش آئے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو خلاف ادب ہو۔ اور دوسرے کو یہ معلوم نہ ہو کہ بادشاہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ پس وہ بے ادبی کرے اور ایسا کام کرے جو بادشاہ کی بارگاہ میں کرنا مناسب نہیں۔ اسی طرح جو خدا کو پہچانتا ہے کہ خداوند عالم اسے تمام حالات اور پوشیدہ مقامات میں پہلے دیکھ رہا ہے تو وہ خدا سے باادب ہو کر رہتا اور اُس سے ڈرتا ہے اور خدا پر اُس کی نگاہ رہتی ہے اور جو اللہ کو نہیں پہچانتا وہ اس حالت سے خالی اور بے جاہالت کا مرتکب ہوتا ہے اسی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر گنہگار گناہ کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے تو وہ جاہل ہے کیونکہ اُس نے اُسے سب دیکھنے والوں سے پست قرار دیا ہے۔ اور اگر وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ کافر ہے تو دونوں چیزیں خطرہ عظیم اور بڑا گناہ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ معرفت خدا شرم و حیاء کا سبب ہے۔ اور عارف کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کا دل علائق و دنیا اور اس کی مہمون سے فارغ ہوتا ہے اور آخرت کے خطرات اور ہولناکیوں میں مشغول رہتا ہے اور صاحب معرفت کسی فوت شدہ چیز پر افسوس نہیں کرتا۔ سوائے ذکر الہی کے وہ ہمیشہ خدا کے علاوہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا پس اللہ کے ہوتے ہوئے اُسے کسی چیز کے فوت ہوتے کا افسوس نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے علاوہ سب چیزوں کو فنا و زوال کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو پھر وہ کس طرح فنا و زائل ہونے والی چیز پر نظر رکھے گا۔ جس طرح خدا فرماتا ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے ذات الہی کے اور صاحب معرفت کو دینا سے جاتے ہوئے کسی چیز پر افسوس نہیں ہوتا۔ مگر اپنے گناہ پر کم روتے اور اپنے مالک کی تعریف و توصیف میں کوتاہی کرنے پر اور ہر چیز

کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہوتا ہے اور معرفت کا نتیجہ ہیبت خوف اور انس الہی ہے اور ہر
 چیز کے لیے ایک عذاب و تکلیف ہوتی ہے اور صاحب معرفت کے لیے عذاب
 و تکلیف کا باعث ذکر خدا میں مستی اور فکر سے غافل رہنا ہے اور معرفت کی ایک
 علامت اللہ کی محبت ہے اور جب عارف میں اللہ کی محبت شدت اختیار کر
 لیتی ہے تو خدا اس کا کان آنکھ ہاتھ اور مؤید ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ علیہ آلہ وسلم نے
 فرمایا خداوند عالم جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل سے کہتا ہے کہ میں
 فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو اور زمین میں اس کے لیے قبولیت
 و عاقبت کی جاتی ہے اور محبت ایک با شرف کیفیت ہے جس طرح کہ خداوند عالم
 نے ایک گروہ کی اس کے ساتھ تعریف کی ہے۔ فرماتا ہے پس عنقریب خداوند عالم
 ایک ایسی قوم کو لے آئے گا کہ جن سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت
 کرتے ہیں اور خدا کا اپنے بندوں سے محبت کرنا یہ ہے کہ دنیا میں وہ ان پر کثیر
 نعمتیں وسیع کر دے۔ جب کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور آخرت میں انھیں ثواب
 عطا کرے باقی رہا اس کا کفارہ اور گناہ گاروں پر انعام کرنا تو ان کا پیٹ بھرتا اور
 انھیں عذاب کے قریب لے جاتا ہے نہ یہ کہ وہ محبت کی بنا پر صادر ہوتا ہے۔
 جس طرح وہ فرماتا ہے نہ گمان کرو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ہے کہ ہم جو انھیں
 تو نگری دیتے ہیں تو وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو انھیں اس لیے تو نگری دیتے ہیں
 تاکہ وہ زیادہ گناہ کریں اور فرمایا ہم انھیں آہستہ آہستہ عذاب کے قریب لے جاتے
 ہیں۔ فرمایا کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو ان کے
 مال اور اولاد کو بڑھا دیتے ہیں تو ہم انھیں اچھی چیزوں کی طرف جلدی لے جا رہے
 ہیں بلکہ وہ تو شعور نہیں رکھتے اور اللہ کا اپنی اطاعت کرنے والوں سے محبت
 کرنا یہ ہے کہ وہ ان کو تفعیل پہنچانے اور ثواب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس
 محبت کا نام اللہ کی رحمت اور اس کا اپنے بندوں کی تعریف کرنا ہے جس طرح
 کہ اس کا ان لوگوں کی مذمت کرنا کہ جن پر وہ غضب ناک ہے اس کا بغض ہے

اور اللہ کی محبت کرنے والے تو دنیا و آخرت کا شرف لے گئے کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس سے محبت کرے اور کون سی منزلت اشرق اور کون سا درجہ اس سے اعلیٰ ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ ہو اور جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن اس کی حدود کی حفاظت نہ کرے۔ وہ دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہے اور بندہ کے اللہ سے محبت کرنے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس کو کبھی نہ بھولے گا۔ کسی مجنوب سے محبت کرتا ہے وہ موتے اور جاگتے ہیں اس کی یاد میں سرگردان رہتا ہے اور جیب بندہ ملاقات خدا کے شوق اور دنیا میں رہ کر اس کی عبادت کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں متردد ہو تو یہ معاملہ اللہ کے پیرو کر دے اور کہے اب میرے مالک ان دو امور میں سے جو مجھے زیادہ پسند ہے اسے میرے اختیار فرما۔ روایت ہے کہ جناب داؤدؑ ایک صحرا کی طرف نکلے تو وحی ہوئی کہ اے داؤدؑ میں تجھے اکیلا دیکھ رہا ہوں تو عرض کیا اے معبود میرا شوق ملاقات شدت پکڑ گیا ہے اور میں اپنے اور تیرے درمیان تیری مخلوق کو حائل پارہا ہوں۔ ارشاد ہوا ان کی طرف پلٹ جاؤ کیونکہ اگر میرا ایک بھاگا ہوا بندہ لے کر آؤ گے تو لوح محفوظ میں تمہیں حمید رائق تعریف ثبت کروں گا اور انسان کو چاہیئے کہ وہ راحت نعمت اور عافیت کے وقت موت کی تمنا کرے جس طرح جناب یوسفؑ جیب کنوئیں میں ڈالے گئے تو نہیں کہا کہ مجھے موت دے دے اور تہ قید کی حالت میں کہا کہ مجھے مار دے۔ البتہ جیب ماں باپ ان کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے انہوں نے سجدہ کیا اور یہ عظیم مسرت و خوشی کا وقت تھا بسبب اجاب و اعزاء کی ملاقات اور پوری سلطنت کے اور مکمل نعمت حاصل تھی تو کہتے لگے کہ مجھے مسلمان بنا کر موت دے۔ اور روایت ہے کہ جناب شعیبؑ آنا روئے کہ بنیائے زائل ہو گئی۔ خداوند عالم نے ان کی بنیائی پلٹا دی۔ پھر روئے اور بھارت غائب ہوئی دوبارہ واپس دی گئی۔ پھر روئے اور نابینا ہو گئے تیسری مرتبہ انھیں بنیائی عطا ہوئی تو وحی ہوئی کہ اے شعیبؑ اگر یہ گریہ جنت کے لیے ہے

تو میں نے جنت تمھارے لیے مباح قرار دی ہے اور اگر جہنم کے خوف سے ہے
تو میں نے اُسے تم پر حرام قرار دیا ہے تو شیعیٹ نے عرض کیا تمہیں بلکہ تیرے شوق میں گریہ
ہے تو ارشاد ہوا اسی لیے میں نے اپنے نبی اور کلیم کو دس سال تیرا خادم بنا رکھا تھا اور جو اللہ
کا مشتاق ہو ہر چیز اس کی مشاق ہوتی ہے۔

روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے ایک کتاب میں نازل فرمایا اے میرے بندے
مجھے اپنے حق کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تجھے بھی میرے حق کی قسم ہے کہ
مجھ سے محبت کر اور محبت خدا شوقِ ملاقات کو ابھارتی ہے اور نیک عمل پر ابھارتی
ہے۔ خدا کے اس ارشاد کی بناء پر کہ جو اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھتا
ہے۔ اُسے نیک عمل کرنا چاہیئے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ
قرار دے اور منجملہ ان امور کے جن کے ساتھ خدا کی معرفت پر استدلال کیا جاسکتا ہے
یہ بات بھی ہے کہ اس جہان کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ضرور ہے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا
کہ کشتی کے تختے میخیں اور لک وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں بغیر کسی
جمع و ترکیب کرنے والے کے اور لوگ کشتی کے ذریعہ ملاح کے بغیر دریا کو عبور نہیں
کر سکتے اور کشتی میں ساز و سامان خود بخود نہیں بھر جاتا اور نہ وہ آجاسکتی ہے۔ بغیر کسی
تدبیر کرنے والے کے تو جب عقول اسے محال سمجھتے ہیں تو اتنے بڑے جہان کا
عالم وجود میں آتا اور اس کے نظام کا چلنا زیادہ ہی متنوع اور محال ہے اور ہم نے
کوئی چرخ پھیرنے والے کے بغیر اور کوئی چکی پیسنے والے کے بغیر اور کوئی چراغ
جلانے والے کے بغیر جلتا نہیں دیکھا پس کون سا چراغ آفتاب و مہتاب سے زیادہ
روشن ہے جو اہل آسمان و زمین اور مشارق و مغارب کو روشنی دیتے ہیں اور کون سی
چیز ان اقلاک سے کہ جن کے چاند سورج اور ستارے ایک شب و روز میں ہزار
ہا سال کے رستہ کو طے کرتے ہیں۔ زیادہ گردش کرنے والی ہے کہ جنھیں تو اپنی آنکھوں
سے دیکھتا ہے۔ بغیر اس کے کہ کوئی تجھے ان کی خبر آکے بتائے جس طرح وہ فرماتا ہے
کہ خدا نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا ہے کہ جنھیں تم دیکھ رہے ہو اس آیت

سے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ یہ عظیم نشانی ہیں جو اپنے بنانے والے کی عظمت اور اس کی پختہ تدبیر اور زیادہ وسیع قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ فرمایا کیا تم اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بنایا گیا اور آسمان کی طرف کہ وہ کس طرح بلند کئے گئے اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کس طرح نصب کئے گئے اور زمین کی طرف کہ وہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ فرمایا آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں صاحبان عقل کے یہ نشانیاں ہیں اور آیات اس سلسلہ میں کافی زیادہ ہیں اور اس سے چارہ کار نہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا اور با حکمت تدبیر کرنے والا ہے۔ پس غور و فکر کرو اور نظر عبرت سے دیکھو تو تمہیں اس کی توحید کی دلیلیں سورج سے زیادہ واضح اور چاند سے زیادہ روشن ملیں گی اور جو شخص مدبندی کے ساتھ اس کی تعریف کرے وہ ملحد ہے اور جو اس کی طرف کسی جہت میں اشارہ کرے وہ کافر ہے اور جو اُسے اپنے تصور میں لے آئے وہ گمراہ ہے اور جو اُسے کسی چیز سے تشبیہ دے وہ متکبر ہے۔ اور جس کا ایتنا زتم اپنے اوہام کے ذریعہ کرو۔ اور جسے تم اپنے نفوس میں مثل پاؤ اور اپنے اذہان میں جس کی تصویر کشی کرو وہ تمہاری طرح حادث اور مصنوع ہے پس اس کا عارف وہ ہے جو ان محال اسیاب سے بلند تر سمجھ کر اس کی توحید کا اقرار کرے اور منجملہ ان امور کے جن سے اللہ کی توحید اور اس کی عظیم قدرت پر استدلال کیا جاسکتا ہے وہ فیل و اصحاب فیل (ہاتھیوں اور ان کے سواروں) کا واقعہ ہے کہ جن کی خداوند عالم نے خبر دی ہے۔ اور جو مصیبت انہیں پہنچی تھی کہ جس میں کسی کا کسی طریقہ سے کوئی ہاتھ نہیں تھا اور نہ کوئی اس کا کار کر سکتا ہے۔ اور یہ مشہور واقعہ تھا کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ قریش کے سامنے رسول اکے (حالات کہ وہ بہت عناد رکھتے تھے اور آپ کی مخالفت کرتے تھے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ اور ان کا واقعہ اور جو عذاب اُن پر نازل ہوا تھا اُسے بیان کیا) مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ چکے اور ان میں سے بہت سارے لوگ اس کا مشاہدہ کر چکے تھے اور یہ طبعی امور اور عادی معاملات میں سے نہیں تھا کہ جس ملحد قسم کے لوگ

استدلال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا علم عادیات میں اس سے پہلے نہیں تھا اور نہ کوئی اس کی نظیر گزشتہ آثار میں ملتی تھی اور وہ یوں کہ بہت سے پرندے آئیں کہ جن میں سے ہر ایک کی جو پنج میں کٹکری ہو۔ پھر وہ ایک آدمی کے سر پر پھینکی جائے اور وہ کٹکری اس کی جڑ سے نکل جائے اور وہ گھاس کے کھائے جاتے دلے تنکوں کی طرح ہو جائیں۔ اور ہر پرندے کے پنجوں میں کٹکریوں ہو کہ جسے وہ اصحاب قیل کے سروں پر پھینکیں اور ان کے نیچے سے نکل جائیں اور صرف انھیں کو باقی دنیا کو چھوڑتے ہوئے ہلاک کر دیں اور یہ کام سوائے صانع حکیم کے جو سب کچھ جانتا ہے کسی سے نہیں ہو سکتا۔ وہی عالمین کا پالنے والا ہے۔ جل جلالہ کہ جس کے نام پاکیزہ ہیں اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور وہ بڑا تہربان اور رحم کرتے والا ہے۔



اکیا و نوال باب

نبی اکرم اور ائمہ اطہار کے ارشادات

کتاب ورام میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے اور اہل جنت کی چار علامتیں ہیں۔
 کشادہ اور خوش چہرہ نرم اور فیصیح زبان رحم کھاتے والا دل اور عطا و بخشش کرتے والا
 ہاتھ اور آنجناب سے منقول ہے کہ مومن خدا کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم و معزز
 ہے کہ اس پر چالیس دن گزر جائیں اور خدا اس کو اس کے گناہوں سے پاک صاف نہ کرے
 بے شک خراش پاؤں کا پھسل جانا۔ جوتے کے تسمے کا ٹوٹ جانا آنکھ کا پھٹ کرنا اور
 دیگر اس قسم کی چیزوں کے ذریعے ہمارے محب کو گناہوں سے پاک صاف کیا
 جاتا ہے اور یہ کہ بغیر وجہ کے وہ مغموم ہو جاتا ہے۔ باقی رہا بخار تو میرے والد
 نے اپنے آیا دایداد کے سلسلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی
 ہے۔ آپ نے فرمایا ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عادل بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے اور جس کی پناہ میں ہر
 مظلوم رہتا ہے تو جو بادشاہ عدل کرے تو اس کے لیے عدل اور اجر ہوگا اور اس کا
 رعیت پر شکریہ ضروری ہے اور جو ظلم و جور کرے تو اس پر عذاب ہوگا اور رعیت پر
 صبر کرنا لازم ہے یہاں تک کہ حکم خدا آئے۔ اور آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جہنم
 میں ایک وادی ہے جس سے اہل جہنم دن میں ستر ہزار مرتبہ پناہ مانگتے ہیں اور
 اس وادی میں آگ کا ایک گھر ہے اور اس گھر میں آگ کا ایک کنواں ہے اور اس
 کنوئیں میں آگ کا ایک تابوت ہے اور اس تابوت میں ایک سانپ ہے کہ جس
 کی ہزار ڈاڑھیں ہیں ہر دانت ہزار ہاتھ کا ہے۔ انسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذاب کس کے لیے ہے۔ فرمایا اہل قرآن (فارسی قرآن سلمان)

میں سے جو شراب پئے اور نماز کو ترک کر دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جبریل میرے پاس آیا جب کہ اس کا رنگ متغیر تھا۔ تو میں نے کہا اے جبریلؑ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تیرا رنگ متغیر ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے جہنم کی آگ میں بھانک کے دیکھا ہے۔ پس مجھے جہنم میں ایک وادی کھولتی ہوئی نظر آئی ہے تو میں نے مالک جہنم سے پوچھا کہ یہ وادی کس کے لیے ہے کہتے لگاتین افراد کے لیے (۱) ذخیرہ اندوزی کرتے والے کے لیے (۲) ہمیشہ شراب پینے والے اور (۳) دلالی (عورتوں کو مردوں سے ناجائز طریقہ پر ملانے والے) کرتے والے کے لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے دشمن کہاں ہیں تو جبریلؑ کہے گا اے پروردگار تیرے دشمن تو بہت سے ہیں۔ کون سے تیرے دشمن مراد ہیں۔ تو خدائے عزوجل فرمائے گا شرابی کہاں ہیں وہ لوگ جو نشے میں رات بسر کرتے تھے کہاں ہیں وہ جو محارم کی شرمگاہوں کو حلال سمجھتے تھے۔ پس انھیں شیاطین کا قرین و ساتھی قرار دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کسی فاسق سے شادی کرنے پر راضی ہو جائے تو وہ منافق ہے اور وہ آگ میں قید کر دی جائے گی۔ اور جب وہ مرے گی تو اس کی قبر میں عذاب کے ستر دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جب وہ لا الہ الا اللہ کہتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان جتنے فرشتے ہیں وہ اس پر لعنت کرتے ہیں اور خدا دنیا اور آخرت میں اس پر غضب ناک ہوگا اور ہر دن اور رات اس پر خدا ستر گناہ لکھے گا۔ اور آپؐ نے فرمایا جو اپنی عزیز بیٹی کی شادی کسی فاسق سے کرے تو اس پر ہر دن ہزار لعنت تاتل ہوتی ہے اور اس کا کوئی اچھا عمل آسمان کی طرف نہیں جاتا اور نہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کا خرچ کیا ہوا اور عدل و انصاف قبول نہیں ہوگا۔ اور آپؐ نے فرمایا جو عورت اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے تو اسے سوتے کے ہر انتقال کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب ملے گا۔ فرمایا جو عورت اپنے شوہر کے راز کو چھپائے پس اس پر کوئی مطلع نہ ہوتے

پائے تو وہ حورالعین کے درجوں میں ہوگی اور اگر وہ شوہر اطاعتِ خدا میں نہ ہو تو بیوی کے لیے اس کا چھپانا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ ہو تو وہ رحمتِ خدا میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کے لیے ہزار شہید کا ثواب ہوگا اور جتنے قدم اٹھائے گا ہر قدم کے بدلے ایک کا ثواب ملے گا اور جو کلمہ اس سلسلے میں وہ کہے گا اس کے لیے خدا ایک سال کی عبادت لکھے گا اور وہاں سے نہیں پلٹے گا۔ مگر نجسا ہوا اور جو بیوی اور شوہر کے درمیان کوشش کرے اور ان کی شادی کی راہنمائی کرے تو جتنے سال اُس کے بدن پر ہیں اور ہر مال کے بدلے اُسے جنت کا ایک شہر دے گا اور ہزار عورت سے اس کی شادی کرے گا۔ اور گویا اُس نے اُمتِ محمدؐ کے قیدی خرید کر کے آزاد کئے ہیں اور اگر وہ اس سلسلہ میں جاتے یا آتے ہوئے مر جائے۔ تو وہ شہید مرے گا۔ فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں شراب و فتنہ نور یا آلاتِ قمار بازی ہوں اور نہ ان لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور خدا ان سے برکت اٹھا لیتا ہے۔ فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے جب کہ وہ شراب خوار ہے تو اس کے لیے ستاروں کی تعداد جتنے گناہ ہوں گے اور جو بچہ اس مرد سے پیدا ہوگا وہ نجس ہے اور خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا جب تک اس کا شوہر مرتہ جائے یا عورت اس سے طلاق نہ حاصل کرے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ایک نیک عورت ہزارید عمل سے بہتر ہے فرمایا جو عورت سات دن اپنے شوہر کی خدمت کرے تو خدا اس سے جہنم کے سات دروازے بند کر دے گا اور جنت کے آٹھ دروازے اس کے لیے کھول دے گا کہ جس سے وہ چاہے داخل ہو فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو تاحق مارے پیٹے گا تو قیامت کے دن میں اس کا دشمن ہوں گا اپنی عورتوں کو نہ پیٹا کرو کیونکہ جو بھی انھیں تاحق مارے پیٹے گا تو اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی ہے فرمایا جو شخص کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی بناء پر شادی کرے تو اس کا وہ حسن و جمال اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جس میں دن کو روزے رکھے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرے اور خداوندِ عالم

ہر گھونٹ کے بدلے تو اس نے پلایا ہے اس عورت کے لیے جنت میں ایک شہر تعمیر کرے گا اور اس کے ساتھ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ فرمایا تین عورتیں ایسی ہیں کہ جن سے خدا عذاب قبر کو اٹھائے گا اور انہیں جناب فاطمہؑ و خیر رسولؐ کے ساتھ محشور کرے گا۔

(۱) وہ عورت جو شوہر کے غیرت دلائل پر صبر کرے۔

(۲) وہ عورت جو شوہر کی بد خلقی پر صبر کرے۔

(۳) وہ عورت جو اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے۔ ان میں سے ہر ایک کو خدا ہزار شہید کا ثواب دے گا اور ہر ایک کے لیے ایک سال کی عبادت لکھ دی جائے گی امیر المومنین رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص عاریتہ پانی یا آگ لی ہوئی واپس کر دے تو اس کے لیے جنت ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے تو مردے اس سے کہتے ہیں اے غافل اگر تجھے وہ کچھ معلوم ہو جائے

جو ہمیں معلوم ہوا ہے تو تیرے جسم کا گوشت پگل جائے۔ فرمایا جو کسی جنازہ پر کھڑا ہو کر ہنسے تو خداوند عالم قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اُسے ذلیل کرے گا اور اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اور جو شخص قبرستان میں ہنسے اور جب وہ واپس لوٹے گا تو اس پر احد جنتا بوجھ اور عذاب ہوگا اور جو اہل قبرستان پر رحمت کی دعا کرے تو وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص میت کی نیت سے صدقہ دے تو خداوند عالم جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ بستر نزار فرشتے اس کی قبر کی طرف لے جائیں اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کا ایک طبق ہو پس وہ اُسے اس میت کی قبر پر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے ولی خدا یہ فلاں بن فلاں کا ہدیہ ہے تیری طرف پس اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے اور خدا اس شخص کو جنت میں ہزار شہر عطا کرتا ہے اور ہزار حور سے اس کی شادی کرتا ہے اور ہزار حصے اُسے پہناتا ہے اور اس کی ہزار حاجت پوری کرتا ہے۔ فرمایا جب کوئی مومن آیت الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب اہل قہود کے لیے قرار دے تو خداوند عالم اس کے ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ خلق فرماتا ہے جو قیامت تک اس کی تسبیح کرتے رہیں گے فرمایا جب شراب خوار مر جاتا ہے

تو اس کی روح کو ساتویں آسمان پر لے جایا جاتا ہے جب کہ کراٹا کا تبین اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں خدایا تیرا فلاں بندہ مر گیا ہے اور وہ نشے کی حالت میں تھا تو خداوند عالم ان دونوں محافظ قرشتوں کو کہتا ہے کہ اس کی قبر کی طرف پلٹ جاؤ قیامت تک اس پر لعنت کرتے رہو۔ اور فرمایا جب ولی خدا مر جاتا ہے تو اس کی روح کو ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں اور کراٹا کا تبین بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے مالک تیرا فلاں بندہ مر گیا ہے۔ الخ

فرمایا جو شخص مر جائے اور اس کی میراث کا غذا اور سیاہیاں ہوں رکھنے پڑھنے کی چیزیں ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ فرمایا دنیا کو بُرا بھلا نہ کہو یہ مومن کے لیے بہترین موارث ہے اس پر وہ خیر تک پہنچتا ہے اور اسی کی وجہ سے برائی سے نجات پاتا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے کہ خدا دنیا پر لعنت کرے تو دنیا کہتی ہے ہم دونوں میں سے جو اس کا زیادہ نافرمان ہے اس پر اللہ لعنت کرے اور حضرت صادقؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے زنا کرے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور جو شراب پیئے وہ ایمان سے نکل جاتا ہے اور جو ماہ رمضان کے کسی دن کا روزہ توڑ دے وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ عمرو بن عبید حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس نے سلام کیا تو بیٹھ گیا تو اس نے اس آیت کی تلاوت کی کہ جو لوگ بڑے گناہوں اور قبیح افعال سے اجتناب کرتے ہیں اور یہیں خاموش ہو گیا۔ تو صادقؑ نے اس سے فرمایا تجھے کس چیز نے خاموش کر دیا ہے تو وہ کہنے لگا میں پستد کرتا ہوں کہ کتابِ خدا سے معلوم کروں کہ گناہانِ کبیرہ کون کون سے ہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا ہاں اے عمرو سب سے بڑا گناہ اللہ کا شریک قرار دینا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو خدا اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے اور اس کے بعد رحمتِ خدا سے مایوس ہوتا۔ خدا فرماتا ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔ مگر وہ لوگ

جو کافر ہیں پھر خدا کے جیلہ و عذاب سے مامون ہو جاتا فرماتا ہے کہ خدا کے جیلہ (عذاب) سے مامون نہیں ہوتے مگر وہ لوگ جو حصارہ میں ہیں۔

یعنی خداوند عالم ان کے مکر و جیلہ کی انہیں سزا دیتا ہے اور ان میں سے والدین کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے عاق دنا فرمان (والدین کو جبار اور شقی (بد بخت) قرار دیا ہے اور کسی نفس کو قتل کرنا کہ جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ خداوند عالم فرماتا ہے اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اس پر اور اس کے لیے جہنم اس تے تیار کی ہے اور وہ بُری باز گشت ہے اور پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا خدا فرماتا ہے ایسے اشخاص پوزنیہ و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے عظیم عذاب ہے اور یتیم کا مال کھانا خدا فرماتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے شکموں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جلیں گے اور میدان جہاد سے بھاگ جاتا فرماتا ہے اور جو انہیں پشت دکھا جائے۔ مگر جنگ کے لیے مُڑے یا گروہ میں داخل ہونے کے لیے تو اس نے اللہ کے غضب میں جگہ بنائی ہے۔ اور اس کی جائے پناہ جہنم ہے اور وہ بُری باز گشت ہے اور سود کھانا فرماتا ہے۔ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں تو وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر اس کی طرح کہ جسے شیطان مس کر کے یا جادو کر کے مجنوں الحواس بنا دے اور فرماتا ہے البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ جو اسے خرید کرے تو اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور زنا کرنا ارشاد ہے اور جو یہ کام کرے۔ وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ اور قیامت کے دن اسے دُگنا عذاب ہو گا اور ذلت و خواری کے ساتھ۔ وہ ہمیشہ اس عذاب میں رہے گا اور جھوٹی اور غلط قسم کھاتا وہ لوگ جو اللہ کے عہد کے ساتھ تھوڑے سے پیسے خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور خیانت کرنا فرمایا جو خیانت کرے تو قیامت کے دن اس خیانت شدہ چیز کے ساتھ آئے گا اور واجب زکوٰۃ روک رکھنا۔ فرمایا اور وہ دن کہ جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کے ساتھ ان کی پیشانیاں۔ ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغ دی جائیں گی۔

اور چھوٹی گواہی دینا اور شہادت کو چھپاتا۔ فرمایا اور جو شخص گواہی کو چھپائے تو اس کا دل گناہگار ہے اور شراب پینا کیونکہ خداوندِ عالم نے اُس سے اسی طرح منع کیا ہے۔ جس طرح بُت پرستی سے منع کیا ہے۔ اور نماز کو چھوڑنا یا کسی ایسی چیز کو جسے خدا نے فرض اور واجب قرار دیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے یرى الذمہ ہے اور معاہدہ کو توڑنا اور قطع رحمی کرنا۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں پس عمرو گھبرا گیا اور پیچھا مار کر رو دیا اور کہنے لگا وہ شخص ہلاک ہوا جو اپنی رائے زنی کرے اور علم و فضل میں آٹے سے نزاع کرے اور رسول اللہؐ نے فرمایا سب سے پہلے نافرمانی چھ چیزوں میں کی گئی محبت دنیا جب ریاست راحت و آرام سے محبت تیند سے پیار۔ غورتوں سے محبت کرتا اور کھانے سے محبت کرتا۔ فرمایا غضب ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ غضب ہر بُرائی کی چابی ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا جو اپنے آپ کو مسلمانوں کی عزت و ناموس سے روکے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی نغزش کو معاف کر دے گا اور جو اپنے غصہ کو لوگوں سے روکے تو خداوندِ عالم قیامت کے دن اپنا عذاب اس سے روک لے گا۔ فرمایا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لئے ایک مخصوص وادی ہے۔ جسے سعیر کہا جاتا ہے اُس نے بارگاہِ الہی میں اپنی گرمی کی شدت کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اسے سانس لینے کی اجازت دی جائے۔ پس اُس نے سانس لیا تو تمام جہنم کو جلا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ امام زین العابدینؑ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ ہر پختہ کلام اور مزاج چھوٹے بڑے چھوٹے سے بچو۔ کیونکہ جب انسان چھوٹی چیز میں جھوٹ بولتا ہے تو بڑی بات میں بھی جھوٹ بولنے کی جرأت کر لیتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بندہ سچ بولتا رہتا ہے

یہاں تک کہ خداوند عالم اُسے صادق لکھ دیتا ہے اور جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ تو خدا اُسے
 جھوٹا لکھ دیتا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولنا ایمان کی خرابی ویر بادی ہے امیر المؤمنین سے
 مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ایمان کا ڈالفتہ نہیں چکھو گے جب تک سنجیدگی اور مذاق
 میں جھوٹ کو ترک نہ کرو اور جناب عیسیٰ نے فرمایا جو شخص زیادہ جھوٹ بولے اس
 کی آبرو جاتی رہتی ہے امیر المؤمنین نے فرمایا۔ مردِ مومن کو چاہئے کہ وہ جھوٹے شخص کے
 ساتھ بھائی چارہ سے اجتناب کرے۔ کیونکہ وہ اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ جب کبھی
 سچی بات کرے تو اس کی تصدیق نہیں کی جاتی۔ صادقؑ نے فرمایا جو مسلمانوں سے دو چہروں
 اور دوزبانوں سے ملاقات کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی
 آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔

امام باقرؑ سے مروی ہے کہ بُرا بندہ وہ ہے جو دو چہروں اور دوزبانوں والا
 ہو جو اپنے بھائی کی اُس موجودگی میں تعریف کرے اور عدم موجودگی میں اس کا گوشت
 کھائے اور اگر اس کو کچھ عطا ہو تو اس پر حسد کرے اور اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو
 اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ خداوند عالم نے فرمایا اے عیسیٰ جلوت و جلوت میں تیری
 زبان ایک ہو۔ اور اسی طرح تیرا دل بھی۔ میں تمہیں تیرے نفس سے ڈراتا ہوں۔
 اور میں باخبر ہوتے کے لیے کافی ہوں۔ دوزبانیں ایک کمنہ میں درست نہیں رہ
 سکتیں اور نہ دو تلواریں ایک تیام میں اور نہ دو دل ایک سینہ میں۔ اور یہی کیفیت
 ذہن کی بھی ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا دو شخص ایک دوسرے
 سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے مگر ان میں سے ایک لعنت کا مستحق
 ہوتا ہے اور ایسا اوقات دولوں مستحق ہوتے ہیں اور آپ ہی سے منقول ہے فرمایا
 میرے والد نے ارشاد کیا کہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے جو دو مسلمان ایک دوسرے
 سے دُوری اختیار کریں اور تین دن کے اندر صلح نہ کر لیں تو وہ اسلام سے خارج ہیں
 اور ان کی ولایت و دوستی باقی نہیں رہتی۔ اور ان میں سے جو یا ت کہہ دے میں پہل
 کرے وہ حساب و کتاب کے دن جنت کی طرف پہلے جائے گا۔ امام باقرؑ

سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا شیطان دو مؤمنوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا رہتا ہے۔ جیب تک ان میں سے ایک اپنے گناہ سے نہ پلٹ۔۔۔۔۔ آئے جیب ایسے ہی رہیں تو شیطان چت لیٹ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ پس خدا رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے دو دوستوں کے درمیان الفت و محبت کرے۔ اسے گمراہ مؤمنین تم ایک دوسرے سے الفت و تہربانی سے پیش آؤ۔ حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کا ایک پردہ اٹھایا جائے گا ہر وہی روح اس کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھے گا مگر ایک گمراہ۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا وہ کون سا گمراہ ہے فرمایا مال باپ کا نافرمان۔ فرمایا پست ترین نافرمانی اُفت کی لفظ ہے۔ اگر علم خدا میں اس سے کوئی کمتر لفظ ہوتی تو اس سے منع کرتا جس طرح فرماتا ہے اور ان دونوں سے اُفت نہ کہہ اور تہ ان کو جھڑک دے اور ان سے اچھی بات کہہ۔ فرمایا جو شخص اپنے مال باپ کی طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھے جیب کہ ان دونوں نے اس پر ظلم کیا ہو تو خدا اس کی ناز قبول نہیں کرے گا۔ باقرؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اپنی ایک گفتگو میں فرمایا کہ والدین کی نافرمانی سے بچو۔ کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی راہ سے سونگھی جاسکتی ہے لیکن اسے والدین کا نافرمان قطع رحم کرنے والا اور زنا کار بوڑھا نہیں سونگھ سکے گا۔

باقرؑ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی کبریائی نور عظمت بلندی اور رفعت منزلت کی قسم ہے کہ کوئی بندہ اپنی خواہش کو میری خواہش پر ترجیح نہیں دیتا۔ مگر یہ کہ میں اس کے معاملہ کو براگندہ اس کی دنیا کو اس کی نظریں آراستہ اور اس کے دل کو دنیا میں مشغول کر دوں۔ اور دنیا میں اسے اتنا عطا کرتا ہوں جو میں نے اس کے مقدر میں کیا ہے اور مجھے اپنی عزت و جلال عظمت نور بلندی اور رفعت منزلت کی قسم جو بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے تو میں اپنے ملائکہ کو اس کا محافظ اور آسمان و زمین کو اس کے رزق کا کفیل بنا دیتا ہوں اور میں ہر تاجر

کی تجارت کے پیچھے اس کا معین و مددگار ہوتا ہوں اور دنیا اس کے سلسلے میں ہوتی ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کی رضاء اس چیز سے حاصل کرے جس پر
 خدا ناراض ہو تب سے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنے والا اس کی مذمت کرے گا
 اور جو شخص خدا کی اطاعت کو ترجیح دے اس پھیر میں جس سے لوگ ناراض ہوتے ہیں
 تو خداوند عالم ہر دشمن کی دشمنی اور ہر حسد کرنے والے کے حسد اور ہر بغاوت کرنے والے
 کی بغاوت میں اس کی کفایت کرے گا اور خدا اس کا ناصر و مددگار ہو گا اور باقرؑ نے فرمایا کہ
 حضرت علیؑ ایسا دروازہ ہیں جسے خدا نے کھول رکھا ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے
 اور اس سے نکل گیا وہ کافر ہے اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا ایک
 بندہ گناہ کرتا ہے۔ اور خدا اسی گناہ کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ یہی تے
 عرض کیا فرزند رسولؐ کیا گناہ کی وجہ سے خدا اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ فرمایا
 ہاں کیونکہ وہ گناہ کے بعد ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے اور اپنے نفس پر تاراض رہتا ہے پس
 خدا اس پر رحم کرتا ہے اور اُسے یہ یقین ہو کہ خدا میرے اس گناہ سے مطلع ہے
 اگر چاہے تو مجھے عذاب کرے اور چاہے تو بخش دے تو خدا اُسے بخش دیتا
 ہے (چاہے وہ استغفار نہ کرے۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے فرزند عبد اللہ اپنے
 والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا۔ کیا دونوں فرشتوں کو گناہ
 یا نیکی کا علم ہو جاتا ہے جب بندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو آپؑ نے
 فرمایا کہ آیا تو شبو اور بدبو ایک جیسی چیز ہے میں نے کہا کہ نہیں تو آپؑ نے فرمایا
 جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو اس کا سانس خوشبو کیلئے ہونے خارج ہوتا ہے
 تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے سے کہتا ہے کہ رک جا اس
 نے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ پس جب وہ اس نیکی کا کام کو بجالاتا ہے تو فرشتہ کی زبان
 قلم اور لعاب دہن سیاہی بن جاتا ہے۔ اور وہ اُسے لکھ لیتا ہے اور جب بُرائی
 کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سانس بدبو دار ہو کر نکلتا ہے تو بائیں طرف والا دائیں
 طرف والے سے کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس نے برائی کا قصد کیا ہے۔ جب وہ

اُسے کر لیتا ہے تو اس کی زبان قلم اور اس تھوک سیاہی بن جاتا ہے اور وہ دنیا و آخرت میں وہ گناہ اس کے لیے ثبت کر دیتا ہے صادقؑ سے منقول ہے کہ جیب بندہ اللہ کی رضا کے لیے خلوص سے توبہ کرے تو خداوندِ عالم دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کر دیتا ہے میں نے کہا کس طرح پردہ پوشی کرتا ہے۔ فرمایا ملائکہ کو بھلوا دیتا ہے وہ گناہ جو انھوں نے اس کے لکھے ہیں۔ پھر اس کے اعتناء و دیوارح کی طرف وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو بھپاؤ اور زمین کے قطعوں کو وحی کرتا ہے کہ جو گناہ اُس نے تم پر کئے ہیں۔ انھیں پوشیدہ رکھوں اور جیب وہ بارگاہِ خدا میں جائے گا تو کوئی چیز اس کے خلاف کسی گناہ کی گواہی نہیں دے گی۔ باقرؑ نے فرمایا اے محمد بن مسلم مسلمان جیب توبہ کرے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جلتے ہیں پس مومن کو توبہ اور استغفار کے بعد تے سرے سے عمل کرتا چاہئے۔ خدا کی قسم یہ بات اہل ایمان کے لیے مخصوص ہے۔ میں نے عرض کیا اگر توبہ و استغفار کے بعد گناہوں کی طرف لوٹے اور پھر توبہ کرے تو آپ نے فرمایا اے محمد بن مسلم کیا تو سمجھتا ہے کہ بندہ مومن اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور اللہ سے اُس کی مغفرت طلب کرے اور توبہ کرے تو کیا پھر بھی خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا میں نے عرض کیا کہ وہ کئی دفعہ ایسا کرے کہ گناہ کرے پھر توبہ اور استغفار کرے فرمایا جیب بھی مومن استغفار اور توبہ کی طرف لوٹے تو خدا اُس کو بخش دیتا ہے اور بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ توبہ کو قبول کرتا اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس سے بچو کہ مومنین کو کہیں اللہ کی رحمت سے ناامید کرو۔ اور آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اس کے ہے کہ اس نے گناہ ہی نہیں کیا اور گناہ پر قائم رہنے والا جیب کہ وہ استغفار بھی کرتا ہے۔ تو وہ استہزاء کرنے والے کی مانند ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا جو شخص روزانہ ستر مرتبہ اللہ سے استغفار کرے تو خدا اُس کے سات گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس بندے میں خیر و اچھائی نہیں جو سات سو سے زیادہ گناہ کرے اور فرمایا کوئی مومن نہیں مگر وہ ایک گناہ سے ایک مدت تک علیحدہ رہتا ہے پھر اس کا مرتکب

ہوتا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خدا کا یہ قول **إِلَّا اللَّهُمَّ** یعنی مگر چھوٹے موٹے
 گناہ اور میں نے آپ سے خدا کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا کہ وہ لوگ جو بڑے
 گناہوں سے اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں فرمایا فواحش تو زنا اور چوری
 ہیں اور وہ گناہ ہے جس کا انسان ارتکاب کرتا ہے۔ پھر اس سے اللہ سے استغفار
 کرتا ہے۔ آپ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ امیر المومنین ایک دن کو قہ میں منبر
 پر تشریف لے گئے۔ پس اللہ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا لوگو! گناہ تین قسم کے ہیں پھر آپ رُک
 گئے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! آپ نے
 فرمایا تھا کہ گناہ تین قسم کے ہیں۔ پھر آپ رُک گئے تو آپ نے فرمایا میں نے انھیں
 ذکر نہیں کیا مگر اس لیے کہ ان کی تفسیر کروں لیکن مجھے ایک ایسی چیز عارض ہوئی جو میرے
 اور گفتگو کے درمیان حائل ہو گئی تو ہاں گناہ تین قسم کے ہیں ایک وہ گناہ ہے جو بخش دیا
 جائے گا ایک وہ ہے جو نہیں بخشا جائے گا اور ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے مرتکب کے
 لیے امید بھی رکھی جاسکتی ہے اور خوف بھی۔ تو اس شخص نے کہا کہ تو ان کی وضاحت فرمائیے
 فرمایا ہاں وہ گناہ بخش دیا جائے گا اس بندے کا ہے کہ جس پر خدا نے دنیا میں
 عقاب کیا ہے اور خدا زیادہ اچھا حکم کرنے والا اور زیادہ مکرّم ہے اس سے کسی
 گناہ پر اپنے بندہ کو دوسرے عقاب کرے اور وہ گناہ جو نہیں بخشا جائے گا۔
 وہ بعض لوگوں کا دوسرے لوگوں پر ظلم کرتا ہے کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنی ذات
 کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ ظالم کے ظلم سے
 میں درگزر نہیں کروں گا۔ اگرچہ پتھلی کے پدے پتھلی ہو یا پتھلی کا چھوٹا ہو
 یا سینک دلے جانور کا بغیر سینک والے جانور کو مارتا ہو۔ پس خدا بعض بندوں
 کا دوسروں سے قصاص اور بدلہ ملے گا یہاں تک کہ کسی کا ظلم کسی پر نہیں رہے
 گا۔ باقی رہا تیسرا گناہ تو وہ ایسا گناہ ہے۔ کہ جس کی خدا بندہ پر پردہ پوشی کرتا ہے
 اور اسے اس سے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ پس وہ اپنے گناہ سے ڈرتا رہتا ہے
 اور اپنے رب سے اُمید رکھتا ہے۔ پس ہم اس کے لیے اس طرح ہیں جیسے اپنی

ذات کے لیے تو اس کے لیے رحمت کی امید کی جاسکتی ہے اور امام محمد باقرؑ سے
 منقول ہے فرمایا جب خدا کی مشیت یہ ہو کہ کسی بندہ کی تکریم و عزت افزائی کرے اور اس
 کے ذمہ کوئی گناہ ہو تو اُسے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر اس سے نہ کہے تو اس پر
 موت کو سخت کر دیتا ہے تاکہ وہ گناہوں کا بدلہ ہو جائے اور اگر خدا یہ چاہتا ہو کہ کسی
 بندے کو ذلیل کرے اور اُس نے کوئی نیکی کی ہو تو اُس کے بدن کو صحیح و سالم قرار دیتا ہے اور
 اگر ایسا نہ کرے تو اُس کے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو موت کو
 اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ پس وہ اس کی نیکی کا بدلہ ہو جاتی ہے۔ حضرت صادقؑ سے
 منقول ہے کہ جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہوں اور اس کے اعمال ان کا کفارہ نہ بن
 سکیں تو خدا اسے حزن و ملال میں مبتلا کر دے تاکہ وہ ان کا کفارہ ہو جائے۔ اور
 آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند عالم فرماتا
 ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کوئی بندہ دنیا سے خارج نہیں ہوتا کہ جس پر رحم کرتے
 گا میں ارادہ رکھتا ہوں۔ جب تک کہ میں اس کے کیسے ہوئے گناہوں کو پورا نہیں کر لیتا
 اس کے جسم کو بیمار کر کے یا اُسے روزی کی تنگی دے کر یا دیتا میں اُسے خوف زدہ رکھ
 کے۔ اب اگر کچھ گناہ باقی رہ جاتے ہیں تو میں اس پر موت کو سخت کر دیتا ہوں یہاں
 تک کہ وہ میرے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا پس میں
 اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہوں اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو بندہ دنیا
 سے جاتا ہے اور اُسے عذاب کرنا چاہا ہوں تو میں اس کی تمام نیکیوں کو پورا کر دیتا
 ہوں اس کے رزق کو وسیع کر کے یا اس کے جسم کو صحیح و سالم رکھ کر یا اُسے دنیا میں
 امن و بہن میں رکھ کے۔ اب اگر مزید اس کی کوئی نیکی رہتی ہے تو اس کے لیے
 موت کو آسان بنا دیتا ہوں۔ تاکہ جب وہ آئے تو اس کے پاس کوئی نہ ہو اور میں اُسے
 جہنم میں داخل کر دوں فرمایا جب خدا کسی بندے کی برائی چاہتا ہے۔ تو اس کے
 گناہ رو کے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان گناہوں کے ساتھ قیامت میں جاتا ہے
 اور جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے۔ تو اُسے جلدی دیتا میں عقاب کرتا

ہے۔ حضرت کاظمؑ نے فرمایا وہ شخص ہمارا نہیں جو ہر روز اپنے نفس کا حساب نہ کرتا ہو یا اگر نیک عمل کرے تو خدا سے اُس کے اقصائی کی دعا مانگے اور اگر برا عمل کرے تو خدا سے استغفار کرے اور تو یہ کہے آپ کے ارشادات میں سے ہے زندگی دُنیا میں کسی کے لیے اچھائی نہیں سوائے دو افراد کے ایک وہ جو ہر روز زیادہ نیکی کرے اور دوسرا وہ جو گناہ کا تدارک تو یہ سے کرے۔ لیکن اس کی تو یہ کہاں قبول ہوگی۔ خدا کی قسم اگر وہ اتنا طویل سجدہ کرے کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے تو بھی خدا اس سے قبول نہیں کرے گا مگر ہم اہل بیتؑ کی ولایت کے ساتھ خبردار جو ہمارے حق کو پہچانے اور ہم میں ثواب کی امید رکھے اور اپنی روزی پر راضی رہے۔ اور اپنی شرم گاہ کو چھپائے۔ اور اللہ کا دین ہماری محبت کے ساتھ اپنائے تو وہ قیامت کے دن مامون ہوگا اور حضرت باقرؑ نے فرمایا کتنی اچھی ہیں وہ تکیاں جو برائیوں کے بعد ہوں اور کتنی بڑی ہیں وہ برائیاں جو نیکیوں کے بعد ہوں اور صادقؑ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا تم ناقص عمروں اور گنہگاروں کے دنوں میں زندگی بسر کر رہے ہو اور موت اچانک تم پر وارد ہوگی جو اچھی زراعت کرے وہ قابل رشک فصل کاٹے گا اور جو بُری زراعت کرے وہ پشیمانی کاٹے گا۔ ہر زراعت کرتے والے کو وہ کچھ ملے گا جو اس نے بویا ہے۔ تم میں سے جو سست سے اس کے حصہ کی طرف دوسرا سبقت نہیں کرے گا اور جو لیٹھیں اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا جو اس کے مقدر میں نہیں جس کو خیر ملے تو اللہ کا عطیہ ہے اور جو شر سے محفوظ رہے تو اللہ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ آپ سے مروی ہے فرمایا ایک شخص ابو ذرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو تاپستہ کرتے ہیں۔ تو ابو ذرؓ نے کہا کیوں کہ تم نے دنیا کو آباد کر رکھا ہے اور آخرت کو برباد۔ لہذا تم آباد کو چھوڑ کر غیر آباد جگہ کی طرف منتقل ہونے کو پسند نہیں کرتے۔ وہ شخص کہنے لگا آپ کے نزدیک بارگاہِ خدا میں ہمارے جانے کی کیا کیفیت ہوگی۔ کہا اچھا شخص تو اس غائب کی مانند ہوگا۔ جو اپنے گھر والوں میں پہنچ جائے اور بڑا شخص اُس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے مولا کے پاس آئے وہ کہنے لگا آپ کی نظر میں ہماری خدا کے

پاس کیا حالت ہو گی تو کہا کہ اپنے اعمال کو خدا کی کتاب کے سامنے پیش کر د خدا فرماتا ہے کہ نیک لوگ تو یقیناً جنت میں ہوں گے اور فاسق و قاجر جہنم میں ہوں گے۔ وہ شخص کہنے لگا تو پھر اللہ کی رحمت کہاں جائے گی۔ جواب دیا کہ بے شک اللہ کی رحمت اچھے لوگوں کے قریب ہے۔ صادقؑ نے فرمایا۔ ایک شخص نے ابو ذرؓ کی طرف خط لکھا کہ کسی علمی بات سے مجھے خوش کیجئے۔ تو ابو ذرؓ نے اس کی طرف لکھا کہ علم کی باتیں تو بہت ہیں۔ لیکن اگر تم کر سکتے ہو تو اس کے ساتھ برائی نہ کرو جس سے محبت رکھتے ہو۔ اس نے کہا کیا کوئی شخص اس سے برائی بھی کرتا ہے جس سے محبت رکھتا ہو۔ کہا کہ ہاں تیرا نفس سب سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔ جب تو اللہ کی نافرمانی کرے۔ تو تو نے اس سے برائی کی ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ انسان کے عیب کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ دوسرے کے عیوب کو تو دیکھے اور اپنے عیوب سے بے بہرہ ہو۔ یا اپنے ہم نشین کو بلا وجہ اذیت پہنچائے یا لوگوں کو ایسی چیز سے منع کرے کہ جسے خود نہیں چھوڑ سکتا۔ صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ اپنے خطبوں میں بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے لوگوں! اپنے دین کا خیال رکھو۔ دین کو بچاؤ۔ کیونکہ دین میں رہ کر برائی کرنا بے دین رہنے کی صورت میں نیکی کرتے سے بہتر ہے کیونکہ دین میں رہتے ہوئے برائی بخشتی جاسکتی ہے۔ لیکن بے دینی کی حالت میں نیکی قبول نہیں ہوتی اور فرمایا جس کا پڑوسی گناہ کرتا ہے اور یہ اُسے نہیں منع کرتا تو یہ اس کا شریک کا رہے فرمایا کسی بندے پر اس سے بڑا کوئی عذاب نہیں کہ وہ قسی القلب اور سخت دل ہو جائے فرمایا کسی شخص کو نیک عورت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی گئی کہ جس کو جب وہ دیکھے تو وہ اُسے خوش کرے اور جب اُس کو قسم دے تو وہ اُسے نبھائے اور جب اس سے غائب ہو تو وہ عورت اس کی حفاظت کرے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا میری امت کی عورتوں کی تباہی مسرخ اور باریک کپڑوں میں ہے۔ اور میری امت کے مردوں کی تباہی علم کو چھوڑنے اور مال کو جمع کرتے میں ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے

تاکہ اس کی تصریح و زاری کو سُننے مجاہد نے نقل کیا ہے کہ جناب رسالت مآب ایک نوجوان
 کے پاس گئے۔ جب کہ وہ سکھاتے موت میں مبتلا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اپنے آپ کو کس
 حالت میں پاتا ہے کہتے لگا خدا سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں۔
 تو رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں جس کسی دل میں اس وقت جمع ہو جاتی ہیں۔ تو
 خداؐ سے وہ چیز عطا کرتا ہے جس کی اُسے اُمید ہوتی ہے اور اس سے امان دیتا ہے کہ
 کہ جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خدا اس بندہ سے شرم کرتا ہے کہ
 جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد کوئی حاجت طلب کرے اور اس کے مہربان
 سے پہلے اُسے پورا نہ کرے فرمایا۔ فرزندِ آدمؑ کے اکثر گناہ اس کی زبان کی وجہ سے ہیں
 فرمایا جو شخص دو رکعت تنہائی میں پڑھے کہ جہاں اُسے خدا کے علاوہ کوئی نہ دیکھ رہا ہو تو
 اس کے لیے جہنم کی آگ سے پروانہ برائے ہے۔ فرمایا جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں پھر
 وہ ذکرِ خدا کے بغیر اُٹھ کھڑے ہوں۔ تو یہ چیز قیامت کے دن اُن کے لیے باعث
 حسرت و ندامت ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا استغفار زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ خدا نے تمہیں
 استغفار کی تعلیم نہیں دی۔ مگر اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں بخش دے فرمایا کیا میں
 تمہیں ایسی چیز کی طرف رہبری نہ کروں کہ جس سے خدا غلطیوں کو مٹا دیتا ہے اور
 گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ہم نے کہا ضرور بتائیں اے اللہ کے رسولؐ فرمایا سختیوں
 کے وقت دُرست وضو کرنا مساجد کی طرف زیادہ قدم اُٹھانا اور ایک نماز کے
 بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا تو محرمات سے اپنے کو بچالے تو سب لوگوں
 سے زیادہ عاید ہو جائے گا اور جو کچھ خدا نے قسمت میں رکھا ہے اس پر راضی رہ تو
 سب سے زیادہ تو نگر ہو جائیگا اور اپنے پڑوسی سے نیکی کر تو مومن بن جائے گا اور
 لوگوں کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تو مسلمان ہو جائے گا۔ اور
 زیادہ نہ ہنسے کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ فرمایا جب ایک شخص اپنے
 بھائی سے قرض لیتا ہو اور اگر مدت معینہ تک مہلت دے تو اُسے صدقہ کا
 ثواب ملے گا۔ اور اگر مدت مقررہ کے بعد تک مہلت دے تو ہر دن صدقہ دینے

کاثر اب ملے گا فرمایا اچھے اعمال تو بہت ہیں۔ لیکن انہیں بجالانے والے کم ہیں۔ آنحضرتؐ سے منقول ہے ایک شخص اپنے پروردگار سے دعا کرتا ہے اور وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔ پھر دعا کرتا ہے اور خدا اس سے اعراض کرتا ہے۔ جب چوتھی دفعہ ہوتی ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھے پکارتا ہے اور میں اس سے اعراض کرتا ہوں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی نہیں بخش سکتا۔ میں تمہیں گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اُسے بخش دیا ہے۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک صاحب رعیت ہے اور تم سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا اور جو لوگوں کا امیر اور حاکم ہے وہ ان کا راعی (نگہبان) ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کا سوال ہوگا۔ یاد رکھو تم میں سے ہر ایک راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا فرمایا جب شور یا پکاؤ تو اس میں زیادہ پانی ڈالو اور اس میں سے کچھ لے کر اپنے پڑوسیوں کو دو۔ فرمایا لوگ ہمیشہ خیر و خوبی میں رہتے ہیں جب تک جلد بازی نہ کریں۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کس طرح جلد بازی کرتے ہیں۔ فرمایا کہتے ہیں ہم تے دعا کی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔ فرمایا جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے تو اس کے لیے نفاق اور جہنم سے برائت کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے اس فقیر بندہ سے محبت کرتا ہے جو اپنی بیوی کی وجہ سے پاک دامن ہے فرمایا اپنے منہ پاک رکھو کیونکہ وہ قرآن کے راستے ہیں نبی اکرمؐ نے فرمایا اپنی حاجات میری امت میں سے صاحب رحم لوگوں سے طلب کرو تو تمہیں رزق ملے گا اور کامیاب ہو گے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے میری رحمت میرے رحم کرنے والے بندوں میں ہے اور اپنی حاجات سخت دل لوگوں سے طلب نہ کرو ورنہ تمہیں رزق ملے گا اور نہ کامیابی

حاصل ہوگی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ میری ناراضگی ایسے ہی لوگوں پر ہے فرمایا ایک بندہ ایک ہی گناہ کی وجہ سے سو سال تک قید رہے گا اور وہ اپنے بھائیوں اور بیویوں کو جنت میں چین سے رہتے ہوئے دیکھے گا۔ فرمایا جو ہنستے ہوئے گناہ کرے وہ روتے ہوئے جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔ فرمایا کیا میں تمہیں سب سے زیادہ کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے فرمایا سب سے بڑے گناہ تین ہیں اللہ کا کسی کو شریک قرار دینا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور آپؐ تکبر لگائے ہوئے تھے اور سیدھے ہوئے بیٹھے اور فرمایا یاد رکھو۔ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا پھر آپؐ نے اتنا تکرار کیا کہ ہم نے کہا کاش آپؐ خاموش ہو جاتے تا اور صحیح سند کے ساتھ رسول اللہؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا میری اُمت میں ستر ہزار اشخاص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپؐ حضرت علیؑ کی طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا اے علیؑ وہ تیرے شیعوں ہیں اور توان کا امام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص زمین سے کوئی کاغذ اٹھائے کہ جس میں اللہ کا نام لکھا ہوا ہو۔ خدا کی ذات اور اس کے نام کی بزرگی اور جلالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ کہہیں وہ پاؤں سے روندنا نہ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں سے ہے اور خدا اس کے والدین پر تحقیقت عذاب کرے گا اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا وہ ہم سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی عزت و توقیر نہ کرے۔ فرمایا جو کسی بڑے کی فضیلت کو پہچانے اس کے سن کی وجہ سے پس اس کی عزت کرے تو خدا قیامت کے ہونا تک منتظر سے اُسے محفوظ رکھے گا فرمایا جب مومن اسی سال کو پہنچ جائے تو وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جو چالیس سال کو پہنچ جائے اور اُس کی اچھائی برائی پر غالب نہ آئے تو وہ جہنم کی آگ کے لیے تیار ہے محمد بن علی بن الحسین سے منقول ہے جب مرد چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کوپچ کا وقت

قریب آگیا ہے پس زاد راہ تیار کر لے اور گزشتہ زمانہ میں جب مرد چالیس سال کا ہو جاتا
 تھا تو اپنے نفس کا حساب کرتا تھا عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اللہ کے رسول اہل جنت
 کا عمل کو نسا ہے فرمایا پس جب بندہ پس بولتا ہے تو نیک ہو جاتا ہے تو مومن بن
 جاتا ہے اور جب مومن ہو جائے تو جنت میں داخل ہوتا ہے اُس نے عرض کی اے اللہ
 کے رسول اہل جہنم کا کون سا عمل ہے فرمایا جھوٹ بولنا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے
 تو فاسق و فاجر ہو جاتا ہے اور جب فاجر ہو جائے تو کافر بن جاتا ہے اور جب
 کافر ہو جائے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے آپ سے مروی ہے کہ جو شخص خود بخود
 ظالم کے ساتھ چلے جب کہ اُسے معلوم ہو کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا
 ہے اور رسول اللہ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی ندا کرے
 گا کہ ظالم ظالموں کے اعوان و مددگار اور ظالموں کے مشابہ لوگ کہاں ہیں یہاں تک کہ
 جس نے انھیں قلم گھڑ کے دیا ہو یا دوات سے سیاہی لگا کے دی ہو فرمایا پس وہ
 سب لوہے کے ایک تابوت میں جمع کر دیئے جائیں گے۔ پھر انھیں جہنم میں
 ڈال دیا جائے گا۔ آنحضرت سے منقول ہے کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں
 گے جو مساجد میں آکر حلقے باندھ کے بیٹھیں گے ان کی گفتگو ذکر دنیا اور محبت دنیا
 ہوگی پس ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھتا کیونکہ خدا کو ان کی ضرورت نہیں۔ حضرت
 عیسیٰ نے فرمایا میں دنیا کو ایک بہت بڑی عورت کی شکل میں سمجھتا ہوں کہ جس پر
 ہر قسم کی زینت و آرائش ہو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے کتنے شوہر کئے ہیں کہنے لگی
 بے شمار۔ پوچھا گیا کیا وہ تجھے چھوڑ کے مر گئے یا انھوں نے تجھے طلاق دے
 دی اس نے کہا۔ بلکہ میں نے ان سب کو قتل کر دیا تو اُس سے کہا گیا تیرے باقی
 ماندہ شوہروں پر ہلاکت نازل ہو۔ وہ تیرے گزشتہ شوہروں سے عبرت کیوں
 نہیں کرتے اور وہ کیوں تمہیں پیچ کے رہتے۔ امام زین العابدینؑ اکثر تمثیل
 کے طور پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے: اے دنیا کی لذتیں حاصل کرنے والے

کہ جس نے باقی نہیں رہنا بے شک ڈھل جاتے والے سائے سے دھوکہ کھانا پے
 وقوفی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر
 نہ ہو۔ اور دنیا کے لیے وہ شخص مال جمع کرتا ہے۔ جس میں عقل نہیں اور اس کی شہوات
 و خواہشات کو وہ ڈھونڈھتا ہے جسے سمجھ نہیں اور اس کی وجہ سے ایک دوسرے
 سے دشمنی وہ رکھتے ہیں جنہیں علم نہیں اور اس کی وجہ سے وہ حسد کرتا ہے۔ جو سمجھ دار نہیں
 اور اس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔ جسے یقین نہیں جس کی ہمت دنیا ہو وہ دنیا اور
 آخرت میں زیادہ غم ناک ہوگا۔

کہتے ہیں کہ ایک عاید کی موت کا وقت آیا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے حزن و ملال اور ہجوم
 و غموم غلطیوں اور گناہوں کے گھر کا کوئی افسوس نہیں۔ میرا افسوس تو اس رات پر ہے کہ جس
 میں سویا رہا اور اس دن پر ہے کہ جس میں روزہ نہیں رکھا اور اس لحظہ پر ہے کہ جس میں ذکر خدا
 سے غافل رہا۔ نبی اکرم سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی عزت سے کسی کو روکے تو یہ
 چیز جہنم کی آگ سے اس کے لیے جہاں بن جائے گی جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی
 کی محبت نہ ہو اور وہ اُسے نہ تو اُس نے اُس سے خیانت کی ہے اور جو اپنے
 بھائی سے راضی نہ ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اُسے اپنی ذات پر ترجیح دے۔ تو وہ
 ہمیشہ ناراض رہے گا اور جو شخص اپنے دوست کو ہر گناہ پر سرزنش کرے تو اس کے دشمن
 زیادہ ہوں گے۔ آخرت کو اپنا اس مال قرار دے اور جو کچھ دنیا میں مل جائے
 اُسے تفع سمجھ لے۔



باو نوال باب

مذکورہ کتاب (مجموعہ ورام) سے منتخب شدہ احادیث

حضرت صادق سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے ایک شاگرد سے پوچھا کہ تُو نے مجھ سے کیا کچھ سیکھا ہے۔ اس نے کہا اے میرے مولا آٹھ مسائل۔ آپ نے فرمایا بیان کرو تاکہ میں بھی سمجھوں۔ اس نے کہا۔ پہلا مسئلہ یہ کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر محب اپنے محبوب سے موت کے وقت جدا ہو جاتا ہے۔ پس میں نے اپنا قصد اس کی طرف پھیر لیا ہے جو مجھ سے جلد ہو بلکہ میری تنہائی میں میرا مونس و مددگار ہو اور وہ عمل خیر ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم تُو نے بہت اچھا کیا۔

دوسرا مسئلہ۔ کہنے لگائیں نے کچھ لوگوں کو حسب و نسب کے ساتھ فخر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کچھ لوگوں کو مال اور اولاد کے ساتھ حالانکہ ان میں سے کوئی چیز باعث فخر نہیں بلکہ فخر عظیم تو خدا کے اس قول میں ہے کہ بے شک تم میں سے زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ پس میں نے کوشش کی ہے کہ اللہ کے نزدیک میں کریم اور عزت دار بنوں۔ فرمایا خدا کی قسم بہت اچھے۔

تیسرا مسئلہ کہنے لگا۔ میں نے لوگوں کو ہولعب اور خوشی میں مشغول دیکھا ہے اور خدا کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے سے ڈرے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکے تو بے شک جنت اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ پس میں نے خواہش کو اپنے نفس سے پھیرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ وہ اطاعتِ خدا پر پختہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ خدا کی قسم۔

چوتھا مسئلہ کہنے لگائیں نے دیکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی ایسی چیز مل جائے جو اس کے نزدیک مکرم و ذی عزت ہو تو وہ اس کی حفاظت کی کوشش کرتا ہے

اور میں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسد دے۔ تو وہ اُسے کئی گنا کر کے دے گا اور اس کے لیے اجرِ کریم ہے پس میں نے کئی گنا کو پسند کیا اور جو چیز خدا کے پاس ہے اس سے میں نے زیادہ محفوظ کسی چیز کو نہیں پایا پس جو چیز مجھے مکرم و ذی عزت ملتی ہے میں اُسے خدا کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ میری ضرورت کے وقت کے لیے ذخیرہ رہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا تو نے خدا کی قسم۔

پانچواں مسئلہ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں حالات میں تے خدا کا یہ ارشاد سنا کہ ہم نے زندگانی دنیا میں ان کی معیشت کو تقسیم کر دیا ہے۔ اور بعض کو بعض پر کئی درجے بلندی دی ہے تاکہ ان میں سے بعض کو اپنے تسخر کا نشانہ بنائیں۔ حالانکہ تیرے پروردگار کی رحمت بہتر ہے اس سے جسے یہ جمع کرتے ہیں۔ جب میں نے جان لیا کہ اللہ کی رحمت ان کے جمع شدہ مال سے بہتر ہے تو میں نے کسی پر حسد نہیں کیا اور تے اس چیز پر افسوس کیا ہے جو مجھ سے قوت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔ خدا کی قسم۔

چھٹا مسئلہ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ دوسروں سے دار دنیا میں دشمنی رکھتے ہیں اور وہ دلی دکھ و دردِ دہان کے سینوں میں ہیں۔ اور میں نے خدا کا ارشاد سنا کہ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے اپنا دشمن بناؤ تو میں شیطان کی دشمنی میں لگ گیا۔ اور دوسروں کی دشمنی چھوڑ دی۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا خدا کی قسم۔

ساتواں مسئلہ کہنے لگا۔ میں نے لوگوں کی تنگ و دو اور کوشش روزی کی تلاش میں دیکھی۔ حالانکہ میں نے خدا کا یہ ارشاد سنا اور میں نے جن و انس کو پیدا کیا ہے۔ حالانکہ میں نے لوگوں کی تنگ و دو اور کوشش روزی نہیں چاہی کئی اور نہ یہ کہ وہ حرص طمع کریں بے شک اللہ ہی بہت بڑا مدد دینے والا اور پختہ قوت و طاقت والا ہے پس میں نے یقین کر لیا کہ خدا کا وعدہ حق ہے اور اس کی بات سچی ہے۔ پس میں اس کے وعدہ پر مطمئن ہو گیا اور اس کی بات کو پسند کیا۔ لہذا میں ان چیزوں میں مشغول ہو گیا جو اس کی

اطراف سے مجھ پر لازم ہیں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جو میری طرف سے اس کے ذمہ
 ہیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا تو نے خدا کی قسم۔ اٹھواں مسئلہ کہتے لگا کچھ لوگوں
 کو میں اپنے بدلوں کی صحت کے متعلق گفتگو کرتے۔ کچھ اشخاص کو کثرتِ مال پر باتیں کرتے اور
 کچھ افراد کو اپنے جیسی مخلوق پر کلام کرتے دیکھا ہے۔ اور خدا کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو اللہ سے
 ڈرے تو وہ اس کے لئے نکلنے کی راہ پیدا کرتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے۔
 جہاں سے اُسے دہم و گمان نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے
 خدا اپنے حکم کو آخر تک پہنچانے والا ہے اور خدا نے ہر چیز کی ایک تقریر اور انداز تقریر
 کیا ہے۔ تو وہ میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے اور اس کے غیر سے میرا بھروسہ زائل ہو گیا
 ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو رات و نچل و زبور قرآن اور باقی کتب کی بازگشت نہیں
 مسائل کی طرف ہے۔ بنی کریم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے علم حاصل کرے تو اس کا
 ایک باب جب حاصل کرتا ہے تو اپنے آپ کو زیادہ ذلیل سمجھتا ہے۔ لوگوں سے زیادہ
 تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتا ہے اور اللہ کا خوف اس میں بڑھ جاتا ہے اور
 دین میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔ پس یہ ایسا شخص ہے جس نے علم سے نفع حاصل کیا ہے
 اُسے علم حاصل کرنا چاہیے اور جو شخص دنیا کے لیے اور لوگوں میں اپنی قدر و منزلت
 اور بادشاہ سے مرتبہ پانے کے لیے علم حاصل کرے تو وہ علم کا جیب کوئی باب حاصل
 کرتا ہے تو اپنے نفس کو عظیم سمجھتا ہے۔ اور لوگوں پر اپنی بڑائی جھلاتا ہے اور اللہ کو
 دھوکا دیتا ہے اور دین میں زیادتی ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس نے علم سے نفع حاصل
 نہیں کیا۔ پس وہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر حجت قائم کرنے اور قیامت کے دن کی
 پشیمانی اور رسوائی سے رک جائے۔ امیر المومنین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
 جب ملک الموت کسی فاجر کی روح قبض کرنے آتا ہے۔ تو اس کے ساتھ جہنم کی ایک سیخ
 ہوتی ہے۔ جھرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کی اُمت کے کسی شخص کو وہ
 سیخ لگے گی۔ فرمایا ہاں جابر بادشاہ و عالم یتیم کے مال کو کھانے والے اور بھوٹی گواہی
 دینے والے اور جھوٹی گواہی دینے والا جہنم میں اپنی زبان کو اس طرح نکالے گا جیسے کتا

برتن چلنے کے لیے زیان نکالتا ہے۔ کسی بزرگ سے کہا گیا کہ آپ نے اپنے معاملہ کی
 بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ وہ کہنے لگے چار چیزوں پر مجھے معلوم ہے کہ میری روزی دوسرا
 نہیں کھائے گا میں نے اپنے نفس کو مطمئن کر لیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ میرا عمل دوسرا نہیں کرے گا
 لہذا اس میں مشغول ہو گیا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میری موت کب آئے
 گی۔ حیب کہ وہ آئے گی بھی اچانک لہذا میں نے اس کی طرف جلدی کی ہے اور مجھے معلوم
 ہے کہ میں خدا سے غائب نہیں رہ سکتا۔ لہذا میں اس سے شرم و جفا کرتا ہوں اور فرمایا جو شخص
 ظالم یا دشاہ کے سامنے کوڑا لٹکا دے تو قیامت کے دن وہ کوڑا آگ کا ایک اثر و صابن
 جائے گا جس کا طول ستر ہاتھ ہوگا۔ خدا اس شخص پر اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں
 مسلط کرے گا۔ اور وہ بڑی بازگشت ہے فرمایا جس کا ظاہر یاطن پر ترجیح رکھتا ہے
 اس کا ترازو اعمال بلکا ہو گیا اور جس کا باطن عاقل پر ترجیح رکھتا ہے اس کا ترازو زنی ہوگا
 اور امام حسن بن علی سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے
 گا۔ جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ وہ کھڑا ہو جائے۔ فرمایا پس نیک کام کرتے والوں کے
 علاوہ کوئی شخص کھڑا نہیں ہوگا کہا گیا ہے کہ جس کی تو نگری اس کے پاس میں ہو وہ ہمیشہ فقیر
 رہے گا اور جس کی تو نگری اس کے دل میں ہو۔ وہ ہمیشہ غنی رہے گا کسی بزرگ نے کہا
 جس کا سینہ تیرے لیے صاف نہیں اس کی کشادہ روی تجھے دھوکہ نہ دے جو سختی تجھ پر
 آن پڑے اس کو خود برداشت کر اور کسی پر اپنے علاوہ بھروسہ نہ رکھ۔ آنے والی مصیبت
 میں اس سے مدد طلب کر جو تیری مشکل میں کام آتا ہو۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا غیبت سے بچو
 کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ چونکہ انسان زنا کرنے کے بعد توبہ کرے تو خدا
 اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ لیکن غیبت کرتے والے کو اس وقت تک نہیں بخشا جاتا
 جب تک وہ نہ معاف کرے کہ جس کی اُس نے غیبت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے لوگو
 جو شخص غیبت کرتا ہے وہ زانی مومن ہے اور وہ دل سے ایمان نہیں لایا۔ لہذا مسلمانوں
 کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیوب تلاش کیا کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کے عیب کا
 پیچھا کرے تو خداوند عالم اس کے عیب کا پیچھا کرے گا اور اس کو اس کے گھر کے اندر

رُحُوا اور ذلیل کرے گا۔ خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی کہ جو شخص غیبت سے
 توبہ کر کے مر جائے وہ سب سے آخرِ جنت میں داخل ہو گا اور جو غیبت پر اصرار کرتے
 ہوئے مرے۔ وہ جہنم میں سب سے پہلے داخل ہو گا۔ فرمایا طاقتور وہ نہیں جو بد مقابل
 کو پچھاڑ دے۔ بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ کیونکہ
 غصہ ہر شر و برائی کی چابی ہے اور خداوندِ عالم نے تکبر کی اپنی کتاب میں کئی جگہ مذمت کی ہے
 اور ہر جبار و عنید کی مذمت کی ہے پس فرمایا ہے کہ میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر لوں گا
 جو ناحق زمین میں تکبر کرتے ہیں اور فرمایا کون ہے جو اس کی عبادت سے پہلو تہی اور تکبر کرتا
 ہے اور فرمایا آج کے دن تمہیں ذلیل کرنے والا عذاب بطور بدلے کے ملے گا بدب
 اس کے کہ تم خدا کے متعلق ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے اور فرمایا پس
 زہری سے تکبر کرنے والے کی جائے رہائش۔ فرمایا اور خدا ہر تکبر کرنے والے جابر کے
 دل پر مہر لگا دے گا۔ فرمایا کشائش کی دعا کرو اور ہر جبار و عنید تا امید ہے رسول اللہؐ
 نے فرمایا۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر
 تکبر ہو اور وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر
 ایمان ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا خداوندِ عالم کا ارشاد ہے کہ کبریائی میری ادا ہے اور
 عظمت میری بزرگی کی چادر ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی ایک مجھ سے چھیننا چاہے
 تو میں اُسے جہنم کی آگ میں پھینک دوں گا۔ نبی اکرمؐ سے روایت ہے کہ جو شخص میری
 اُمت میں سے کوشش کر کے دنیا کی شہوات میں سے کوئی شہوت و خواہش اللہ
 کے خوف سے چھوڑ دے تو خدا اُسے سب سے بڑی گھبراہٹ سے مامون کر دے
 گا اور جنت میں داخل کر دے گا۔ نبی کریمؐ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی رُٹ کے کا
 شہوت سے بوسہ لے خداوندِ عالم اسے ہزار سال تک جہنم کی آگ میں عذاب کرے گا
 اور جو شخص اس سے بد فعلی کرے تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا۔ حالانکہ اس کی
 بو پانچ سو سال کے راستہ سے سونگھی جاسکتی ہے۔ مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اپنے
 سند سے روایت ہے کہ میری اُمت میں سے جو شخص مجھے یاد کرے اور مجھ پر

صلوات بھیجے تو خدا اسکے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ وادی عالج کی ریت کے ذرات کے برابر کیوں نہ ہوں۔ ان کی سند سے نبی اکرمؐ سے منقول ہے کہ مومن کا صدقہ دینے والے سے دنیا کے آفات و مصائب قبر کی آزمائش اور قیامت کے دن کے عذاب کو روک دیتا ہے۔ نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ نماز تہجد پڑھنے والے کی تاریکی کے لیے چراغ ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے والے سے شیطان کو دور وکیل دیتا ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو مسافرت میں مر جائے وہ شہید ہوتا ہے اور فرمایا کہ مسافرت کی موت شہادت ہے۔ جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو دائیں بائیں نگاہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسافر سمجھتا ہے اور اسے اہل و عیال یاد آتے تو وہ ٹھنڈے سانس بھرتا ہے۔ پس خداوندِ عالم اس کے ہر سانس کے بدلے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور جب فرماتا ہے تو شہید ہو کے مرتا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسافر جب بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دائیں بائیں آگے اور پیچھے دیکھتا ہے۔ لیکن اسے کوئی نظر نہیں آتا۔ پس خداوندِ عالم اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے روایت ہے کہ جو شخص ستر قرآن جلائے اور ستر مقرب فرشتوں کو قتل کرے اور ستر باکرہ لڑکیوں سے زنا کرے وہ شخص نجات کے زیادہ قریب ہے اس شخص سے جو جان بوجھ کر نماز ترک کر دے۔

نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ عالم کے پاس ایک لخطہ نذر اکرمہ علمی میں بیٹھنا خدا کے نزدیک ایک لاکھ رکعت منتخب نماز ایک لاکھ تسبیح اور دس ہزار گھوڑوں سے کہ جن سے مومن اللہ کی راہ میں جہاد کرے زیادہ محبوب ہے انھیں کی سند سے نبی کریمؐ سے مروی ہے جب تو نماز پڑھے۔ تو وہ اوپر جاتی ہے اور اس کا نور جگمگا رہا ہوتا ہے اس کے نیسے آسمانوں کے درازے کھل جاتے ہیں یہاں تک وہ عرش تک پہنچتی ہے اور وہ پڑھتے والے کی شفاعت و سفارش کرتی ہے اور کہتی ہے خدا تیری حفاظت کرے جو نیکو تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب تو نماز پڑھے تو ایک تاریکی

اور ظلمت اُپر کو جاتی ہے اور اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں پھر اُسے پُرانے کپڑے کی طرح بیسٹ دیا جاتا اور پڑھنے والے کے مُنہ پر مادی جاتی ہے۔ اور وہ کہتی ہے خدا تجھے ضائع اور برباد کر دے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ حضرت صادقؑ سے ان کے آبلے کرام کے سلسلہ سے امیر المومنینؑ سے.... منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نماز تہجد پر دروگاہ کی مرضی ملائکہ کی تجویب انبیاء کی سنت معرفت کا نور ایمان اصل یدوں کی راحت شیطان کی ناپسند و شمنوں کے خلاف ہتھیار دعا کی قبولیت اور اعمال کا قبول ہوتا اور رزق میں برکت اور پڑھنے والے اور ملک الموت کے درمیان سفارش قبر کا چراغ نیچے کا بستر منکر نکیر کا جواب اور قبر میں مونس و مددگار اور زیارت کرتے والی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ نماز پڑھنے والے کے سر پر سایہ اور سر کا تاج اور بدن کا لباس اور اس کے سامنے چلتا پھرتا نور نمازی اور جہنم کی آگ کے درمیان پردہ اور خدا کے سامنے مومن کی دلیل و حجت اور اعمال کے ترازوؤں میں وزنی اور پل صراط کا پروانہ اور جنت کی چابی ہوگی۔ کیونکہ نماز تکبیر تحمید تسبیح تہجد تقدیس تعظیم قرأت اور دعا ہی ہے اور تمام اعمال کی اصل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جان لو خدا تم پر رحم کرے جب کہ علامتیں واضح ہیں۔ دارالسلام کا راستہ کھلا ہوا ہے اور تم ایسے گھر میں ہو جس میں خالق کی رضا مندی طلب کی جاسکتی ہے اور مہارت و فراغت بھی ہے اور نامہ اعمال کی کتابیں کھلی ہوئی ہیں۔ قلمیں جاری ہیں بدن صحیح و سالم ہیں زبانیں کھلی ہوئی ہیں تو یہ سُنی جاتی ہے اور اعمال قابل قبول ہیں حدیقہ بُائی تے یہ حدیث رسول اللہؐ تک پہنچائی ہے کہ قیامت کے دن ایک گروہ آئے گا اور اُن کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی انھیں خدا پھیلا ہوا غبار قرار دے گا۔ پھر اُن کے متعلق جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ ان کے اوصاف بیان فرمائیے فرمایا یا درکھو کہ وہ روزے رکھتے ہوں گے نمازیں پڑھتے ہوں گے اور رات کی سختی کو بھیلے ہوں گے۔ لیکن جب حرام کی کوئی چیز ان کے سامنے پیش ہوئی، تو اس پر کو دپڑتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ خبردار لذتوں کو توڑتے

والی خواہشات کو گنہگار دینے والی اور امیدوں کو اعمالِ قبیحہ پر ٹوٹ پڑنے کے وقت منقطع کر دینے والی کو یاد رکھو اور قہر کے واجبِ حق کے ادا کرنے اور اس کی بے شمار نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ سے مدد طلب کرو۔ آپ نے فرمایا خدا رحم کرے اس شخص پر جو فکر کرے اور غیرت حاصل کرے اور عبرت حاصل کرے

یا بصیرت ہو۔ پس گویا جو کچھ دنیا میں ہے وہ عنقریب نہیں ہوگا۔ اور جو آخرت میں سے ہونے والا ہے وہ ہمیشہ رہے گا اور ہر شمار میں آئی ہوئی چیز کم ہو جاتی ہے اور ہر متوقع آگے رہتی ہے اور ہر آنے والی چیز قریب و نزدیک ہے۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو آخرت آگے بڑھ رہی ہے اور دنیا پشت پھیر رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند بیٹے ہیں۔ پس تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ کیونکہ ہر ایک قیامت کے دن اپنی ماں کے ساتھ ملتی ہوگا اور آج کے دن عمل ہے بغیر حساب کے اور کل کا دن حساب کا ہے بغیر عمل کے اور آپ نے فرمایا بے شک عورتیں ناقص الایمان ناقص الحکمہ (میراث میں) اور ناقص العقل ہیں۔ ان کے ایمان کا ناقص ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ حیض کے دنوں میں نماز روزے چھوڑ بیٹھتی ہیں اور ان کے حصوں کا نقص اس لیے ہے کہ ان کا میراث مردوں کے مقابلہ میں آدھا ہے اور ان کی عقلوں کا نقص اس وجہ سے ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے پس بُری عورتوں سے بچو اور اچھی عورتوں سے بھی ڈرتے رہو۔ اچھی بات میں ان کی اطاعت نہ کرو تا کہ وہ بُری بات کی آرزو نہ کر بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے بخیل ہے کہ وہ فقر کے لانے میں جلدی کر رہا ہے کہ جس سے وہ بھاگتا ہے اور وہ تو نگرہی اس کے ہاتھ سے نکل رہی ہے کہ جسے وہ طلب کرتا ہے۔ وہ دنیا میں فقرا کی طرح زندگی بسر کرتا ہے حالانکہ آخرت میں اس سے انبیاء کی مانند حساب لیا جائے گا مجھے تعجب ہے اس متکبر سے جو کل نطفہ تھا اور وہ آنے والے دن میں مردار ہوگا۔ اور مجھے تعجب ہے اس سے کہ جسے خدا میں شک ہے حالانکہ وہ خدا کی مخلوق کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے اُس سے جو موت کو بھولے ہوئے

سے حالانکہ وہ مرنے والے کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے اس سے جو دوبارہ پیدا ہوتے
 کا انکار کرتا ہے حالانکہ وہ پہلی پیدائش کو دیکھ چکا ہے اور مجھے تعجب ہے اس سے جو
 فنا کے گھر کو آیا دکر رہا ہے اور بقا کے گھر کو چھوڑے ہوئے ہے۔ فرمایا۔ جو اپنے
 پڑوسی کو اذیت و تکلیف پہنچائے اس کے لیے جنت کی پوسو نکھنا حرام ہے اور اس
 کی بازگشت جہنم ہے اور وہ بُری بازگشت ہے اور جو شخص پڑوسی کے حق کو ضائع
 کر دے وہ ہم سے نہیں فرمایا جو شخص کسی رشتہ دار کی طرف جائے اپنی ذات اور
 مال کے ساتھ تاکہ اُس سے صلہ رحمی کرے تو خدا اُسے سو شہید کا اجر عطا فرمائے گا
 اور اُس سے ہر قدم کے بدلے چالیس ہزار نیکیاں ملیں گی اور خدا اس کی چالیس ہزار بُرائیاں
 مٹا دے گا اور اتنے ہی اس کے دریچے بلند کر دے گا۔ اور گویا اس نے صبر کرتے
 ہوئے اللہ کے لیے سو سال عبادت کی ہے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کی کسی
 دنیاوی حاجت میں کفایت کرے اور اس کے لیے یہاں تک کہ وہ پوری ہو
 جائے تو خدا اُسے تفاق اور جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ دے گا اور خدا اس کی
 ستر ہزار دنیاوی حاجتیں پوری کرے گا اور وہ اس وقت تک رحمت خدا میں دوبارہ ہے
 گا۔ جب تک پلٹ کر تہ آئے ہی کریم سے سوال کیا گیا کہ آسمان سے زیادہ وزنی کیا چیز ہے
 اور سمندر سے زیادہ بے پرواہ ترین سے زیادہ وسیع اور آگ سے زیادہ گرم اور زمھریر
 (سخت سردی) سے زیادہ سرد اور پتھر سے زیادہ سخت اور نہر سے زیادہ کڑوی
 کون سی چیز ہے تو آپ نے فرمایا کسی بری الذمہ شخص پر بہتان باندھنا آسمان سے زیادہ
 وزنی ہے اور حق زمین سے زیادہ وسیع ہے اور قناعت کرنے والے کا دل سمندر سے
 زیادہ بے پرواہ ہے اور ظلم و جور کرنے والا بادشاہ آگ سے زیادہ گرم ہے۔ اور کمینہ
 شخص کے پاس حاجت لے جانا زمھریر سے زیادہ ٹھنڈی ہے اور منافق کا دل پتھر
 سے زیادہ سخت ہے اور شدت و سختی پر صبر کرتا نہر سے زیادہ کڑوا ہے۔ فرمایا اچھ
 چیزیں اچھی ہیں۔ لیکن وہ چھ اشخاص سے سرزد ہوں تو زیادہ اچھی ہیں۔ انصاف اچھی چیز
 ہے اور وہ امراء سے زیادہ اچھا ہے۔ صبر اچھی چیز ہے۔ لیکن جو فقرا سے صابر ہو

تو زیادہ اچھلے درجے پر ہیزگاری اچھی چیز ہے اور وہ علماء سے زیادہ اچھی ہے سخاوت
 اچھی ہے اور ان غیا کریں تو بہت ہی اچھی ہے۔ تو یہ اچھی چیز ہے اور اس کا نوجوان سے
 صدر بہت اچھلے۔ جیاد شرم اچھی شے ہے اس کا عورتوں سے سرزد ہونا بہت اچھا
 ہے اور وہ امیر و حاکم جس میں عدل و انصاف نہیں مثل اُس بادل کے ہے جس میں بارش نہیں
 وہ فقیر جس میں صبر کا مادہ نہیں اس چراغ کی مانند ہے جس میں روشنی نہ ہو۔ وہ عالم جس میں
 ورع و پرہیزگاری نہیں اس درخت کی طرح ہے جس میں پھل نہ ہو اور وہ غنی جس میں سخاوت
 نہیں اس جگہ کی مانند ہے جس میں انگوری نہ اُگے۔ وہ نوجوان جو تو یہ نہیں کرتا اُس نہر کی
 طرح ہے جس میں پانی نہ ہو اور وہ عورت جس میں شرم و حیا نہیں اس کھانے کی مانند ہے
 جس میں نمک نہ ہو۔ رسول اللہ سے مروی ہے جو تو یہ کرے اور اپنی زبان کو نہ بند کرے تو اُس
 نے تو یہ نہیں کی اور جو تو یہ کرے اور اپنا بستر نہ بند کرے تو یہ نہیں کی اور جو تو یہ کرے
 اور اپنے اعمال و افعال کو نہ بند کرے اُس نے تو یہ نہیں کی۔ پس جب یہ تمام چیزیں حاصل ہو
 جائیں تو اس وقت اس کو تو یہ کرنے والا کہا جاسکتا ہے۔ نبی کریم سے مروی ہے آپ نے
 فرمایا خداوند عالم نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ خلق فرمایا ہے جو خدا کی تمام مختلف زبانوں
 میں تسبیح کرتا ہے۔ جب شپ جمعہ ہوتی ہے تو خداوند عالم اسے حکم دیتا ہے کہ وہ آسمان
 سے اتر کر دنیا کی طرف جائے اور اہل زمین کو جھانکے اور کہے کہ اے بیس سال والو
 تمہیں دُنیادھوکا نہ دے اور اے تیس سال والو سنو اور یاد رکھو۔ اے چالیس سال
 والو جدوجہد کرو اور اے پچاس سال والو اب تمہارے لیے کوئی عذر نہیں اور اے
 ساٹھ سال والو تم نے اپنی دنیا میں آخرت کے لیے کیا کچھ بھیجا ہے۔ اور اے ستر سال والو
 تم ایسی زراعت ہو جس کے کاٹنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور اے اسی سال والو
 زمین میں رہ کر اللہ کی اطاعت کرو اور اے نوے سال والو تمہارے کو پرچ کا وقت
 آپہنچا ہے پس ترا در راہ مہتیا کرو اور اے سو سال والو قیامت تمہارے پاس آپہنچی
 اور تمہیں معلوم بھی نہیں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اگر رکوع کرتے والے بوڑھے خستہ کرتے
 والے نوجوان اور دودھ پینے والے بچے تہہ ہوتے تو تم پر عذاب اُنڈیل دیا جاتا

جو انڈیلنے کا حق ہے۔ فرمایا اللہ نے ایک قرشتہ مقرر کیا ہے جو ہر پکارنا ہے کہ موت کے لیے بچے جن رہے ہو اور فنا ہونے کے لیے جمع کر رہے ہو اور خراب و یرباد ہونے کے لیے مکان بنا رہے ہو۔ فرمایا جو شخص چھوٹے چھوٹے مصائب کو عظیم سمجھے خدا اُسے بڑے مصائب میں مبتلا کر دے گا فرمایا کوئی دوست کسی کا دوست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کی تین حالات میں نگہبانی نہ کرے۔ اس کی مصیبت کے وقت اس کی غیر حاضری میں اور اس کے مرنے کے وقت۔ فرمایا تیرے تین دوست ہیں اور تین دشمن تیرے دوست تو یہ ہیں (۱) تیرا دوست (۲) تیرے دوست کا دوست (۳) اور تیرے دشمن کا دشمن۔ باقی رہے تیرے دشمن تو (۱) تیرا دشمن (۲) تیرے دوست کا دشمن اور (۳) تیرے دشمن کا دوست۔ رسول اللہ سے منقول ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اس امت میں یہ علماء اور فقراء میرے محبوب ہیں اور خداوند عالم نے تمام مخلوق کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور انبیاء و فقراء کو جنت کی مٹی سے خلق کیا ہے۔ پس جو چاہے کہ خدا کے معاہدہ میں زندگی بسر کرے تو وہ فقراء کی عزت و تکریم کرے فرمایا دنیا و آخرت میں اغنیاء کا چراغ فقراء و مساکین ہیں اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء ہلاک ہو جاتے۔ فقراء کی مثال اغنیاء کے ساتھ اس عصا جیسی ہے جو تابینا کے ہاتھ میں ہو۔ رسول اللہ سے مروی ہے کہ خدا کی لعنت ہے اس پر جو غنی کی اس کے غنا و تو نگری کی بناء پر عزت کرے اور خدا کی لعنت ہے اس پر جو فقیر کی اس کے فقر کی وجہ سے توہین کرے اور یہ کام متافق ہی کرتا ہے اور جو شخص غنی کی اس کی تو نگری کی وجہ سے تعظیم کرے اور فقیر کی اس کے فقر کی وجہ سے اہانت کرے وہ آسمانوں میں اللہ اور انبیاء کے دشمن کے نام سے پکارا جاتا ہے نہ اُس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور نہ کوئی حاجت اُس کی پوری ہوتی ہے فرمایا فقر دنیا میں ذلت اور آخرت میں فخر ہے اور غنا و تو نگری دنیا میں فخر اور آخرت میں ذلت ہے۔ پس جو شخص غنی اُس کے لیے ہے جس کا آخرت میں فخر ہو۔ فرمایا جو شخص فقرا پر احسان جتلائے وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔ اور اپنے مال باپ بھائیوں اور بہتوں پر احسان جتلانے والا۔ رحمت الہی اور ملائکہ سے دُور اور جہنم کی آگ

کے قریب ہے۔ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کی کوئی حاجت پوری نہیں کی جاتی اور
 خداوند عالم دنیا و آخرت میں اس پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ فرمایا جو کسی فقیر مومن کو تاقی اذیت
 دے تو گویا اس نے خانہ کعبہ اور بیت المعمور کو دس مرتبہ گرایا ہے اور گویا اس نے قبرین
 میں سے ہزار فرشتہ کو قتل کیا ہے اور فرمایا مومن فقیر کا احترام خدا کے نزدیک سات آسمانوں
 سات زیتون ملائکہ پہاڑوں اور جو چیزیں ان میں ہیں سب سے زیادہ عظیم ہے
 امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے فرمایا جو عمروی چار چیزیں ہیں۔ دولت کے وقت تو افیع
 اور انکساری۔ قدرت و طاقت کے ہوتے ہوئے معاف کر دینا۔ دشمنی کے یاد و نصیحت
 کرنا اور احسان جتلائے بغیر بخشش کرنا۔ فرمایا زیادہ جس سے لوگ جنت میں داخل
 ہوں گے وہ اللہ کا خوف و تقویٰ اور خوش اخلاقی ہے اور بہترین چیز جو انسان کو دی
 گئی ہے وہ خوش خلقی ہے۔ اور بہترین زاد راہ وہ ہے جس کے ساتھ تقویٰ ہو اور بہترین
 قول وہ ہے جس کی فعل تصدیق کرے فرمایا جو شخص پانچ کام کرے اس کے لیے پانچ چیزیں
 سے چھٹکارا نہیں اور اس پانچ کام کرتے والے کے لیے جہنم کی آگ ضروری ہے پہلا یہ
 کہ جو شخص انگوروں کا بچوڑ کر جس کے در ثلث اڑ گئے ہیں پی لے تو وہ ضرور شراب پیئے
 گا۔ اور شراب تو ضرور جہنم میں جائے گا دوسرا یہ کہ جو قباخرہ لباس پہنے تو اس میں تکبر
 ضرور پیدا ہوتا ہے اور تکبر کرنے والا ضرور جہنم میں جائے گا تیسرا یہ کہ جو بادشاہ کے
 فرش پر بیٹھے وہ ضرور بادشاہ کی خواہش کے مطابق بات کرے گا اور جو بادشاہ کی مرضی
 کے مطابق بات کرے وہ جہنم میں ضرور جائے گا۔ چوتھا یہ کہ جو عورتوں کے پاس بیٹھے
 اس کے لیے زنا کرنا لازمی ہے اور زانی جہنم میں ہی جائے گا۔ پانچواں یہ کہ جو شخص مسائل
 فقہ کے بغیر خرید و فروخت کرے اس کے لیے سود میں پھنسا ضروری ہے اور سود کھانے
 والا جہنم میں ضرور جائے گا فرمایا قاسق سے احترام دشمن سے شفقت و مہربانی حسد
 کرنے والے سے نصیحت و خلوص فقیر سے ہیبت و دیدہ اور عورتوں سے وفا کا
 ہوتا محال ہے فرمایا جو طلب علم میں دو قدم چلے اور عالم کے پاس دو خطے بیٹھے اور
 اس سے دو کلمے سنے تو خداوند عالم اس کے لیے دو جنتیں واجب قرار دیتا ہے

جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ جو مقام پروردگار کا خوف رکھے اس کے لیے دو جنتیں ہیں حضرت
 صادق سے منقول ہے کہ اس وقت تک بندہ مومن کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک اس
 میں چار چیزیں نہ ہوں اس کے اطلاق پر چھ ہوں۔ اس کا دل سخی ہو، وہ فضول بات سے رکتا
 ہو اور اپنا بچا ہوا مال خرچ کرتا ہو۔ صادق سے مروی ہے اے اللہ تعالیٰ خداوند عالم جمال
 و تجمل کو دوست رکھتا ہے۔ اور تنگ دستی اور اس کے اظہار کو ناپسند کرتا ہے اور
 خداوند عالم جب بندے پر انعام و اکرام کرے تو اس نعمت کا اثر اس پر دیکھنا پسند کرتا
 ہے۔ عرض کیا گیا۔ کس طرح فرمایا لباس صاف ستھرا رکھے۔ خوشبو لگائے اور اپنے گھر کی سفیدی
 کرائے اور صحنوں میں بھاڑ و ذلائے یہاں تک کہ سورج غروب ہوتے سے پہلے چراغ جلاتا
 فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور رزق کی زیادتی کا سبب ہے۔ صادق سے مروی ہے اے آپ
 تعالیٰ فرمایا نہ ہوا ہے اور نہ قیامت تک کوئی مرد مومن ہوگا کہ جسے کوئی پڑوسی اذیت نہ
 پہنچائے۔ فرمایا ایک شخص کے مال باپ فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے
 پھر وہ ان کے لیے ان کی وفات کے بعد دعا مانگتا ہے تو خداوند عالم اُسے مال باپ سے
 نیکی کرتے والوں میں لکھ دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالجوز
 کیا تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ عرض کیا ضرور اے اللہ کے رسول
 (فرمایا) لوگوں کی اصلاح کرو۔ جب وہ خراب ہو جائیں اور ان کی آپس میں محبت پیدا کر دو جب
 ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہوں فرمایا البتہ میں ضرور تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ کہ جس پر
 کل جہنم کی آگ حرام ہے جو ہلکا پھلکا نرم مزاج قریب ہونے والا سہل و آسانی سے ملنے
 والا ہے۔ فرمایا تو ریت میں پانچ حملے ایسے ہیں جنہیں سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے
 پہلا یہ کہ غصبی تھرا کا گھر میں لگا ہونا اس گھر کے تباہ ہونے کی ضمانت ہے اور جو ظلم سے فلیہ
 حاصل کرے وہ مغلوب ہے اور وہ کامیاب نہیں جس پر گناہ کامیاب ہو اور کم از کم خدا
 کا تجھ پر حق یہ ہے کہ تو اس کی تعبت کو اس کی نافرمانیوں کے معین و مددگار نہ بننا اور تیرا چہرہ
 خشک پانی ہے۔ سوال کے وقت اس کے قطرات گرتے ہیں غور و فکر کرے کہ کس کے سامنے
 اپنی آبروریزی کر رہا ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تے فرمایا تین گروہ ایسے ہیں کہ جن کے لیے آسمان زمین ملائکہ رات اور دن استغفار کرتے ہیں۔ علماء طالب علم اور سخی قسم کے لوگ اور تین افراد کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ بیمار تو یہ کرتے والا اور سخی۔ تین اشخاص ایسے ہیں کہ جنہیں آگ نہیں پھوٹے گی۔ وہ عورت جو اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ وہ بیٹا جو مال یا پ سے نیکی کرتا رہے اور وہ سخی جو خوش خلق ہو۔ تین قسم کے اشخاص شیطان اور اس کے شر سے محفوظ ہیں۔ اللہ کے ذکر کرتے والے۔ اللہ کے خوف سے گریہ کرتے والے اور سحر کے وقت استغفار کرنے والے، تین اشخاص سے خداوندِ عالم قیامت کے دن عذاب اُٹھائے گا جو اللہ کی قضاء پر راضی ہو جو مسلمانوں کا مخلص اور انہیں نصیحت کرنے والا اور جو ابھی چیز کی طرف رہبری کرے تین قسم کے افراد قیامت کے دن توشیحہ دار کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے نہ انہیں کوئی گھبراہٹ ہوگی اور نہ ان سے حساب و کتاب ہوگا۔ وہ شخص جو قرآن اللہ کی رضا و خوشی کے لیے پڑھے اور وہ شخص جو ایک گروہ کو نماز پڑھاتا ہو اور وہ اُس سے خوش ہوں اور وہ شخص جو مسجد میں اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اذان کہے اور تین قسم کے لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ وہ شخص جو اپنی قمیص کو دھوتا ہو۔ جب کہ اس کی جگہ دوسری قمیص اس کے پاس نہ ہو۔ وہ شخص جس کے باورچی خانہ میں دو دیگیں نہ پکتی ہوں اور وہ شخص جس کے پاس آج کے دن کا خرچ ہو اور وہ کل کے لیے فکر مند نہ ہو۔ فرمایا تین قسم کے لوگ جہنم میں بغیر حساب و کتاب کے جائیں گے۔ وہ زنا کار جس کے کچھ بال سفید ہو گئے ہوں (ادھیڑ عمر کا) والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم بصرہ میں گیا تو لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اُس سے کہنے لگے اے ابوالسحاق خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن ہم دُعا کرتے ہیں اور ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ وہ کہتے لگا اے اہل بصرہ یہ اس لیے ہے جو تمہارے دل دس چیزوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ پہلی یہ کہ تم خدا کو پہچاننے کے باوجود اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ دوسری یہ کہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے تو ہو۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ تیسری یہ کہ تم زبانی کہتے ہو کہ ہم رسول اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی سنت کو ترک کئے ہو۔ چوتھی یہ کہ تم کہتے ہو کہ

..... شیطان ہمارا دشمن ہے۔ پھر بھی اس کی موافقت کرتے ہو۔ پانچویں یہ کہ تم کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے عمل نہیں کرتے۔ چھٹی یہ کہ تم کہتے ہو موت حق ہے اور اس کے لیے تیاری نہیں کرتے۔ ساتویں یہ کہ تم تیند سے بیدار ہوتے ہی اپنے بھائیوں کی غیبت میں مشغول ہو جاتے ہو۔ آٹھویں یہ کہ اللہ کی نعمت کھاتے ہو لیکن اس کا شکرا ادا نہیں کرتے نویں یہ کہ تم کہتے ہو کہ ہم آگ سے ڈرتے ہیں اور اس سے بھاگتے نہیں ہو۔ دسویں یہ کہ تم اپنے مردوں کو خود دفن کرتے ہو۔ لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے

کہا گیا ہے کہ امیر المومنین نے اہل قبور میں سے مومنین و مومنات کو پکارا اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو ہم نے کسی کہنے والے کی آواز سنی و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین پھر آپ نے فرمایا ہم تم سے اپنے حالات بیان کریں یا تم ہمیں اپنے حالات بتاؤ گے۔ تو اس نے کہا اے امیر المومنین آپ اپنی خبریں بتائیں۔ آپ نے فرمایا تمہاری بیویوں سے لوگوں نے شادی کر لی ہیں اور تمہارے اموال تمہارے وارثوں نے تقسیم کر لیے ہیں اور تمہاری اولاد یتیموں میں شمار ہوتی ہے اور وہ مکانات چھین تم نے پختہ کیا اور بتایا تھا اس میں تمہارے دشمن رہتے ہیں اب بتاؤ تمہارے کیا حالات ہیں تو جواب دینے والا پکارا کفن پھٹ چکے ہیں بال بکھر گئے ہیں۔ چمڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر رخسار پر آ گئے ہیں۔ ہمارے نتھنوں اور دہن سے بغیر خون کے اور خون والی پیپ نکلتی رہتی ہے اور جو کچھ ہم آگے بھیج چکے تھے وہ ہم نے پالیا ہے اور جو کچھ ہم نے خرچ کیا تھا اس کا ہم نے نفع پایا ہے اور جو پیچھے چھوڑ گئے اس کا خسارہ ہوا اور ہم اپنے اعمال و افعال کے گرد ہیں اور خدا کے کرم و احسان سے بخشش کی امید رکھتے ہیں۔

ترتیب و اسباب

عقل کا بیان اور یہ کہ عقل کی بنیاد نجات ہے

امیر المومنین سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے اپنے سابق علم میں چھپے ہوئے نور سے عقل کو پیدا کیا کہ جس پر کوئی نبی مرسل اور ملک مقرب اطلاع نہیں رکھتا تھا۔ پس علم کو اس کا نفس، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر حیا کو اس کی آنکھ، حکمت کو اس کی زبان راقی کو اس کا ارادہ مقصد اور رحمت کو اس کا دل قرار دیا پھر اس کو دس چیزوں کے ساتھ پر کیا اور قوت بخشی یقین۔ ایمان۔ سچائی۔ سکینہ و قار۔ زحی۔ تقویٰ۔ خلوص۔ بخشش۔ قناعت۔ تسلیم و رضا اور شکر کے ساتھ پھر اس سے فرمایا آگے بڑھو پس وہ آگے بڑھی پھر اس سے فرمایا پیچھے ہٹو وہ پیچھے ہٹی۔ پھر اس سے فرمایا کہ کلام کرو۔ پس اس نے کلام کیا اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس کی نہ کوئی ضد ہے نہ مثل نہ شبیہ ہے نہ کفو نہ عدیل (برابر) وہ ذات کہ جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز خاضع و ذلیل ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ خوب صورت نہیں پیدا کی اور نہ تجھ سے زیادہ اپنی مطیع و قراتیر دار بنائی ہے اور نہ تجھ سے زیادہ بلند و اشرف اور اپنے ہاں زیادہ عزت والی بتائی ہے تیری وجہ سے میری توحید مانی اور عبادت کی جائے گی اور تیرے ذریعہ سے مجھے پکارا جائے گا۔ اور مجھ سے امید کی جائے گی اور مجھ سے خوف کیا جائے گا اور میری طرف رغبت کی جائے گی اور مجھ سے بچا جائے گا اور تیرے سبب سے ثواب و عقاب ہو گا پس اس وقت عقل سجدہ میں گر پڑی اور ہزار سال تک سجدہ میں رہی تو خداوند عالم نے فرمایا کہ کہ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی پس عقل نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگی خدایا مجھے اس کا شفیع بنانا

جس میں مجھے قرار دینا تو خداوندِ عالم نے ملائکہ سے کہا کہ تمہیں میں گواہ کرتا ہوں کہ میں اُسے
 فضیع قرار دوں گا اس کا جس میں اسے قرار دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن عقل مند
 نہیں ہو سکتا جب تک اس میں دس چیزیں جمع نہ ہو جائیں۔ بھلائی کی اس سے اُمید کی
 جائے اور اس کے شر سے لوگ مامون ہوں۔ دوسرے کی تھوڑی سی نیکی کو بہت سمجھتا
 ہو اور اپنی زیادہ نیکی کو کم جانتا ہو ساری عمر وہ علم حاصل کرنے سے نہ تھکے اور اس سے حاجات
 طلب کی جائیں تو وہ دل تنگ نہ ہو۔ ذلت اس کے نزدیک عزت سے زیادہ محبوب
 ہو اور فقر غنا سے اسے زیادہ پسند ہو دنیا میں سے اس کا حصہ قوت لایموت (قدر ضرورت)
 ہو۔ اور دُشویں جتیر یہ ہے کہ جس کسی کو دیکھے تو کہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے اور زیادہ
 متقی ہے امیر المؤمنینؑ نے فرمایا عقل پیدا نشی ہے اور علم سکھانے سے آتا ہے اور
 علماء کے پاس بیٹھنا زیادتی علم کا سبب ہے۔ روایت میں ہے کہ جبریلؑ جناب آدمؑ
 کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالبشر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو تین چیزوں کے
 درمیان مختار قرار دوں آپ ان میں سے ایک کو چن لیجئے اور دو کو چھوڑ دیں۔ حضرت
 آدمؑ ان سے کہنے لگے وہ کیا ہیں جبریلؑ نے کہا عقل۔ حیا اور ایمان تو آدمؑ کہنے لگے
 میں عقل کو اختیار کرتا ہوں پس جبریلؑ نے حیا اور ایمان سے کہا کہ تم چلے جاؤ وہ دونوں
 کہنے لگے ہمیں تو حکم ہوا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں مصنف کہتا ہے کہ ہر ادب کا
 ایک سرچشمہ ہوتا ہے اور فضیلت کا امیر اور ادب کا سرچشمہ عقل ہے۔ خداوند
 عالم نے اسے اپنی معرفت اور دین کی اصل و بنیاد قرار دیا ہے۔ اور ملک و دنیا کا آباد
 کار اور ہلاکتوں سے صحیح سالم رہنے کی پناہ گاہ پس لوگوں پر احکام و تکلیف (عقل کے
 مکمل ہوتے پر واجب کئے ہیں اور دنیا کے معاملات کی تدبیر اسی کے ذریعہ ہے۔
 اختلاف اور اغراض و مقاصد کے تباہی کے باوجود اس کی وجہ سے اپنی مخلوق کو ایک
 جگہ جمع کیا ہے۔ اور جس میں خداوندِ عالم عقل کو قرار دیتا ہے۔ اس کو کسی نہ کسی دن ہلاکت
 سے نکال دیتا ہے اور عقل بہت سچی مشورہ دینے والی شے ہے اور زیادہ مخلص
 دوست ہے اور بہترین ہمنشین ہے اور بہترین وزیر ہے اور خدا کی بخشی ہوئی

چیزوں میں سے بہترین چیز عقل ہے اور بدترین جہالت ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔
 جب انسان کی عقل مکمل ہو جاتی ہے تو اُس کے معاملات مکمل ہو جاتے ہیں اور اس کے احکامات
 اور تعریفات بھی تکمیل کو پہنچ جاتی ہے رسول اللہ کا فرمان ہے کہ عقل دل میں ایک نور ہے کہ
 کہ جس کی وجہ سے حق و باطل میں فرق کیا جاتا ہے۔ اور خداوند کریم کے اس قول کی تفسیر میں
 دتا کہ ڈرائے اس کو جو زندہ ہے (فرمایا ہے یعنی جو عقل رکھتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا
 لوگوں میں جو زیادہ عقل مند ہے وہ ان سے افضل ہے اور جس کی اچھی صفات میں سے
 عقل اس پر زیادہ غالب نہیں تو اس کی موت اس کی بری صفات میں سے زیادہ غالب
 صفت کی وجہ سے ہوگی اور جو چیز زیادہ ہو جائے اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے سولے
 عقل کے وہ بقی زیادہ ہوگی۔ اتنی قیمتی ہے اور عقل صحیح وہ ہے جس سے جنت حاصل
 ہو اور عاقل ہی عاقل سے الفت رکھے گا۔ اور جاہل کی الفت جاہل سے ہوگی اور کتنا
 اچھا کہا ہے کسی شاعر نے: "جب انسان میں عقل نہ ہو جو اُسے زینت بخشنے اور اچھی رائے
 اور ادب تر رکھتا ہو۔ تو وہ صرف جو پایہ ہے اگرچہ صاحب مال و نسب ہی کیوں نہ ہو
 اور قریباً جب خدا کسی بندے کو ذلیل اور کمینہ رکھنا چاہتا ہے تو اس پر علم و ادب کے
 دروازے بند کر دیتا ہے اور انسان عقل و دین میں اس وقت تک صحیح و سالم رہتا ہے
 جب تک کوئی نشے والی چیز استعمال نہ کرے اور اپنی مروت میں درست رہتا ہے جب تک
 پھسلنے والے کام نہ کرے اور امانت میں صحیح رہتا ہے۔ جب تک وصیت قبول نہ کرے
 اور امانت اس کے پاس نہ رکھی جائے اور اپنے فضل و کمال میں درست رہتا ہے جب
 تک کسی قوم کا امام و پیشوا نہ بنے یا منبر پر نہ جائے اور لوگوں میں زیادہ شریف علماء
 ہیں اور ان کے سردار متقی ہیں۔ اور ان کے بادشاہ پرہیزگار ہیں۔ اور کسی انسان کی کلام
 کی پستی اس کی عقل کی کمی پر دلیل ہے۔ روایت ہے کہ امام حسن بن علیؑ نے اپنے خطیبہ میں
 فرمایا جان لو کہ عقل حر ہے اور علم زینت ہے اور وقار مروت ہے اور جلد بازی
 بیوقوفی ہے اور بیوقوفی کمزوری ہے اور اہل دنیا کے پاس بیٹھنا معیوب ہے۔
 اور اہل فسق کے ساتھ ہم نشینی مشکوک کر دیتی ہے اور جو اپنے بھائیوں کو خفیف سمجھے

اس کی مروت خراب ہو جاتی ہے اور ہلاک نہیں ہوتے مگر شک کرنے والے اور ہدایت یافتہ نجات حاصل کرتے ہیں۔ جو اپنی اہل اور رزق میں خدا کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی متہم نہیں کرتے۔ پس ان کی مروت کامل ہے اور ان کا دین مکمل ہے۔ وہ صبر کرتے ہیں یہاں تک کہ خدا ان کا رزق لے آئے وہ اپنا دین اور مروتیں دنیا کے مقابلہ میں نہیں بیچتے اور دنیا کی کوئی چیز خدا کے گناہ کر کے طلب نہیں کرتے۔ اور انسان کی عقل اور مروت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی حاجات کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے چاہے وہ اپنی حاجات اس کے پاس نہیں لے کے جاتے اور خداوند عالم نے جو چیزیں اپنے بندے کو بخشی ہیں ان میں سے افضل عقل ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ وہ دنیا کی آفات سے نجات اور آخرت کے عذاب سے صحیح و سالم رہتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ کے سامنے لوگوں نے ایک شخص کی عمدہ عبادت کی تعریف کی۔ تو آپ نے فرمایا اس کی عقل کو دیکھو کیونکہ قیامت کے دن بندوں کو ان کی عقل کے برابر جزا ملے گی اور اچھا ادب دلیل ہے عقل کے صحیح ہونے کی۔

چونواں باب

ان چیزوں کا بیان محمد رسول اللہؐ نے شبِ معراج اپنے پروردگار سے پوچھا

اور یہ خاتمہ کتاب ہے

امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے اپنے پروردگار سے شبِ معراج سوال کرتے ہوئے عرض کیا اے مالک کو نسا عمل افضل ہے تو ارشاد قدرت ہوا کوئی چیز میرے نزدیک مجھ پر بھروسہ کرتے اور میری تقسیم پر راضی رہتے سے افضل نہیں ہے۔ اے محمدؐ میری محبت ان کے لیے ضروری ہے جو ایک دوسرے سے میری وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور میری محبت واجب ہے ان کے لیے جو میرے لیے ایک دوسرے سے عطا وقت و شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری محبت لازم ہے ان کے لیے جو ایک دوسرے سے صلہ رحمی اور میل جول رکھتے ہیں اور میری محبت ان کے لیے لازمی ہے جو مجھ پر توکل کرتے ہیں اور میری محبت کا کوئی نشان غایت اور نہایت نہیں ہے جیسا کہ ان کا ایک علم بلند کرتا ہوں تو ان کا دوسرا علم پست کرتا ہوں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو مخلوق کو میری نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنی حاجات مخلوق کے پاس نہیں لے جاتے۔ ان کے شکم حرام کھانے سے خفیف ہیں۔ ان کی نعمت دنیا میں میرا ذکر میری محبت اور میرا ان سے راضی ہوتا ہے۔ اے احمدؑ اگر تو چاہتا ہے کہ تمام لوگوں سے زیادہ صاحبِ ورع بنے تو دنیا سے پرہیز کر اور آخرت کی طرف رغبت کر۔ آپؐ نے عرض کیا خدا یا کس طرح دنیا سے پرہیزگار بنوں۔ فرمایا دنیا میں سے تھوڑا سا کھانا پینا اور لیا اسے لو اور کل کے لیے ذخیرہ نہ بناؤ۔ مجھے ہمیشہ یاد رکھو۔ عرض کیا پالنے والے کس طرح تجھے ہمیشہ یاد رکھوں۔ فرمایا لوگوں سے خلوت کر لو۔ کھٹی میٹھی چیزوں سے بغض

رکھو۔ اور اپنے شکم اور گھر کو دنیا سے خالی رکھو۔ اے احمد اس سے بچو کہ بچہ کی طرح ہو جاؤ
 جیب وہ بستر اور زر و قسم کی چیزیں دیکھے اور میٹھی یا کھٹی چیز اُسے دی جائے تو وہ اس
 کے دھوکے میں آجائے۔ آپ نے عرض کیا پرونگار مجھے کوئی ایسا عمل بتا کہ جس سے میں
 تیرا قرب حاصل کر لوں۔ فرمایا اپنی رات کو دن اور دن کو رات بتالے۔ عرض کیا پالنے والے
 یہ کیسے ہو۔ فرمایا اپنی نیند کی جگہ نماز کو اور کھانے کی جگہ جھوک کو دے دو۔ اے احمد مجھے
 اپنی عزت و جلال کی قسم ہے جو بندہ میرے لیے چار چیزوں کی ضمانت دے دے تو میں اُسے
 جنت میں داخل کر دوں گا۔ اپنی زبان کو لپیٹ دے اور سوائے مقصد کے اُسے نہ کھولے
 اور اپنے دل کو وسواس سے محفوظ رکھے اور میرے جانتے اور اس پر نظر رکھتے کو یاد
 رکھے اور اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک بھوک ہو اے احمد کاش تم جھوک، خاموشی اور
 علیحدہ رہتے اور اُن سے جو چیز ان صفات والوں کو میراث میں ملتی ہے اس کی لذت
 کو چکھتے۔ عرض کیا اے پالنے والے جھوک کی میراث کیا ہے۔ ارشاد ہوا حکمت دل
 کی حفاظت اور میرا تقرب اور ہمیشہ کا حزن و ملال اور لوگوں میں کم خرچ ہونا اور حق
 بات کہنا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ آسانی سے گزر رہو رہا ہے۔ یا تنگی سے اے احمد کیا تمہیں
 معلوم ہے کہ بندہ کس وقت میرے قریب ہوتا ہے۔ آپ نے عرض کیا نہیں میرے
 مالک ارشاد ہوا جب جھوکا ہو یا سجدہ میں ہو۔ اے احمد مجھے تین قسم کے بندوں سے
 تعجب ہے۔ وہ بندہ جو نماز شروع کرے اور اُسے پتہ ہو کہ وہ کس کے سامنے ہاتھ
 اٹھا رہا ہے اور وہ کس کے سامنے کھڑا ہے۔ باوجود اس کے وہ اونگھ رہا ہے اور
 تعجب ہے اُس بندہ سے کہ جس کے پاس زمین سے اُگے ہوئے گھاس وغیرہ سے
 ایک دن کی روزی ہو اور وہ کل کے لیے اہتمام کرے اور مجھے تعجب ہے اُس بندے
 سے کہ جسے یہ معلوم نہیں کہ میں اس پر راضی ہوں کہ ناراض اور وہ ہنستا ہو۔ اے احمد
 جنت میں ایک محل ہے جس کے موتی کے اوپر موتی اور در کے اوپر در ہے نہ اُس میں
 کوئی رخنہ ہے۔ اور نہ جوڑ اس میں خاص لوگ رہتے ہیں۔ جن پر میں ستر مرتبہ نظر
 رحمت کرتا ہوں۔ پس میں اُن سے کلام کرتا ہوں اور اُن کے ملک میں ستر گنا اضافہ

کرتا ہوں۔ جب جنت والے کھانے پینے سے لذت حاصل کرتے ہیں تو وہ میرے ذکر
 کلام اور گفتگو سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے عرض کیا خداوندان کی علامت کیلئے
 فرمایا وہ قیدی ہیں۔ انھوں نے اپنی زبان کو فضول باتیں کرنے سے اور اپنے شکم کو زائد
 کھانے سے قید کر رکھا ہے۔ اے احمد اللہ کی محبت یہ ہے کہ فقراء سے محبت کی
 جائے اور ان کا قریب حاصل کیا جائے۔ آپ نے عرض کیا فقراء کون ہیں۔ فرمایا جو
 تھوڑے رزق پر راضی رہتے ہیں۔ بھوک پر صبر کرتے ہیں اور زندگی کی فراخی پر شکر کرتے
 ہیں۔ وہ اپنی بھوک اور پیاس کی شکایت نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹ نہیں بولتے
 وہ اپنے پروردگار پر غصہ ناک نہیں ہوتے اور ہر چیز ان کے ہاتھ سے نکل جائے
 اُس پر غم نہیں کرتے اور جو انھیں مل جائے اس پر خوش نہیں ہوتے۔ اے احمد میری
 محبت فقراء کی محبت ہے۔ پس فقراء سے قریب رہو اور ان کی مجلس اپنے قریب
 رکھو تو میں تمہارے قریب ہو جاؤں گا اور ان غیاء کو دور کرو اور ان کی مجلس اپنے سے
 دور رکھو کیونکہ فقراء میرے محبوب ہیں۔ اے احمد لباس پہنتے، اچھا کھانا کھاتے اور نرم
 بستر پر سوتے سے اپنے آپ کو مزین نہ کرو۔ کیونکہ نفس ہر بُرائی کی پناہ گاہ ہے۔ اور یہ ہر
 بُرائی کا ساتھی ہے۔ تو اسے اللہ کی اطاعت کی طرف کھینچے تو وہ یہ سمجھے اس کی نافرمانی کی طرف
 کھینچے گا۔ اللہ کی اطاعت میں وہ تیری مخالفت کرے گا۔ اور جسے تو ناپسند کرے۔ اس
 میں وہ تیری اطاعت کرے گا۔ جب نفس سیر ہو تو وہ ہلغیان و سرکشی کرتا ہے اور جب بھوکا
 ہو تو شکایت کرتا ہے۔ جب فقیر و محتاج ہو تو غصہ ناک ہوتا ہے۔ اور جب غنی
 و توںگر ہو جائے تو تکبر کرتا ہے جب بڑا ہو جائے تو بھول جاتا ہے اور جب مامون
 ہو تو غافل ہو جاتا ہے۔ وہ شیطان کا قرین و ساتھی ہے اور نفس کی مثال شتر مرغ جیسی
 ہے۔ زیادہ کھاتا ہے اور جب اس پر بوجھ رکھا جائے تو پرواز نہیں کرتا اور مثل کثیر
 دایک دوائی ہے کہ ہے رنگ اس کا اچھا ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔ اے احمد
 دنیا اور اہل دنیا سے بغض رکھو۔ آخرت اور اہل آخرت سے محبت کرو۔ عرض کیا
 خدا یا اہل دنیا کون ہیں اور اہل آخرت کون ہیں۔ فرمایا اہل دنیا وہ ہے جس کا کھانا

ہنسنا سونا اور غصہ زیادہ ہو۔ کم راضی ہوتا ہو۔ جس سے بُرائی کرے اس سے معذرت نہ چاہے اور جو اس کے سامنے عذر پیش کرے اس کا عذر قبول نہ کرے۔ اطاعت کے وقت سُست ہو۔ گناہ کے وقت شجاع اور بہادر ہو اس کی اُمید طویل ہو اور موت قریب ہو اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرتا ہو۔ کم فائدہ ہو۔ زیادہ باتیں کرتا ہو۔ نڈر ہو۔ کھانے کے وقت زیادہ خوش ہوتا ہو اور اہل دنیا قراچی کے وقت شکر نہیں کرتے۔ مصیبت کے وقت صبر نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک لوگوں کی کثرت قلت ہے۔ ایسے کاموں پر اپنی تعریف کرتے ہیں جو انھوں نے نہیں کیے اور ایسی چیز کا دعویٰ کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہے اور جن چیزوں کی آرزو رکھتے ہیں ان میں گفتگو کرتے ہیں اور لوگوں کی بُرائیاں بیان کرتے ہیں۔ اے احمد اہل دنیا میں بھالت اور حماقت زیادہ ہوتی ہے۔ جن سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اُن کے سامنے تواضع نہیں کرتے۔ وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صاحبان معرفت کے نزدیک وہ احمق ہیں۔ اے احمد بے شک اہل خیر اور اہل آخرت کے چہرے کمزور ہوتے ہیں اُن میں حیا و شرم زیادہ ہوتی ہے۔ اُن میں حماقت کم ہوتی ہے۔ ان کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ مکر و فریب کم کرتے ہیں۔ لوگ اُن سے آرام و راحت میں ہیں اور ان کے نفس ان سے سختی و تنگی میں ہوتے ہیں۔ ان کی گفتگو مناسب ہوتی ہے وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں انھیں تھکائے رکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں۔ لیکن دل نہیں سوتے ان کی آنکھیں گریہ کناں اور دل ذکر کرتے والے ہیں۔ جب لوگ غافلین میں لکھے جاتے ہیں۔ تو ان کا نام ذکر کرتے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ وہ نعمت کی ابتداء ہیں حمد الہی بجالاتے ہیں اور آخر میں شکر کرتے ہیں ان کی دُعا بارگاہ الہی میں جاتی ہے۔ ان کی بات سُنی جاتی ہے ان سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔ اُن کی دُعا حجابوں کے نیچے ہوتی ہے۔ پروردگار ان کا کلام سُنا پسند کرتا ہے۔ جس طرح ماں بیٹے سے محبت کرتی ہے وہ خدا سے پلک بھپکنے کی دیر مشغول نہیں رہتے۔ وہ زیادہ کھانا زیادہ باتیں کرتا اور زیادہ لباس نہیں چاہتے۔ لوگ ان کے نزدیک مُردہ ہیں اور خدا اُن کے نزدیک جی (زندہ) و کریم ہے۔ پشت پھیرنے والوں کو

اپنے کرم کی وجہ سے بلاتے ہیں اور آگے بڑھتے والوں کے لیے لطف و جہربانی زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا و آخرت ایک ہو گئی ہے۔ اسے احمد زاہدوں کے پاس زہد و تقویٰ رکھنے والوں کے لیے کیا کچھ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ اسے پلنے والے (فرمایا) لوگ مبعوث ہوں گے اور ان کے حساب و کتاب کی جانچ پڑتال ہو رہی ہوگی اور زاہد اس سے مامون ہوں گے اور کم از کم جو کچھ میں زہد اختیار کرتے والوں کو آخرت میں دوں گا وہ یہ ہے کہ میں انہیں سب جنتوں کی چابیاں دے دوں گا تاکہ وہ جو تسار دروازہ چاہیں کھول لیں اور یہی اپنی ذات سے انہیں تجویب نہیں قرار دوں گا اور انہیں اپنی گفتگو میں سے قسم قسم کی لذت دوں گا اور انہیں سچائی کی محفل میں ٹھانڈوں کا اور انہیں یاد دلاؤں گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا اور کس طرح دنیا میں مشقت کے ساتھ رہے اور میں ان کے لیے چار دروازے کھول دوں گا۔ ایک دروازے سے صبح شام میری طرف سے ان کے لیے ہدیے لائیں گے۔ اور ایک دروازے سے وہ میری رحمت کی طرف جس طرح چاہیں گے دیکھیں گے بغیر کسی تکلیف کے اور ایک دروازے سے وہ جہنم کی طرف جھانکیں گے۔ پس وہ ظالموں کو دیکھیں گے کہ وہ کس طرح غدا ب میں رہ رہے ہوں گے۔ اور ایک دروازے سے ان کے پاس کنیزیں اور حورالعین آئیں گی۔ آپ نے عرض کیا اسے پروردگار یہ زاہد و پرہیزگار کون لوگ ہیں کہ جن کی صفتیں اتنے بیان کی ہیں۔ فرمایا زاہد وہ ہے جس کا کوئی گھرنہ ہو کہ جس کے خراب ہونے پر وہ مغموم ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہو کہ جس کے مرنے پر وہ محزون ہو اور نہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جو اس سے چلی جائے تو اس کے جانے کا اسے دکھ ہو۔ کوئی انسان اسے نہ پہچانتا ہوں تاکہ وہ اسے پلک بھپکنے کی مقدار اللہ کے ذکر سے مشغول رکھے۔ نہ اس کے پاس بچا ہو اکھاتا ہو کہ جس کا اس سے سوال کیا جائے اور نہ ہی اس کے پاس نرم لباس ہو۔ اسے احمد زاہدوں کے چہرے زرد ہوتے ہیں رات کی تھکان اور دن کے روزے کی وجہ سے اور ان کی زبانیں ذکر خدا کر کے تھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے دل کے سینوں میں زیادہ خاموشی کی وجہ

سے لگام دیئے گئے ہیں۔ انہیں خود بخود کوشش کرنا عطا کیا گیا ہے نہ جہنم کے خوف سے اور نہ جنت کے شوق میں بلکہ وہ ملکوتِ آسمان و زمین کو دیکھتے ہیں۔ لہذا انہیں علم و یقین ہے کہ خداوندِ عالم ہی عبادت کے لائق ہے۔ اے احمد یہ انبیاء اور تیری اور دوسروں کی اُمت کے صدیقین اور شہداء کے ایک گروہ کا درجہ ہے عرض کیا اے پاتے والے کون سے زائد زیادہ ہیں میری اُمت کے یا بنی اسرائیل کے فرمایا۔ بنی اسرائیل کے زائد تیری اُمت کے زائدوں میں اس طرح ہیں جیسے سیاہ بال سفید گائے میں ہوتا ہے۔ آپؐ نے عرض کیا اے پاتے والے یہ کس طرح ہے۔ حالانکہ بنی اسرائیل کی تعداد تو زیادہ ہے۔ ارشاد ہوا یہ اس لیے ہے چونکہ انہوں نے یقین کے بعد شک کیا اور اقرار کے بعد انکار کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پس میں نے اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کیا اور اپنی اُمت کے لیے حفظ و ایمان و رحمت اور باقی بھلائیوں کی دُعا کی۔ اے احمد تجھ پر ورع (محرمات سے بچتا) لازم ہے۔ کیونکہ ورع دین کا سر، دین کا وسط اور دین کا آخر ہے۔ اور ورع ہی کے ذریعہ خدا کا قُرب حاصل ہوتا ہے۔ اے احمد ورع مومن کی زینت اور دین کا ستون ہے اور ورع کی مثال کشتی جیسی ہے۔ جس طرح سمندر سے کوئی نجات نہیں حاصل کر سکتا جب تک کشتی میں نہ ہو۔ اسی طرح پرہیزگار اور زائد ورع کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ اے احمد جو بندہ مجھے پہنچانے اور میرے سامنے خشوع و خضوع کرے تو ہر چیز اس کے سامنے جھکتی ہے۔ اے احمد ورع بندے پر عبادت کے دروازے کھول دیتی ہے۔ پس اس کی وجہ سے بندہ مخلوق کی نگاہ میں مکرم ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تک پہنچتا ہے۔ اے احمد خاموشی اختیار کر۔ کیونکہ زیادہ آباد محفل صلحاء اور خاموش لوگوں کے دل میں اور خراب ترین مجلس ان لوگوں کے دل میں جو فضول باتیں کرتے ہیں۔ اے احمد عبادت کے دس جنس ہیں ان میں سے نو جنس طلبِ حلال میں ہیں۔ کیونکہ اگر تیرا کھانا پینا پاک ہو تو تو میری حفظ و امان میں رہے گا۔ عرض کیا اے پاتے والے پہلی عبادت کون سی ہے ارشاد ہوا خاموشی اور روزہ۔ عرض کیا اے پاتے والے روزے کی میراث کیا ہے۔ فرمایا روزے کی میراث حکمت۔ حکمت کی میراث معرفت اور

معرفت کی میراث یقین ہے۔ پس جب بندہ یقین حاصل کر لیتا ہے تو پھر پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔ تنگی میں یا فراخی میں اور جب بندہ موت کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے سر پر کچھ ملائکہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ کے ہاتھ میں کوثر کے پانی اور جنت کی شراب کا ایک ایک پیالہ ہوتا ہے وہ اس کی رُوح کو یہ دونوں پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا لشہ اور کمر واپسٹ دُور ہو جاتی ہے اور اُسے بہت بڑی بشارت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تو پاک ہوا اور تیرے رہنے کی جگہ پاک ہے تو عزیزِ کریم حبیب اور قریب کی بارگاہ میں جا رہا ہے۔ پس اس کی رُوح ملائکہ کے ہاتھ سے اُڑتی ہے۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں پلک بھینکنے کی مقدار میں پہنچ جاتی ہے اور اس رُوح اور خدا کے درمیان کوئی پردہ اور حجاب باقی نہیں رہتا اور خدا اس کا مشتاق ہوتا ہے اور وہ جا کر عرش کے پاس ایک چشمہ کے قریب بیٹھ جاتی ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے تو نے دنیا کو کس حالت میں چھوڑا ہے تو وہ کہتی ہے خدا یا تیری عزت و جلال کی قسم مجھے دنیا کی کوئی خبر تھیں۔ مجھے تو تے جب سے پیدا کیا ہے۔ میں تو تجھ سے ڈرتی رہی ہوں۔ خداوندِ عالم فرمائے گا اے میرے بندے تو نے سچ کہا ہے تو دنیا میں اپنے جسم اور رُوح سمیت میرے ساتھ تھا اور تیری خلوت و جلوت میری نگاہ میں تھی تو سوال کر میں تجھے عطا کروں گا تو مجھ سے کوئی خواہش کر کہیں تیری عزت افزائی کروں گا۔ پس یہ میری جنت تیرے لیے مباح و حلال ہے تو اس کو مباح قرار دے اور اس کے وسط میں رہ اور یہ میرا پڑوس ہے۔ اس میں سکونت اختیار کرے۔ پھر رُوح کہے گی خدا یا چونکہ تو نے مجھے اپنی ذات کی معرفت دی ہے لہذا میں اس کی وجہ سے تیری تمام مخلوق سے بے نیاز ہو گئی ہوں۔ تیری عزت و جلال کی قسم اگر تیری خوشی اسی میں ہو کہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاؤں اور مجھے سخت ترین طریقہ پر ستر مرتبہ قتل کیا جائے تو تیری رضا و خوشی مجھے پسند ہوگی۔ خدا یا میں کس طرح اپنے اوپر اتراؤں۔ حالانکہ میں ذلیل ہوں۔ اگر تو میری عزت و تکریم نہ کرے اور میں مغلوب ہوں اگر تو میری مدد نہ کرے اور کمزور ہوں۔ اگر تو مجھے قوت نہ بخشے اور میں مُردہ ہوں۔ اگر تو اپنی

یاد سے مجھے زندہ نہ رکھے اور اگر تیری پردہ پوشی نہ ہوتی تو میں رسوا ہو جاتی۔ جب کہ میں نے پہلی مرتبہ تیری نافرمانی کی تھی۔ خدا یا میں تیری رضا و خوشی کو کیسے نہ چاہوں۔ حالانکہ تو نے میری عقل کو کامل کیا۔ یہاں تک کہ میں نے تجھے ادرحق کو باطل سے اور امر کو نہی سے اور علم کو جہالت سے اور نور کو ظلمت سے پہچانا۔ پس ارشاد قدرت ہوتا ہے تجھے اپنے عزت و جلال کی قسم میں تیرے اور اپنے درمیان کسی وقت حجاب نہیں قرار دوں گا اور میں اپنے دوستوں سے ایسا ہی کرتا ہوں اے احمد کیا تجھے معلوم ہے کہ کونسی زندگی زیادہ خوش گوار اور کون سی حیات زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ آپ نے عرض کیا پالنے والے ہمیں۔ ارشاد ہوا کہ خوش گوار زندگی وہ ہے جو اپنے ساتھی کو میرے ذکر سے مست نہ بنائے اور وہ میری نعمت کو نہ بھولے اور میرے حق سے جاہل نہ ہو۔ رات دن میری رضا و خوشی کا طالب ہو اور باقی رہی باقی رہنے والی حیات تو وہ ایسی زندگی ہے کہ انسان اپنے نفس کے لیے عمل کرے۔

یہاں تک کہ دنیا اس کے سامنے ذلیل ہو جائے اور اس کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہو اور آخرت اس کے نزدیک ذی عظمت ہو اور وہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے اور میری رضا کو چاہے اور میری عظمت کے حق کو بزرگ سمجھے اور یہ یاد رکھے کہ مجھے اس کا علم ہے اور ہر برائی و گناہ کے وقت دن رات مجھ پر اس کی نگاہ رہے اور اپنے دل کو ہر اس چیز سے دور رکھے کہ جسے میں ناپسند کرتا ہوں شیطان اور اس کے وسوسوں کو مبعوض رکھے اور اپنے دل پر شیطان کا تسلط اور اسے راستہ نہ دے۔ جب وہ ایسا کرے تو اس کے دل میں محبت قرار دوں گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے دل کو اپنے لیے مخصوص کر لوں گا اور اس کی فراغت اس کا شغل اس کا ہم و غم اور گفتگو اس نعمت کے متعلق ہوگی جو میں نے اپنی مخلوق میں سے اپنی ذات بابرکات سے محبت کرنے والوں کو عطا کی ہے اور اس کے دل کی آنکھ اور کان کھول دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ دل سے سنے گا اور میرے جلال و عظمت کو دل سے دیکھے گا۔ اور دنیا اس کے لیے تنگ ہو جائے گی اور میں اس کے نزدیک لذات دنیا کو مبعوض قرار دوں گا اور اسے

دنیا سے اور جو کچھ دُنیا میں ہے اس سے ڈراؤں گا جس طرح نگہبان اپنی بھیڑوں پر ہلاکت کی
 چہرہ آگاہ سے ڈرتا ہے۔ جیب وہ ایسا ہو جاتا ہے تو وہ لوگوں سے بہت بھاگتا ہے اور
 فنا کے گھر کا سامان بقا کے گھر کی طرف اور شیطان کے گھر کا رُحمن کے گھر کی طرف منتقل کرتا
 ہے اے احمد میں اسے ہیبت اور عظمت سے مزین کرتا ہوں تو یہ ہے خوشگوار
 زندگی اور باقی رہنے والی حیات اور راضی رہنے والوں کا مقام۔ پس جو شخص میری مرضی
 کے مطابق عمل کرے میں اس کے لیے تین چیزیں لازم قرار دیتا ہوں۔ اسے ایسے شکر
 کی پہچان کرتا ہوں کہ جس میں جہالت کی ملاوٹ نہیں ہوتی اور ایسا ذکر جس میں نسیان نہیں
 اور ایسی محبت کہ وہ میری محبت پر مخلوق کی محبت کو ترجیح نہیں دیتا پس جیب وہ مجھ سے
 محبت کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اپنے جلال کی طرف اس کے دل کی آنکھ
 کو کھول دیتا ہوں اور اس سے اپنی مخصوص مخلوق کو مخفی نہیں رکھتا۔ اور میں اس سے
 رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں مناجات کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ مخلوق سے اس کی
 بات چیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان سے اس کا اٹھنا بیٹھنا منقطع ہو جاتا ہے اور میں اسے
 اپنی اور اپنے ملائکہ کی گفتگو سُنا تا ہوں اور میں اُسے اس راز سے آگاہ کرتا ہوں۔ جس کو
 میں نے اپنی مخلوق سے چھپا رکھا ہے اور میں اسے شرم و حیا کا لباس پہنا تا ہوں۔
 یہاں تک کہ تمام مخلوق اس سے شرم کھاتی ہے اور زمین پر بنشا ہوا ہو کر چلتا پھرتا
 ہے اور اس کے دل کو یاد رکھنے والا اور دیکھنے والا قرار دیتا ہوں۔ اور جنت و
 جہنم کی کوئی چیز میں اس سے چھپا کے نہیں رکھتا اور جو شدت و ہولناکی قیامت
 میں لوگوں پر گزرے گی اور جو اغنیاء فقراء بھال اور علماء سے میں حساب لوں گا۔
 اس سے اسے آگاہ کرتا ہوں اور اس کو اُس کی قبر میں میں سُلا دیتا ہوں اور اس پر
 منکر و بحیر کو نازل کرتا ہوں تاکہ وہ اس سے سوال کریں وہ موت قبر اور لحد کی تاریکی
 صبح قیامت کے طلوع ہوتے کا ہولناک منظر نہیں دیکھے گا۔ پھر میں اس کے لیے اس
 کا میزان عمل نصب کروں گا اور اس کے اعمال کا دفتر پھیلا دوں گا۔ پھر اس کی کتاب اس
 کے دائیں ہاتھ میں تھا دوں گا۔ پس وہ اس کو کھلا ہوا پڑھے گا۔ اس کے بعد میں اس کے

اور اپنے درمیان کوئی ترجیح نہیں قرار دوں گا۔ تو یہ ہی محبت کرنے والوں کے صفات
 اے احمد اپنا ہم و غم ایک اور اپنی ایک ہی زبان قرار دے اپنے بدن کو زندہ بنا۔ وہ
 کبھی بھی غافل نہ رہے اور جو تجھ سے غافل رہے تو مجھے کوئی پروا نہ ہے کہ وہ کونسی
 وادی میں ہلاک ہو رہا ہے اے احمد زائل ہوتے سے پہلے اپنی عقل کا استعمال کرے کیونکہ
 جو اپنی عقل کو عمل میں لائے نہ وہ خطا کرتا ہے اور نہ طغیانی و سرکشی۔ اے احمد کیا تمہیں
 معلوم نہیں کہ میں نے تجھے تمام انبیاء پر کیوں فیصلت دی ہے۔ حضورؐ نے عرض کیا
 خدایا نہیں۔ ارشاد ہوا یقیناً خوش خلقی سخاوت نفس اور لوگوں پر رحم کھانے کی وجہ سے
 اسی طرح زمین میں اقتاد (نیک لوگ جو بنزلیہ منج کے ہیں) اقتاد نہیں بنتے مگر انہیں
 چیزوں کی بنا پر۔ اے احمد جب بندہ کا شکم بھوکا ہو اور وہ اپنی زبان کو روکے رکھے
 تو میں اسے حکمت کی تعلیم دیتا ہوں۔ اب اگر وہ کاقر ہے تو وہ حکمت اس کے خلات
 حجت و دلیل اور وبالِ جان ہو جائے گی اور اگر وہ مومن ہے تو حکمت اس کے لیے نور
 رہبان شفا اور رحمت بنے گی پھر وہ ان چیزوں کو جاننے لگ جاتا ہے جنہیں نہیں جانتا
 تھا اور وہ کچھ دیکھتا ہے جسے وہ پہلے نہیں دیکھتا تھا۔ سب سے پہلے جس چیز کو دیکھتا
 ہے وہ اُس کے اپنے عیوب ہیں۔ یہاں تک کہ یہ چیز اسے اپنے غیر کے عیوب سے
 مشغول رکھتی ہے اور میں اُسے علم کے دقائق دکھاتا ہوں یہاں تک کہ شیطان اُس کے
 ہاں نہیں آسکتا۔ اے احمد میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عبادت خاموشی
 اور روزہ ہے۔ تو جو شخص روزہ رکھے، لیکن اپنی زبان کو نہ روکے وہ اس کی مانند ہے
 جو نماز کے لیے کھڑا ہو اور نماز میں قرائت نہ کرے تو میں اس کو قیام کا اجر تو دوں گا لیکن
 عبادت کرتے والا اجر نہیں دوں گا۔ اے احمد کیا تمہیں معلوم ہے کہ بندہ عبادت
 گزار کیب ہوتا ہے۔ عرض کیا نہیں اے مالک۔ ارشاد ہوا جب اس میں سات چیزیں
 جمع ہو جائیں۔

۱۔ ورع و پرہیزگاری جو اسے حرام چیزوں سے روک دے۔

۲۔ خاموشی جو لایعنی باتوں سے پرہیز کرے۔

۲۔ خوف کہ جس سے اُس کا گریہ ہر دن زیادہ ہو۔

۴۔ اور شرم و حیا کہ جس کی وجہ سے وہ خلوت میں شرمائے۔

۵۔ اتنا کھانا کہ جو ضروری ہے۔

۶۔ اور دنیا سے بغض رکھے، چونکہ میں اس سے بغض رکھتا ہوں۔

۷۔ اور اچھے لوگوں سے محبت رکھے چونکہ میں اُن سے محبت کرتا ہوں۔

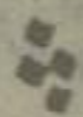
اے احمد! ہر وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میرا محبوب نہیں جب تک قدرِ ضرورت روزی نہ کھائے، پست لباس نہ پہنے۔ سجدہ میں گرتے جائے۔ طویل قیام نہ کرے۔ خاموشی اختیار نہ کرے۔ مجھ پر توکل نہ کرے۔ زیادہ گریہ نہ کرے کم نہ ہنسنے۔ اپنی خواہش کی مخالفت نہ کرے اور مسجد کو اپنا گھر نہ بنائے علم کو اپنا ساتھی اور زہد کو اپنا ہم نشین علماء کو اپنا مجاہد اور فقراء کو اپنا ساتھی نہ بنائے اور میری رضا کو طلب کرے اور تا فرمان لوگوں سے بھاگ جائے اور میرے ذکر میں مشغول رہے اور ہمیشہ زیادہ تسبیح کرے اور وعدہ کا سچا ہو اور معاہدہ کو پورا کرے۔ اس کا دل پاک ہو اور نماز میں زکوٰۃ دے اور فرائض میں کوشش کرے۔ اور میرے پاس جو ثواب ہے اس میں رغبت کرے اور میرے عذاب سے ڈرے اور میرے دوستوں کا قرین و ہم نشین بنے۔

اے احمد! اگر کوئی بندہ اہل آسمان و زمین جیسی عبادت کرے اور اہل آسمان و زمین جیسے روزے رکھے اور ملائکہ کی طرح کھانا نہ کھائے اور تنگے شخص جیسا لباس پہنے باوجود اس کے میں اس کے دل میں دنیا اس کی وسعت اس کی ریاست اور اس کی زینت کی محبت ذرہ برابر دیکھوں تو وہ میرے گھر میں میرے بواہر میں نہیں رہ سکتا اور میں اس کے دل سے اپنی محبت کو نکال دوں گا اور تجھ پر میرا سلام اور میری رحمت ہو۔ اور حمد ہے اللہ کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔



ہماری مطبوعات

۱۵ روپے	توضیح المسائل (چھوٹی)	۳۲ روپے	توضیح المسائل (بڑی)
" ۲۵	منہج البلاغہ (چھوٹی)	" ۶۵	منہج البلاغہ (بڑی)
" ۲۵	صحیفہ کاملہ (چھوٹی)	" ۴۰	صحیفہ کاملہ (بڑی)
" ۳۰	تاریخ حسن مجتبیٰ	" ۵۰	تذکرۃ الاطہار
" ۱۸	تعلیم دین (دوم)	" ۱۲	تعلیم دین (اول)
" ۱۰	جان سخن	" ۲۰	سر و چمن
" ۲۰	یوم الحسین	" ۱۵	نظام زندگی
" ۱۲	چہل حدیث	" ۱۲	دستور ایران
" ۱۲	در سہائے منہج البلاغہ	" ۲۰	بہار انقلاب
" ۱۰	ہدایا و تحف	" ۶	معدن الجواہر
" ۶	دین حق عقل کی روشنی میں	" ۶	حقوق اور اسلام
" ۵	الاشنا عشریہ	" ۱۵	اقوال رہبر
" ۴	ہدایت النساء	" ۵	معراج مومن
	کردار کی روشنی	" ۴	جہاد اکبر



امامیہ پبلیکیشنز، ۱۷ نور چیمبر گنپت روڈ لاہور ۲

کتابوں کے دنیا میں زبردست انقلاب

معیاری کتابت - ولایتی کاغذ - اعلیٰ طباعت - خوبصورت جلد

سائز	مترجمہ و حواشی از	ہدیہ
۳۰ × ۲۰	انصاری سید مقام	۶۵ روپے
۸		
۳۶ × ۲۳	حضرت علامہ مفتی جعفر حسین	۴۵ روپے
۱۶		

معیاری کتابت - ولایتی کاغذ - اعلیٰ طباعت - خوبصورت جلد

سائز	مترجمہ و حواشی	ہدیہ
۳۰ × ۲۰		۴۰ روپے
۸		
۳۶ × ۲۳	حضرت علامہ مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقام	۲۵ روپے
۱۶		

معیاری کتابت - آفست کاغذ - اعلیٰ طباعت - خوبصورت جلد

سائز	مترجمہ	ہدیہ
۳۰ × ۲۰	از: حضرت علامہ شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ روپے
۸		
۳۶ × ۲۳	ترجمہ: الحاج علامہ سید صفدر حسین نجفی	۲۵ روپے
۱۶		

اہل قلم سے اپیل

☆ صلواتِ عام ہے یارانِ نکتہ دان کیلئے

امامیہ پبلیکیشنز

مختلف عنوانات کے تحت نہایت دیدہ زیب
کتب کامیابی سے شائع کر رہا ہے۔

اس سلسلے میں اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ
وہ اپنے مذہبی، دینی، اقتصادی اور معاشی مضامین ارسال فرمائیں
تاکہ انہیں عوام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل
کر سکیں۔

☆ اہل قلم حضرات کی مکمل حوصلہ افزائی کی جائیگی

امامیہ پبلیکیشنز

کے قیام کا مقصد فقط اہل قلم کے جذبہ تحریر
کو تقویت پہنچانا اور ان کے صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہی نہیں بلکہ عوام
کی مذہبی اور اقتصادی میدان میں خدمت کرنا مقصود ہے۔

ادارہ

اپنی منزلت کا تعین

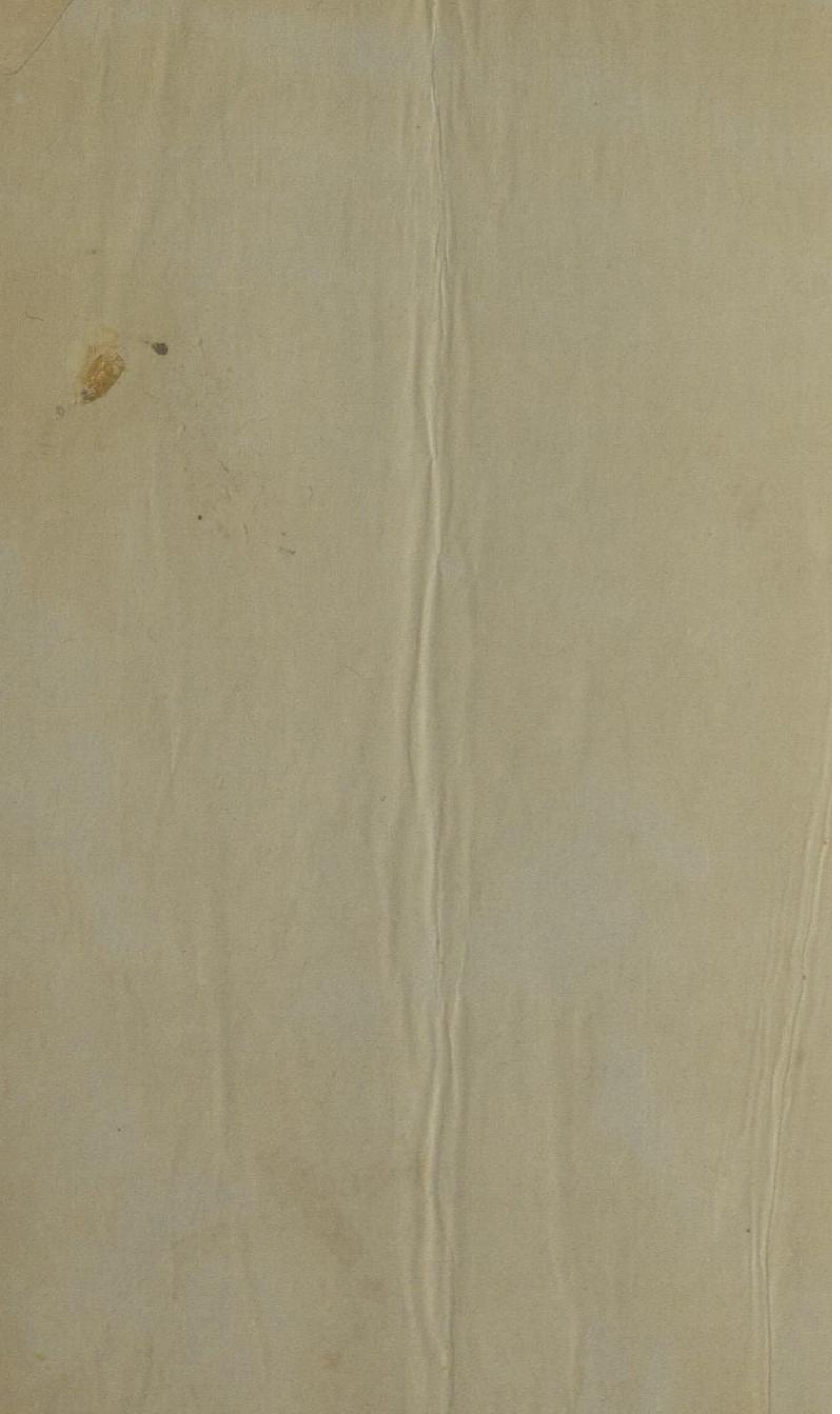
کیا انسان چند روزہ زندگی میں
صرف کھانے پینے اور پینے کے لیے ہی خلق
ہو رہا ہے یا اس کی تخلیق کا کوئی اور مقصد بھی ہے۔
حصولِ منشاء الہی کے پیش نظر امامیہ آرگنائزیشن
نے ملت اسلامیہ کی خدمت کی خاطر امامیہ پبلیکیشنز قائم کی ہے
تاکہ احکاماتِ خدا، سیرتِ پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام اور فرموداتِ ائمہ
علیہم السلام کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ الحمد للہ اس ادارے نے آپ
حضرات کے تعاون سے ۲۶ عدد مختلف پیش کشیں ہیں۔ انشاء اللہ آسان قرآن فہمی
کے لیے بھی ایک پروگرام بھی اراکین کے لیے زیرِ نظر ہے دین سے محبت کرنے والے
بہت سے حضرات کی بھی یقیناً یہ آرزو ہوگی کہ ہم اشاعتِ دین حق کی کچھ
خدمت کر سکیں، لیکن مصروفیات دنیا سے وقت نہ نکال سکتے ہوں،
ان حضرات کے لیے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ آئیے
اور اس معاملہ میں دالے، درہمے، قدسے، سخنے
معاونت فرمائیں اور اپنی زندگی کو
بامقصد بنائیں۔

ادارہ

امامیہ پبلیکیشنز، ۱، نور پیمبر گنپت روڈ لاہور ۲

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا
الله إن الحمد لله نحمده
نستعين به ونستغفر منه
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين أجمعين

کتابخانه / محمد ہارون موہی



۱۹
امامی پبلیکیشنز پاکستان